



فہرس الموضوعات

نمبر شمار	موضوعات	صفحہ
باب اول	مدینہ میں آمد	01
1	قبائیں قیام کے بعد	02
2	مسجد عاتکہ	03
3	کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ	04
4	پہلا خطبہ جمعہ	05
5	تاریخی خطبہ یہ تھا	06
6	خطبہ شریف کی جھلکیاں	07
7	حوصلہ و بردباری	09
8	عشاق کی بیتابی	10
9	عید کا سماں	13
10	نغمہ سرائی	14
11	غریب نوازی	16
12	بچیوں سے کمال شفقت	17
13	عبداللہ بن ابی کی بد قسمتی	18
14	رشتک عرش مکان	19
15	تبع اول کا مکتوب	20
16	پہلی ضیافت	23
17	حصول تبرک	24

24	پسندیدہ کھانا	18
25	حضرت صہیب مدینہ منورہ میں	19
26	جندع بن ضمہ مدینہ منورہ میں	20
27	یثرب سے طیبہ	21
30	مدینہ منورہ کے اسماء گرامی	22
31	تاریخ مدینہ	23
33	حیاتِ انبیاء	24
34	فضائلِ مدینہ منورہ	25
46	امام مالک کی وصیت	26
47	کعبہ سے افضل	27
49	لطیفہ	28
50	باب دوم یہودیوں کا کردار	
51	یہود کی اکثریت	29
53	یہود کی مذہبی حالت	30
54	یہود کی دینی حالت	31
56	مدینہ منورہ کے مشہور قبائل	32
57	جغرافیائی کیفیت	33
58	اقتصادی حالت	34
60	یہود کی انبیاء دشمنی	35
63	یہودیت پر کمونزم کا پردہ	36
64	یہودی ادارے	37

65	یہودی خفیہ دستاویزات	38
67	خفیہ دستاویزات کی چوبیس دفعات	39
71	سازش کا طریق کار	40
72	امریکہ میں یہودیت	41
73	یہودیوں کی ہوس اقتدار	42
74	یہودی تعصب کی چند مثالیں	43
74	یہودیت کی ہرزہ سرائی	44
75	ملت اسلامیہ میں یہودی سازشیں	45
77	فری مشینریوں پر ہماری تجاویز	46
78	یہودیت اور مسیح موعود	47
79	فتح دنیا کا خواب	48
80	یہودیوں کی عہد شکنی	49
81	مسلمانوں کی یہود پر نوازشات	50
82	یہودی ایک عالمی سائنسدان کی نظر میں	51
83	علماء یہود بارگاہ نبوت میں	52
84	حضرت عبداللہ بن سلام کا واقعہ	53
87	حضرت عبداللہ کے تین سوالات	54
87	سیدنا سلمان فارس سے شام تک	55
90	سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ شام سے مدینے تک	56
93	باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ	57
95	باب سوم تعمیر مسجد نبوی	

96	تعمیر مسجد نبوی شریف	58
100	فضائل مسجد نبوی شریف	59
102	مسجد نبوی شریف کی اونچائی اور دروازے	60
104	مسجد نبوی شریف کے تعمیر مراحل	61
105	عظمت ممبر شریف	62
109	حجراتِ مقدسہ کی تعمیر	63
110	مسجد نبوی شریف کا توسیعی خاکہ	64
112	صفہ شریف	65
113	دودھ کا پیالہ	66
115	اصحاب صفہ کے اسماء گرامی	67
116	مسجد نبوی شریف میں پہلا خطبہ	68
117	مواخات پہلی حکیمانہ تنظیم تھی	69
118	مہاجرین میں مواخات	70
118	مہاجرین و انصار میں مواخات	71
119	بے مثال مظاہرہ	72
121	دوسری حکیمانہ اور وفاہی تنظیم	73
126	دستوری خلاصہ	74
128	اذان کا آغاز	75
131	اذان دعوتِ حق ہے	76
133	رکعات نماز میں اضافہ	77
135	صرمہ بن انسؓ کا قبول اسلام	78

136	پہلا خوش نصیب بچہ	79
137	یہود کی ہٹ دھرمی	80
139	مخیرق کی جاں نثاری	81
140	شاس بن قیس کا فتنہ	82
141	یہود کی خدا دشمنی	83
143	منافقین کی ریشہ دوانیاں	84
146	ہجرت کا پہلا سال ایک نظر میں	85
148	تحویل قبلہ	86
151	مسجد قبلتین	87
151	تحویل قبلہ پر یہود کا سوال	88
153	باب چہارم فرضیت صیام ، زکوٰۃ و جہاد	
154	روزہ کی فرضیت	89
156	ماہ رمضان کی عظمت	90
157	نماز عید	91
158	زکوٰۃ کا حکم	92
162	زکوٰۃ اسلامی ریاست کا اقتصادی نظام ہے	93
163	فلسفہ زکوٰۃ	94
166	مستحقین زکوٰۃ	95
168	شرح زکوٰۃ	96
170	قصاص (بدلہ) کا حکم	97
171	سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ کا نکاح	98

172	علیؑ وفا طمہ حفاظت الہیہ میں	99
174	جہاد کا حکم	100
176	جہاد کے معنی	101
179	شہید کی فضیلت	102
181	مجاہدین کے لئے ہدایات	103
182	ایک اعتراض کا جواب	104
184	غضب الہی کا ظہور	105
186	باب پنجم غزوات	
187	غزوہ بدر	106
189	جانثاروں سے مشورہ	107
190	جنگ بدر کے بکھرے موتی	108
196	قیدیوں سے حسن سلوک	109
198	فدیہ کیا تھا	110
200	چندرہائی پانے والوں کے نام	111
201	ابوالعاص کا فدیہ	112
202	ابوالعاص سے تجدید نکاح	113
204	حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ	114
205	نوفل بن حارث کا فدیہ	115
206	وہب بن عمیر کا قبول اسلام	116
207	مجاہدین بدر کے فضائل	117
209	بدری صحابہ کے اسماء گرامی	118

210	انصار بدر بین کے اسماء گرامی	119
214	شہداء بدر کے اسماء گرامی	120
218	حضرت عبیدہ کی جانثاری	121
219	حق گوئی	122
220	ایک خواب کی تعبیر	123
221	فتح بدر کا اشارہ	124
222	عیدین کا حکم	125
223	عصماء کا قتل	126
224	ابو عصفک یہودی کی موت	127
224	غزوہ بنی قینقاع ۲ھ	128
226	غزوہ قرقرۃ الکدر	129
226	غزوہ سویق	130
227	غزوہ غطفان	131
228	کعب بن اشرف کا قتل	132
232	سریہ زید بن حارثہ	133
232	ابورافع کا قتل	134
234	غزوہ احد	135
236	عجیب منظر	136
236	ایک دستہ کا تقرر	137
237	مقابلہ کا ابتدائی منظر	138
240	ابودجانہ کی جنگی مہارت	138

242	علی مرتضیٰ کا حملہ	139
244	دشمن بھاگنے کا منظر	140
144	سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ	141
247	دردناک منظر	142
248	جنت کی خوشبو	143
250	جنت کے ساتھی	144
252	ام عمارہ کی جاں نثاری	145
253	حضرت حظلہ کی شہادت	146
254	سیدنا طلحہ ایک نظر میں	147
256	جنتی باپ بیٹا	148
256	انوکھی دعا	149
258	خدا کی ہمکلامی کا شرف	150
258	عمر بن جموح کی شہادت	151
259	سعد بن ربیع کی وصیت	152
260	نعرہ بازی	153
261	سعد بن وقاصؓ کا شرف	154
262	سیدنا قتادہ کی آنکھ	155
262	ایک خاتون کا عشق رسول (ﷺ)	156
263	صحابیاتؓ کا کردار	157
264	شہداء احد کے اسماء گرامی	158
266	حیات شہداء	159

268	جبل احد شریف	160
271	چند حکمتیں	161
273	صحابہ دشمنی کا جواب	162
275	حضرت سیدہ حفصہؓ کا نکاح	163
277	غزوہ حراء الاسد	164
278	حضرت زینبؓ کا نکاح	165
279	سیدنا امام حسنؓ کی ولادت مبارکہ	166
280	سریہ ابی سلمہ	167
281	عبداللہ بن انیسؓ کو عصا دیا	168
282	رجیعؓ کے دردناک واقعات	169
283	تین صحابہ دشمن کی قید میں	170
285	حضرت خبیبؓ کی شہادت	171
286	سعید بن عامر کی غشی	172
287	حضرت خبیبؓ کے آخری اشعار	173
289	زید بن حارثہؓ کی شہادت	174
291	ابو معلق انصاریؓ کی حفاظت	175
291	دھوکہ دہی کا دوسرا واقعہ	176
293	غزوہ بنی نضیر	177
296	قریش مکہ کا بنو نضیر کو خط	178
297	سلام بن مہکم کی حق گوئی	179
299	مال فئی اور مال غنیمت	180

299	ایفاء عہد صفت الہی ہے	181
301	ایفاء عہد اور نبوت	182
302	شراب نوشی کی حرمت	183
307	حرمت شراب کا حکیمانہ انداز	184
309	شراب کی تجارت بھی حرام ہے	185
310	شرابی جنت سے محروم ہے	186
310	شرابی کی نماز مقبول نہیں	187
311	شراب اور بت پرست	188
312	الخمر	189
313	فاطمہ بنت اسد کا وصال	190
314	سیدہ ام سلمہؓ کا نکاح	191
316	غزوہ بدر صغریٰ	192
318	غزوہ ذات الرقاع	193
319	ہیبت نبوی ﷺ	194
320	نماز میں عجیب حالت	195
320	اونٹ کی تیز رفتاری	196
322	رجم کا حکم	197
324	غزوہ دومۃ الجندل ۵ھ	198

[*https://ataunnabi.blogspot.com/*](https://ataunnabi.blogspot.com/)

Click For More Books

[**https://archive.org/details/@zohaibhasanattari**](https://archive.org/details/@zohaibhasanattari)

باب اول

مدینہ میں آمد

قبائیں قیام کے بعد

حضور سید عالم ﷺ نے قبا شریف میں دس اور کچھ دن قیام فرمایا۔ اس دوران زائرین کا تانتا بندھا رہا۔ صبح و شام حاضرین و زائرین استفادہ کرتے ہیں۔ سعادت مند روحیں فیض حاصل کرتی ہیں۔ ان دنوں حضور ﷺ کی میزبانی کا شرف سعد بن خيثمه کو نصیب ہوا۔ کلثوم بن ہدم بھی اس شرف سے نوازے جاتے رہے۔ مطابقت یوں ہوتی ہے۔ قیام تو حضور سید عالم ﷺ نے کلثوم بن ہدم کے ہاں رکھا مگر جب زائرین و حاضرین کی بھیڑ ہو جاتی تو آپ سعد کی حویلی میں تشریف لے آتے۔ یہ جگہ اس سے کھلی تھی اور حضرت سعد کے بچے بھی نہ تھے اس لئے عام ملاقاتیوں کیلئے یہ جگہ موزوں تھی۔ وہ مہاجرین جو اہل و عیال کے علاوہ آتے انہی کے ہاں ٹھہرتے۔ اسی بنا پر ان کے گھر کو بیت الحزب کہا جاتا تھا۔ غزب اس آدمی کو کہتے ہیں۔ جس کے ساتھ اس کے بچے نہ ہوں۔ اس طرح سے حضرت سعد اور ہدم بن کلثوم دونوں شرف میزبانی سے مشرف ہوئے۔ (1)

وادی قبائیں قیام کی مدت دس اور کچھ دن کی تشریح امام بخاری علیہ الرحمہ کی اس روایت سے ملتی ہے۔

انه نزل في بني عمر بن عوف بقباء واقام فيهم بضعة عشرة ليلة۔ (2)

حضور ﷺ نے بنی عمر بن عوف کے قبیلہ میں دس اور چند روز قیام فرمایا۔

ابن عقبہ کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے حضور ﷺ نے اس سے زیادہ دن قیام فرمایا۔ صحیح مسلم شریف کی روایت میں ہے۔

(1) أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ) لسيرة النبوة لابن كثير، ص 270/2

محمد بن يوسف الصالحى الشامى (المتوفى: 942هـ) سبل الهدى والرشاد، ص 266/3
أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد الله بن أحمد السهيلي (المتوفى: 581هـ) الروض الانف ص 330/2

(2) محمد بن اسماعيل أبو عبد الله البخارى الجعفي، صحيح البخارى، هجرة النبى ﷺ الرقم 3616، ص 294/12

واقام اربعۃ عشر یوماً۔ (1)

آپ نے چودہ دن قیام فرمایا

چونکہ امام بخاری اور امام مسلم دونوں روایات قریب قریب ہیں۔ اس بناء پر ابن عقبہ کی وہ روایت کمزور ثابت ہوگی۔ اسی بناء پر وہی روایت جس میں چار دن پیر منگل بدھ جمعرات کا ذکر ہے کمزور دکھائی دیتی ہے۔ اس قیام کے بعد حضور ﷺ نے آگے مدینہ منورہ کے لئے روانگی فرمائی راستہ میں محلہ بنی سالم پڑتا تھا۔ جب حضور ﷺ وہاں پہنچے تو نماز جمعہ کا وقت ہو گیا۔ وہیں پر نماز جمعہ ادا فرمائی۔ تاریخ اسلام میں آپ کا یہ خطبہ تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ آپ کی یہ نماز جمعہ پہلی نماز جمعہ تھی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد عاتکہ

محلہ بنی سالم کی یہ مسجد جس میں حضور سید عالم ﷺ نے نماز جمعہ پڑھائی وہ مسجد عاتکہ کے نام سے مشہور تھی۔ حضور ﷺ کے نماز جمعہ پڑھانے کے بعد مسجد جمعہ کہلاء (3)

- (1) أبو الحسین مسلم بن الحجاج القشیری النسایوری (المتوفی: 261ھ) صحیح مسلم، باب ابتناء مسجد نبی ﷺ، الرقم، ص 144/3
- (2) البخاری، صحیح بخاری، باب مقدم النبی ﷺ، الرقم، ص 3639، ص 318/12
- (2) محمد بن محمد بن أحمد، ابن سید الناس، الیعمری الربعی، أبو الفتح، فتح الدین (المتوفی: 734ھ) عیون الاثر، ص 255/1
- محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی 751) زاد المعاد، الحصر فی الشعب، ص 94/1
- ابن کثیر، السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ص 271/2
- عبدالمسلک بن هشام بن ایوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جبمال الدین (المتوفی: 213ھ) سیرۃ ابن هشام، باب بناء مسجد قباء، ص 494/1
- محمد بن عبد الوہاب بن سیلمان التیمی الجندی (المتوفی: 1206ھ) مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، باب دخول رسول اللہ ﷺ، ص 193/1
- (3) علی بن عبد اللہ بن أحمد الحسنی السہودی (المتوفی: 911ھ) خلاصۃ الوفا بأخبار مصطفیٰ ﷺ، ص 190/1

یہ مسجد شریف ترکوں کے دور میں تیار کی گئی۔ جس کی دیوار پر یہ عبارت کندہ تھی۔ جو میں نے پڑھی۔

امر ببناء هذا المسجد اميرا المؤمنين ملك مظفر
اس مسجد کی جدید تعمیر ملک مظفر نے کروائی۔

خلاصۃ الوفاء کے مطالعہ سے اور اس کے محل وقوع پر غور کرنے سے میری ذاتی تحقیقات کی روشنی میں یہ مسجد وہی ہے جس کی امامت کے فرائض سیدنا عتبان بن مالک انجام دیتے تھے۔ یہ وادی: وادی رانونہ: کے نام سے مشہور تھی۔ اس وادی کے ٹیلے اطم عتبان بن مالک کے نام سے مشہور تھے۔ (1)

مدینہ منورہ کی ہر حاضری پر دور سے اس کی زیارت کا شرف ملتا مگر 1980ء کی حاضری میں استاد گرامی غزالی وقت سیدی علامہ احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمہ کی معیت میں یہاں نوافل ادا کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ واللہ الحمد اس مسجد گرامی کو مسجد عتبان بن مالک کے نام سے یاد کر لیا جائے تو بے جا نہیں قرین تحقیق ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ

مسجد عتبان بن مالک کے حوالہ سے اس مقام پر کشتہ عشق مصطفیٰ ﷺ سیدنا عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ عشق و محبت کا ذکر بھی ضروری محسوس ہوتا ہے۔ آپ کے عشق و محبت کا واقعہ بخاری شریف میں موجود ہے۔ آپ کے رہائشی مکان اور مسجد شریف کے درمیان ایک سیل بہت سی تھی۔ جب آپ کی بیٹائی کمزور ہو گئی مسجد شریف میں آنے جانے سے تکلیف محسوس ہونے لگی تو بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔

انی انکرت بصری قوددت انک تأتی فتصلی من بیتی مکاناً اتخذہ مصلی (2)

(1) السبہودی، خلاصۃ الوفاء بأخبار مصطفیٰ ﷺ، ص 190/1

(2) البخاری، صحیح البخاری، صلوۃ النوافل جماعة، الرقم 1113، ص 372/4

آقا بینائی کمزور ہو گئی ہے راستہ میں سیل بہتی ہے۔ مسجد میں حاضری نہیں دے سکتا۔ چاہتا ہوں غریب خانہ پر تشریف لائیں اور دو رکعت نماز ادا فرمائیں۔ میں اس جگہ کو اپنی سجدہ گاہ بنا لوں گا۔

چنانچہ حضور ﷺ نے درخواست کے جواب میں فرمایا

سَأَتِيكَ غَدًا

میں کل آؤں گا۔

چنانچہ آپ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عتبان بن مالک کے گھر تشریف لے گئے ان سے نماز پڑھنے کی جگہ دریافت فرمائی۔ ان کی درخواست پر وہاں نماز ادا فرمائی۔ انہوں نے اسی جگہ کو اپنا مصلیٰ بنالیا۔

تیرا آستان جو نہ مل سکا تیری راہ گزر پہ جبین سہی

مجھے سجدہ کرنے سے غرض ہے جو وہاں نہیں تو یہیں سہی

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلا خطبہ جمعہ

حضور سید عالم ﷺ نے پہلا خطبہ جمعہ محلہ بقیہ سالم کی مسجد مسجد عاتکہ یا مسجد عتبان بن مالک

میں دیا۔ آپ کے اس خطبہ کے بعد یہ مسجد: مسجد جمعہ: کے نام سے مشہور ہوئی۔ (1)

جمعہ کی فرضیت کا حکم تو پہلے ہی ہو چکا تھا۔ 12 نبوی میں اسد بن زرارہ نے حضور ﷺ کے

ایک حکم کی روشنی میں جمعہ قائم فرمایا تھا یہ حکم آپ نے مصعب بن عمیر کے نام مکہ مکرمہ سے لکھا تھا۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار مصطفیٰ ﷺ، ص 240/1

(2) أبو الحسن ظہیر الدین علی بن زید البیہقی، الشہیر بأبن قدمہ (المتوفی: 565) معرقۃ السنن

ولا تأثر للبیہقی، الرقم، 1712 ص 48/5

سلیمان بن أحمد آیوب بن مطیر اللخدمی الشامی، أبو القاسم

الطبرانی (المتوفی: 360) المعجم الكبير للطبرانی، الرقم 14152، ص 231/12

البیہقی، السنن الكبرى للبیہقی، ص 196/3

تاریخی خطبہ یہ تھا

الحمد لله احمده واستعينه واستغفره واستهديه واومن به ولا اكفر
واعادى من يكفره واشهدان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمداً
عبده ورسوله ارسله بالهدى والنور والموعدة على فترة من الرسل و
قلة من العلم وضلالة من الناس وانقطاع من الزمان ودنو من الساعة
وقرب من الاجل من يطع الله ورسوله فقد رشد ومن يعصيهما
فقد غوى و فرط و ضل ضلالاً بعيداً - واوصيكم بتقوى الله فإنه خير ما
اوصى به المسلم لمسلم ان يحضر على الآخرة وان يا مرة بتقوى الله
فاحذروه ما حذركم الله من تقبه ولا افضل من ذلك نصيحة ولا
افضل من ذلك ذكرى وان تقوى الله ممن عمل به على رجل ومخافة
من ربه عوناً صدق على ما تبغون من امور الآخرة ومن يصلح الذي بينه
وبين الله من امره في السر والعلانية لا يتوى بذلك الا لوجه الله من سر
مروجه را في عاجله امره زخرا بعد الموت حين يفتقر المرء الى ما قدم
وما كان سواء من ذلك يود لو ان بينه وبينه امداً بعيداً ويحذركم الله
نفسه والله مرؤف بالعباد والذي صدق قوله وانجز وعده لا خلف لذلك
فأنه يقول عز وجل ما يبدل القول لدى وما انا بظلام للعبيد - واتقوا الله
في عاجل امركم وآجله في اليسر والعلانية فإنه من يتق الله يكفر عند
سيئاته ويعظم له اجر او من يتق الله فقد فاز فوزاً عظيماً - وان تقوى الله
يوتى مقته ويوتى عقوبة ويوتى مخطه وان تقوى الله يبيض الوجه و
يرضى الرب ويرفع الدرجة خذو بحظكم ولا تفرطوني جنب الله قد
علمكم الله كتابه و نهج لكم سبيله ليعلم الذين صدقوا وليعلم
الكذابين فاحسنوكم احسن الله اليكم واعودوا اعداءه وجاهدوا في

سبيل الله حق جهادة و هو اجتبكم و ساءكم المسلمين ليهلك من
هلك عن بينة و يحجى من حبي عن بينة ولا قوة الا بالله فاكثرو ذكر الله
واعملوا في بعد اليوم فانه يصلح ما بينه و بين الله يكفه الله ما بينه و بين
الناس ذلك بان الله يقضى على الناس ولا يقضون عليه و يملك من
الناس ولا يملكون منه اكبر ولا قوة الا بالله العظيم۔ (9)
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

خطبہ شریف کی جھلکیاں

- ☆ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا میں خدا کی اعانت و ہدایت کا طلبگار ہوں۔
- ☆ فرمایا میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اس کا کفر نہیں کرتا خدا کے ساتھ کفر کرنے والے سے دشمنی رکھتا ہوں۔
- ☆ فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔
- ☆ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت، نور، حکمت اور موعظت دیکر روانہ فرمایا۔
- ☆ اللہ نے اپنے رسول کو ایسے وقت میں بھیجا جب انبیاء و رسل کا سلسلہ منقطع ہو چکا تھا۔ اور زمین پر علم برائے نام تھا اور لوگ گمراہ تھے اور قیامت کا قرب تھا۔
- ☆ فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے اس نے ہدایت پائی۔ جس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی وہ بلاشبہ گمراہ ہوا۔ اور کوتاہی کی اور شدید گمراہی میں مبتلا ہوا۔
- ☆ فرمایا میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں فرمایا ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کو

(1) أبو ہلال الحسن بن عبد اللہ بن سہل بن سعید بن یحییٰ بن مہر ان العسکری الوائل للعسکری
ص 271

أبو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی البصری ثم الدمشقی (المتوفی: 774ھ) البدایہ
والنہایہ، ص 259/3

محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی 310ھ) تأریخ
الرسول و لمملوک، ص 429/1

الشامی، سبیل الہدی الرشاد، ص 43/12

☆ بہترین وصیت یہ ہے کہ اس کو آخرت پر آمادہ کرے۔ اور پرہیزگاری کا حکم دے۔
☆ فرمایا اس سے بچو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ڈرایا ہے تقویٰ سے بڑھ کر کوئی نصیحت
و موعظت نہیں۔

☆ فرمایا لوگو! خدا کا ڈر، آخرت کے بارے میں سچا معین و مددگار ہے۔ جو شخص ظاہر اور باطن
میں اپنا معاملہ اللہ سے درست کر لے۔ جس سے مقصد محض رضائے الہی ہو کوئی دنیاوی غرض نہ ہو۔ تو
یہ ظاہر و باطن کی مخلصانہ اصلاح دنیا میں اس کے لئے باعث عزت و شہرت ہے۔ اور مرنے کی بعد ذخیرہ
آخرت ہے۔ جس وقت انسان اعمال صالحہ کا غایت درجہ محتاج ہوگا۔ اور خلاف تقویٰ امور کے متعلق
اس دن یہ تمنا کرے گا۔ کاش میرے اور اس کے درمیان مسافت بعیدہ حائل ہوتی۔

☆ فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی عظمت و جلال سے ڈراتا ہے۔ اور یہ ڈرانا اس وجہ سے ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر نہایت ہی مہربان ہے۔ اللہ اپنے قول میں سچا ہے۔ اور وعدہ وفا کرنے
والا ہے۔

☆ فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول اور وعدہ میں اختلاف نہیں۔ وہ فرماتا ہے میرے ہاں بات بدلی
نہیں جاتی۔ اور نہ ہی میں بندوں پر ظلم کرتا ہوں۔

☆ فرمایا لوگو! دنیا آخرت میں ظاہر اور باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا
ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے بیشک بڑا
کامیاب ہے۔

☆ فرمایا لوگو! خدا کا ڈر، ایسی شے ہے کہ اللہ کے غضب اس کی عقوبت، سزا اور ناراضگی سے
بچاتا ہے۔

☆ فرمایا! تقویٰ قیامت کے دن چہروں کو روشن بنا دے گا۔ اور رضائے الہی بلند
درجات کا سبب ہوگی۔

☆ فرمایا لوگو! تقویٰ میں جس قدر حصہ لے سکتے ہو لو۔ اس میں کمی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے
تمہاری تعلیم کیلئے کتاب اتاری ہے۔ اور ہدایت کا راستہ تمہارے لئے واضح کیا ہے تاکہ سچے اور جھوٹے
میں امتیاز ہو جائے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی اور تم خوبی کے ساتھ اس کی

اطاعت بجالاؤ۔

☆ فرمایا لوگو! خدا کے دشمنوں سے دشمنی رکھو۔ اور اسکی راہ میں کماحقہ جہاد کرو۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے لئے مخصوص کیا ہے۔ تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔

☆ فرمایا لوگو! اس نام کی لاج رکھو، لوگو! جس کو ہلاک ہونا ہے۔ وہ قیام حجت کے بعد ہلاک ہو۔ اور جو زندہ ہے وہ قیام حجت کے بعد بصیرت سے زندہ رہے۔ کوئی بچاؤ اور کوئی قوت و طاقت اللہ کے سوا ممکن نہیں۔ پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو اور آخرت کیلئے عمل کرو۔

☆ فرمایا لوگو! جو شخص اپنا معاملہ خدا سے درست کرے گا کوئی شخص اسے ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

☆ فرمایا۔ اللہ کا حکم تو لوگوں پر چلتا ہے۔ اور لوگ اللہ پر حکم نہیں چلا سکتے۔ اللہ ہی تمام لوگوں کا مالک ہے۔ اور لوگ اللہ کی کسی چیز کے مالک نہیں۔ لہذا تم اپنا معاملہ اللہ سے درست کرلو۔ لوگوں کی فکر میں مت پڑو اللہ تعالیٰ سب کی کفایت کرے گا۔

(اللہ اکبر ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حوصلہ و بردباری

حضور ﷺ کی پوری زندگی میں لمحہ بہ لمحہ قدم قدم پر آپ کی بلند ہمتی، حوصلہ اور بردباری کے دلائل کے انبار نظر آتے ہیں۔ یہ پہلا خطبہ ہی آپ کے خلق عظیم اور حوصلہ و صبر کا مظہر ہے۔ یاد رہے حضور ﷺ کا یہ خطبہ آپ کی ۱۳ سالہ دکھوں کی زندگی کے بعد ہے اور اس وقت ہے جب جاں نثاروں کا جھرمٹ ہے۔ متوالوں کا انبوہ کثیر ہے۔ جو حضور علیہ سلام کے خلاف ایک لفظ بھی سننا پسند نہیں کرتے اگر کوئی دنیا دار حکمران ہوتا تو ایسی صورت میں سب سے پہلے اپنے دکھوں کی داستان سنا تا پھر کوئی انجمن تشکیل دیتا اور اپنے اس پہلے خطاب میں مخالفین پر جی بھر کر برست مگر قربان جانیں محبوب پاک ﷺ کے حوصلہ پر آپ کے صبر آپ کی حیثیت پر اس طویل خطبہ میں مخالفین کی مذمت کے لئے ایک لفظ بھی نہیں ملتا اگر ذکر ہے تو تقویٰ کا ہے پر ہیز گاری کا درس ہے ذکر اللہ کی کثرت کا ارشاد ہے راہ خدا میں جاں نثاری کا ذکر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عشاق کی بیتابی

قبا اور محلہ بنی سالم سے حضور ﷺ کی روانگی کی اطلاع ہو چکی تھی۔ محبوب پاک علیہ السلام کی ایک نورانی جھلک دیکھنے کیلئے پورا مدینہ منورہ بے تاب تھا۔ اپنے پرانے یگانے بھی مشاق تھے۔ مدینہ منورہ کے یہودی عیسائی بھی دیکھنے کیلئے اُڑ آئے۔ ان کا آنا اس لئے تھا کہ توراۃ وانجیل نے محبوب علیہ السلام کی بشارات ذکر کر دی تھیں وہ انکی تصدیق چاہتے تھے مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر توراۃ میں اس طرح موجود ہے ”سُوع کے باشندے گیت گائیں گے“ توراۃ میں مدینہ منورہ کا نام سُوع ہے اور آج بھی ”سُوع“ پہاڑی کا وہاں ہونا اسکی تائید ہے۔ (1)

ایک جھلک دیکھنے والوں میں عیسائی بھی شامل تھے کہ انجیل نے اس محبوب پاک کی آمد کا ذکر متعدد مقامات پر کیا ہے۔ اس ضمن میں بشارات پڑھنا مطلوب ہوں تو ”جلوہ جاناں“ کے پہلے حصہ میں پچاس کے لگ بھگ بشارات درج کر دی گئی ہیں۔ صبح سے ہی لوگ مقام حرہ پر جاتے۔ دوپہر کو واپس چلے جاتے ہر اپنا واپس اپنا ہم چشم براہ ہے۔ دیدہ و دل فرش راہ بنائے ہوئے ہے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا اور پکارا تھا

یا بنی قبیلہ ہذا جدکم (2)

اے قبیلہ بنی تمہارا مقدر جاگ گیا تمہارا سر براہ آگیا۔

عمارہ بن خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رانوں وادی بنی سالم سے حضور ﷺ ایسی شان سے روانہ ہوئے کہ آگے پیچھے دائیں بائیں انصار کے مسلح نوجوان پیدل چل رہے تھے کچھ سوار تھے عشاق کا یہ جلوس عظیم الشان انداز سے بڑھ رہا ہے۔ بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لائے آگے آگے چل رہے ہیں۔ (1)

(1) کتاب یسعیا، ب 82، درس 11

(2) الجوزیۃ، زاد المعاد، ص 50/3

التبسی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 202/1

ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص 202/1

ہوا چاروں طرف چرچا اور عالم میں پکار آئی

بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

محلہ بنی سالم سے گزرتے عتبہ بن مالک نوفل بن عبد اللہ عرض کرتے ہیں۔ ہمارے غریب خانوں کو نوازیں ہمارے ہاں اللہ کا فضل ہے باغات ہیں کھجوریں ہیں مکانات ہیں۔ خدام ہیں، قوت ہے، جو ہمارے ہاں آ جاتا ہے۔ پھر کسی کی مجال نہیں کوئی پوچھ سکے۔ حضور ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔

خلوا سبیلہا انہا مامورۃ (2)

راستہ چھوڑ دو۔ اونٹنی کو حکم دے دیا گیا

بنی ساعدہ کے علاقہ سے گزر ہوا تو سعد بن عبادہ منذر بن عمرو ابودجانہ راستہ روکے ہوئے عرض کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں جلوہ فروز ہو کر ہمیں عزت بخشیں۔ حضور ﷺ نے یہاں بھی راستہ سے ہٹ جانے کا حکم فرمایا۔ شاہی سواری کچھ آگے گزری عبادہ بن صامت نے بھی درخواست کی۔ جسے قبول نہ فرمایا، یونہی جب محلہ بنی عدی سے گزر ہوا تو ابوسلیط صرمہ بن انیس سامنے آ گئے اور اپنے گھر میں قیام کی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے وہی فرمایا جو پہلے درخواست گزاروں کو فرمایا تھا۔ جب محبوب پاک علیہ السلام کا گزر روادئ بنی حارث سے ہوا تو سعد بن ربیع، عبد اللہ بن رواح، بشر بن سعد نے وہی درخواست کی اور عرض کی۔

لا تجاوزنا الی غیرنا لیس احد منا ولی بک لقرابتنا (3)

حضور ﷺ آپ کسی اور کے ہاں نہ جائیے پوری قوم میں ہم سے زیادہ آپ کا

(1) ابن منظور۔ مختصر تاریخ دمشق، ص 202/1

العجوزیہ، زاد المعاد، ص 50/3

التیمی، مختصر سیر قال رسول ﷺ، ص 192/1

(2) العجوزیہ، زاد المعاد، ص 3/50

ابن منظور، مختصر تاریخ دمشق، ص 1/202

السہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 1/91

(3) السہودی خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 1/91

کوئی قریبی نہیں۔

انہیں بھی دعا سے نوازا اور اپنا سفر جاری رکھا۔ جونہی آپ کی سواری محلہ بنی مالک سے گزری تو پورا محلہ سامنے آ کر درخواست گزار ہوا۔ آپ ہمارے ہاں قیام فرمائیں۔ حضور ﷺ نے وہی جواب فرمایا اور دعا سے نوازتے ہوئے آگے چلے گئے اسی اثناء میں محلہ بنی بیاضہ سے گزر رہا تو زیاد بن لبید، فروہ بن عمر نے اپنے گھروں کو رشک عرش بنانے کی خواہش کی۔ انہیں بھی وہی جواب دیا۔ اور دعا سے نوازتے ہوئے آگے تشریف لے گئے۔ غرض آج پورے مدینہ منورہ کا ذرہ ذرہ کیف و سرور میں ہے۔ (1)

سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

لما قدم رسول اللہ ﷺ المدينة لعب الحبشية بحرابها فرحاً
بقدمه (2)

حبشی نوجوانوں نے حضور ﷺ کی آمد کی خوشی میں نیزہ بازی کی۔

عن انس مرضى الله تعالى عنه انه قال لما كان اليوم الذي دخل فيه رسول
الله ﷺ المدينة اضاء منه كل شيء (3)

سیدنا انس فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی آمد مبارک سے مدینہ منورہ کی ہر شے

-
- (1) السهوي، خلاصة الوفا بأخبار دار مصطفى ﷺ، ص 1/91
- (2) ابو داود سليمان بن الأشعث بن اسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي السجستاني (889هـ) سنن أبي داود، في النهي عن الغناء، الرقم 4277، ص 83/13
- أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) مسند أحمد، مسند انس بن مالك، الرقم 12188، ص 23/25
- عبد الرزاق الصنعاني، المصنف، الرقم 19723، ص 10/466
- (3) أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة، الترمذي السلمي، (المتوفى 279هـ) سنن ترمذي، من فضل النبي ﷺ، الرقم 3551، ص 12/64
- ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى 273هـ) ابن ماجة، ذكر وفاته ودفنه، الرقم 1621، ص 5/124
- أبو يعلى أحمد بن علي بن المثنى بن يحيى بن عيسى بن هلال الطبراني (المتوفى 307هـ) مسند أبو يعلى، اليوم الذي قدم فيه ﷺ، الرقم 3284، ص 7/398
- إمام أحمد، مسند أحمد، مسند انس بن مالك، الرقم 13238، ص 27/375

جگمگانے لگی۔ (1)

حضور ﷺ کے اس ورد و مسعود کو ابن ابی خثیمہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے۔
شہدت یوم دخل رسول ﷺ المدینۃ فلم آمر یوماً احسن منه ولا
اضواء (2)

ابوخیثمہ کے بیٹے فرماتے ہیں جس دن حضور ﷺ نے مدینہ منورہ میں قدم رکھا۔
میں نے آج تک کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جو اس مبارک دن سے زیادہ برکت
والا زیادہ حسین ہو۔ یا زیادہ روشن ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عید کا سماں

آج مدینہ منورہ میں عید کا سماں ہے چھوٹا، بڑا، بوڑھا، نوجوان پھولے نہیں سارہا۔ گلیوں میں
رش ہے بازاروں میں بھیڑ ہے محبوب ﷺ کی ایک جھلک دیکھنے کو مکانوں کی چھتیں خواتین سے بھری
پڑی ہیں۔ آج شرب کارنگ بدلا ہوا ہے۔ غموں کی جگہ خوشیوں نے لے لی ہے۔ خزاں کی جگہ بہار نے
سنبھال لی ہے۔ غرض ہر طرف نور ہی نور بکھرا نظر آ رہا ہے۔

درو دیوار استادہ ہوئے تعظیم کی خاطر

زمین کیا آسماں بھی جھک گیا تسلیم کی خاطر

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 13328، ص 375/27

ابویعلیٰ، مسند ابویعلیٰ، الیوم الذی قدم فیہ ﷺ، الرقم 3284، ص 398/7

(2) ابویعلیٰ، مسند ابویعلیٰ، فہما رایت یوماً قط انور ولا احسن، الرقم 3392، ص 6/8

امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم 11787، ص 333/24

اللہ اکبر جاء رسول الله ﷺ اکبر جاء محمد ﷺ (1)

کے نعروں سے فضا گونج اٹھی ہے۔ باطل پر ہیبت طاری ہے بتوں کے پجاریوں پر موت کا عالم طاری ہے۔ حیرت ہے اس عظیم جشن کے موقع پر جس ذات والاصفات کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ کیا جا رہا ہے۔ وہاں سادگی ہی سادگی ہے۔ قصویٰ نامی اونٹنی پر ایک بالکل سادہ پالان پر حضور ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ کبر و غرور کا شائبہ تک نہیں عجز و انکساری کا عظیم منظر ہے۔ انوار و برکات کی موسلا دھار بارش سے لوگوں کے دامن تر ہیں۔ سخی کی بے پناہ سخاوت سے لوگوں کے دامن بھرے جا رہے ہیں۔

دور شوائے ظلمت شام فراق آفتاب وصل تاباں مے رسد

تازہ باش اے تشنہ وادی غم کہ برایت آب حیاں مے رسد

شاد باش اے خستہ ہجران بلا کز پے در و در ماں مے رسد

ترجمہ:- اے شام فراق کے اندھیر و دور ہو جاؤ وصل کا درخشندہ آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔ اے وادی غم کے پیاسے تازہ دم ہو جا کہ تیرے لئے آب حیات آ گیا ہے اے ہجر کی مصیبتوں میں پسے ہوئے تجھے مبارک ہو تیری بیماری کا علاج آ گیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نغمہ سرائی

بے خودی کیف و مستی جو بن پر ہے۔ مدینہ منورہ کی معصوم بچیاں اوس و نزر ج کی سراپا حیا
خواتین بارگاہ رسالت میں اپنی عقیدت و محبت کے نذرانے اس طرح پیش کر رہی ہیں۔

(1)

أحمد بن الحیسن بن علی بن موسیٰ الخسرو جردی الخراسانی، أبوبکر البیهقی

(المتوفی: 458ھ) دلائل النبوة، انزل الیلة علی بنی نجار، الرقم 751، ص 363/2

أبو عبد الله الحاكم محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدويه بن نعيم بن الحكم الضبي

الطهماني النيسابوري المعروف بأبن البيع (المتوفى: 405) مستدرک علی الصحیحین، قدم

المدينة ﷺ، الرقم 4249، ص 64/10

ابن حبان، صحيح ابن حبان، ذكر وصف قدم المصطفى، الرقم 6387، ص 100/26

أمام احمد، مستند امام احمد، ابی بكر، الرقم 3، ص 6/1

طلع البدر علينا“ من ثنّيات الوداع
وجب الشكر علينا“ مادعاً لله داع
ايها المبعوث فينا“ جئت بالامر المطاع
جئت شرفت المدينة“ مرحباً يا خير داع (1)
وہ دیکھو ثنّیات الوداع کی پہاڑیوں سے چودھویں کا چاند نظر آ گیا۔
اب ہم پر اس عظیم الشان احسان کا شکر کرنا لازم ہے جب تک اللہ کو کوئی
پکارنے والا باقی ہے۔

اے وہ مقدس ذات جو ہم میں رسول بنا کر بھیجے گئے آپ ایسے احکام لے کر آئے ہیں۔ جن
کی اطاعت لازمی ہے۔ آپ نے اپنے جلوہ سے مدینہ کو شرف بخشا حق کی طرف بہتر انداز میں بلانے
والے آپ کا آنا مبارک۔

مسلمانوں کے بچے بچیاں مسرور تھے سارے
گلی کو چپے خدا کی حمد سے معمور تھے سارے
نبوت کی سواری جس طرف سے ہوتی جاتی تھی
دروود نعت کے نعمات کی آواز آتی تھی

نغمہ سرائی والے ان اشعار پر علامہ ابن قیم کو غلط فہمی ہوئی وہ کہتے ہیں یہ عربی اشعار حضور ﷺ
کے مدینہ منورہ میں داخلہ کے موقع پر نہیں کہے گئے۔ بلکہ غزوہ تبوک سے واپسی پر پڑھے گئے
ہیں۔ (2)

اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ ثنّیات الوداع والا ٹیلہ مدینہ منورہ سے شام کو جانے والے راستہ میں
واقع ہے۔ علامہ ابن قیم کی یہ غلط فہمی علامہ یا قوت حموی کی تشریح سے دور ہو جاتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔
انہا موضع وداع المسافرین من المدينة الى مكة (3)

(1) البيهقي، دلائل النبوة، لمّا قدم ﷺ المدينة، الرقم 752، ص 364/2، الرقم، 2019، ص 351/5

(2) امام بخاری، صحيح البخاری، النبی ﷺ الى قيصر وكسرى، الرقم 4075، ص 339/13

(3) احمد بن علي بن حجر ابو الفضل العسقلاني اشأفيعفتح البأري، الرقم 4074، ص 248/

الشامی، سبيل الهدى والرشاد، ص 277/3

ثنیات الوداع وہ جگہ ہے جہاں مدینہ سے مکہ جانے والوں کو الوداع کہا جاتا ہے۔

یا قوت کی اس تشریح سے غلط فہمی واضح ہو جاتی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غریب نوازی

لحہ بہ لحہ ہجوم بڑھ رہا ہے۔ حاضرین اور زائرین کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہر طرف دکھائی دے رہے ہیں۔ ناقہ قصویٰ کی رفتار میں بھیڑ کے باعث خاصی کمی آچکی ہے۔ حضور ﷺ نے کم و بیش دس پندرہ مقامات پر یہ جواب فرمایا۔ کہ راستہ چھوڑو۔ اونٹنی کو حکم دیا گیا آپ نے اپنے اترنے کا انتخاب خود نہیں فرمایا۔ کہ کشنگان تسلیم و رضا، پیکراں صدق و صفا کے دلوں میں ذرہ بھر بھی مناقشہ پیدا نہ ہو۔ سبھی کی نگاہیں ناقہ قصویٰ پر گڑی ہوئی ہیں کہ وہ کہاں بیٹھتی ہے۔ پہلے یہ مبارک اونٹنی مسجد نبوی کی جگہ بیٹھی مگر محبوب پاکؐ نیچے نہیں اترے تھوڑی دیر بعد پھر یہ اونٹنی کھڑی ہو گئی اور آگے چلی گئی۔ حضور ﷺ نے اس کی مہارگردن پر ڈال دی تھی۔ چند قدم آگے چل کر پھر اسی جگہ پر آ کر بیٹھ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی۔ یہیں سیدنا ابوالیوب انصاری کا مکان تھا۔ سیرت ابن حشام نے اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے۔

فرجعت الی مبرکہا اول مرة فبرکت فیہ ثم تحلحلت ورمزمت

ووضعت جرائنہا (1)

پھر اس نے انگڑائی لی۔ عاجز ہو کر بیٹھ گئی۔ اور گردن زمین پر ڈال دی۔

خلاصۃ الوفائیں اسی بات کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 273/2

السہیلی، الروض الانف، ص 334/2

ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص 494/1

فبرکت علیٰ باب ابی ایوب (1)

اونٹنی ابو ایوب کے گھر کے دروازہ پر بیٹھ گئی۔

مبارک منز لے کاں خانہ رامہ جہیں باشد

ہمایوں ک شورے کاں عرصہ راشا ہے چنیں باشد

وہ گھر کتنا مبارک ہے۔ جس میں ایسا محبوب جلوہ گر ہو، وہ سلطنت کتنی اچھی ہے جسے اس

طرح کا سلطان نصیب ہو۔ ایک غریب کا مقدر جاگ اٹھا غریب نواز آقا نے غریب نوازی کی حد

کر دی۔ حضور ﷺ اسی جگہ پر مبارک اونٹنی سے اترے اور چار مرتبہ آیہ مبارکہ تلاوت فرمائی۔

مرہب انزلنی منزلا مبارکاً وانت خیر المنزلین (2)

اے میرے رب مجھے بابرکت منزل پر اتار اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا

ہے۔

اسی موقع پر حضور ﷺ پر وحی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ اور پھر فرمایا یہی ہماری قیام گاہ ہے۔

وکی یکبارگی ناقہ بحکم حضرت باری

جہاں اک سمت بیٹھے تھے ابو ایوب انصاری

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

بچیوں سے کمال شفقت

کچھ بچیوں نے حضور ﷺ کی آمد پر اپنی عقیدت و محبت کا اظہار اس طرح بھی کیا۔

نحن جوامس من ہمی النجار۔ یا حبزا محمد من جار

ہم بنو نجار کی بچیاں ہیں۔ یا محمد آپ کس قدر بہترین پڑوسی ہیں۔

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 274/2

البصری، البدایہ والنہایہ، ص 244/3

السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 92/1

محمد بن أحمد بن الضیاء محمد القرشی العمری المکی الحنفی، بہاء الدین أبو البقاء، المعروف بابن الضیاء (المتوفی: 854) تأریخ مکة المشرفة والمسجد الحرام، ص 128/1

(2) المومنون، 23:29

حضور ﷺ نے ان بچیوں کی زبان سے یہ شعر سن کر فرمایا۔

انحبیننی؟

(بیٹیو) کیا تم واقعی مجھ سے محبت رکھتی ہو؟

قلن نعم۔

ہاں! یا رسول اللہ واقعی محبت کرتی ہیں۔

حضور ﷺ نے ان کے جواب میں فرمایا۔

وانا واللہ احبکن وانا واللہ احبکن (1)

اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا

ہوں۔ اللہ کی قسم میں بھی تم سے محبت کرتا ہوں۔

حضور ﷺ کا بچیوں کے جواب میں تین مرتبہ حلف اٹھا کر انہیں اپنی محبت کا یقین دلانا۔

حضور ﷺ کی کمال شفقت، عظیم رحمت ہے۔ بے حد محبت کی دلیل ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ بن ابی کی بد قسمتی

جہاں مدینہ منورہ تشریف آوری پر بہت سے لوگوں کے نصیب جاگ اٹھے وہاں کچھ ایسے

بھی ہیں جو بد نصیب رہے۔ مدینہ منورہ کے مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے راستہ میں قبیلہ خزرج کے

سردار عبداللہ بن ابی کا مکان بھی آیا۔ حضور ﷺ نے فروغ اسلام کے پیش نظر چاہا کہ اس سردار کے ہاں

رکیں۔ مگر اسکی بد بختی نے اسے اس سعادت سے محروم کر دیا۔ اس ازلی بد نصیب نے کہا

اذھب الی الذین دعوتک (2)

آپ ان کے ہاں جائیے جنہوں نے آپ کو بلایا ہے۔

(1) البیہقی، دلائل النبوة، الرقم 755، ص 367/2

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 273/2

الشامی، سبیل الہدی الرشاد، ص 272/3

عبداللہ کی اس بد اخلاقی سے حضور ﷺ کو قلبی تکلیف ہوئی تو حضرت سعد بن عبادہ نے فوراً عرض کی حضور ﷺ آپ پریشان نہ ہوں۔ اسکی بد اخلاقی اور بد تمیزی کی ایک وجہ ہے۔ کہ ہم نے اسے اپنا بادشاہ بنانے کا پروگرام بنالیا تھا۔ اسکی تاجپوشی ہونے والی تھی۔ کہ اچانک اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہوا آپ تشریف لائے اسکی ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔ اسی وجہ سے اس نے بد اخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رشک عرش مکان

جونہی محبوب پاک ﷺ کی ناقہ مبارکہ ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان کے سامنے بیٹھی تو جھٹ ابویوب آئے، حضور ﷺ کا سامان اٹھایا اور گھر لے گئے دراصل یہ مکان حضور ﷺ کا ہی ہے۔ ابویوب انصاری کی طرف منسوب اس طرح ہے کہ آپ بطور محافظ و نگران رہے۔ تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے یمن کا بادشاہ تبع اول حمیری کا گزرجب مدینہ منورہ سے ہوا تو چار سو ۴۰ علماء تورات اس کے ساتھ تھے یہ واقعہ حضور ﷺ کی جلوہ گری سے ایک ہزار سال پہلے کا ہے۔ اس تبع اول کو علماء تورات نے کہا یہ بستی نبی اخر الزمان کی بستی ہے۔ جو بنو اسماعیل سے ہوں گے ہم علماء یہاں سے نہیں جائیں گے۔ ہو سکتا ہے ہم اس نبی محترم کی زیارت کر لیں۔ ورنہ ہماری قبروں پر تو کبھی نہ کبھی ان کے جوڑوں کا غبار پڑ ہی جائے گا۔ جو ہمارے لئے کافی ہوگا۔ اس نے ہر ایک عالم کیلئے علیحدہ علیحدہ رہائش گاہیں تیار کروائیں سب کو وہاں رہنے کی اجازت دیدی اور ایک خاص مکان حضور ﷺ کیلئے تیار کروایا کہ جب نبی کریمؐ یہاں تشریف لائیں تو اس مکان میں قیام فرمائیں گویا آج حضور ﷺ نے اپنے ہی مکان کو شرف بخشا جو انہیں کیلئے ہی تیار کرایا گیا تھا۔ قدرت نے اونٹنی کو وہیں بٹھایا جو حضور ﷺ ہی کا ڈیرہ تھا۔ یا یوں کہیے حضور ﷺ نے اپنے ایک خادم تبع کی درخواست قیام کو شرف بخشا جو ہزار

(1) الشامی، سبیل الہدی الرشاد، ص 272/3

السہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 91/1

سال پہلے کی گئی تھی۔ (1)

اگر یہ کہہ دیا جائے کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ میں ابوایوب انصاری کے مکان پر نہیں بلکہ اپنے ہی مکان پر اترے تو قطعی بے جا نہ ہوگا۔ ابوایوب انصاری کا قیام تو آپ کے انتظار میں ہی تھا۔ یہ مکان دو منزلہ تھا حضور ﷺ نے چلی منزل پسند فرمائی۔ ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بار بار درخواست کی کہ آپ اوپر تشریف رکھیں۔ مگر آپ ﷺ ملاقاتیوں کی سہولت کے لئے تشریف نہ لے گئے تھے۔ ایک مرتبہ بالائی منزل پر گھڑا ٹوٹنے سے پانی بہنے لگا تو حضرت ام ایوب نے لحاف سے پانی خشک کیا حضرت ابوایوب نے پھر عرض کی حضور آپ اوپر تشریف فرما ہوں۔ چنانچہ ان کی درخواست پر آپ ﷺ نے اوپر والی منزل کو بھی نواز دیا۔ اور ابوایوب اپنے افراد کنبہ کے ساتھ نیچے آ گئے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تبع اول کا مکتوب

تبع اول حمیری نے جب چار سو ۴۰۰ علماء کو وہاں قیام کی اجازت دے دی تو ساتھ ہی ایک خط حضور ﷺ کے نام لکھا۔ اور بڑے عالم کے سپرد کیا۔ کہ اگر تیری زندگی میں حضور ﷺ آجائیں تو یہ خط پیش کرنا۔ ورنہ یہ خط یکے بعد دیگرے چلتا رہے۔ خط کی تحریر یہ ہے۔

السی محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ ورسولہ و خاتم النبیین ﷺ من تبع
الاول الحمیری۔ اما بعد فانی امنت بك و بكتابك الذى انزل عليك و انا
على دينك و سنتك و امنت بربك و بكل ما جاء من ربك من شرائع الا
سلام و الايمان فان ادر كنتك فيها و لا فاشفع لى و لا تسنى يوم القيامة
فانى من امتك الاولين و ملة ابيك ابراهيم (3)

ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ کے نبی اور نبیوں کے خاتم ﷺ کی طرف تبع اول

(1) ابن منظور، مختصر تآریخ دمشق، ص 224/2

(2) الشامی، سبیل الہدی الرشاد، ص 274/3

(3) ابن منظور، مختصر تآریخ دمشق، ص 224/2

کی طرف سے میں آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی کتاب پر ایمان لایا ہوں۔ اور آپ ﷺ کے دین اور طریقہ پر ہوں۔ آپ کے رب پر اور جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر اترے ایمان اور اسلام کے سلسلہ میں آیا۔ اس پر ایمان لایا ہوں۔ اگر میں آپ کا زمانہ پالوں۔ تو بہتر ورنہ قیامت میں میری شفاعت فرمانا۔ اور بھول نہ جانا۔ میں آپ کا پہلا امتی ہوں۔ آپ کی آمد سے پہلے آپ پر ایمان لایا ہوں۔ اور بیعت کی ہے۔ میں آپ کے اور آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

اس واقعہ کو کئی حوالوں سے نقل کیا ہے۔ تبع اول حمیری کے وہ عربی اشعار بھی لکھے ہیں جو اس نے اپنے مکتوب میں درج کئے تھے۔ وہ یہ ہیں۔

شهدت علیٰ احمد انه رسول من الله بأمری التسم
ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو تمام
روحوں کے پیدا کرنے والا ہیں۔

ولو مد عمری الیٰ عمرہ لکنک وزیرالہ وابن عم
ترجمہ: اگر میری زندگی نے وفا کی اور میں نے حضور ﷺ کا زمانہ پالیا
تو حضور ﷺ کا وزیر بنوں گا۔ اور چچا زاد بھائی کی طرح ہر موقعہ پر ان
کی مدد کروں گا۔

وجأهدت بالسيف أعدائه وفوجت عن صدره كل هم (1)
ترجمہ: میں تلوار کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے لڑوں گا اور حضور ﷺ کے سینہ
میں جو فکر و غم ہوگا دور کروں گا۔

پھر اس خط کو اس نے بند کیا اور بڑے عالم کو پیش کیا اور وصیت کی کہ یہ خط حضور ﷺ کے سپرد

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 70/1

الشامی، سبل الہدی الرشاد، ص 274/3

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 23/1

کیا جائے چنانچہ یہ خط ایک ہزار سال تک اس عالم کی نسل میں چلتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ خط سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ تک پہنچا۔ آپ اس بڑے عالم کی نسل سے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور یثرب والوں کو یہ خبر ہوئی تو پھر انہوں نے یہ مشورہ دیا کہ خط والا تو جلوہ گر ہو گیا ہے۔ یہ امانت ان تک پہنچائی کیسے جائے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔ مشورہ دیا کہ کسی معتمد آدمی کے ذریعہ یہ خط حضور ﷺ تک پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ ابولیلیٰ یا ابولیلیٰ کا انتخاب ہوا۔ آپ اس خط کو لے کر حضور ﷺ کی طرف روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ اس دوران قبیلہ سلیم کے ایک شخص کے ہاں مقیم تھے۔ ابولیلیٰ وہاں پہنچے تو حضور ﷺ نے دیکھتے ہی فرمایا۔

انت ابو لیلیٰ

کیا تو ابولیلیٰ ہے۔

عرض کی جی ہاں! میں ابولیلیٰ ہوں پھر فرمایا تبع اول کا خط تمہارے پاس ہے۔ عرض کی جی ہاں! فرمایا وہ مجھے دے دو۔ ابولیلیٰ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اور عرض کی آپ کون ہیں۔ فرمایا میں محمد رسول اللہ ہوں۔ اس نے سامان کھولا اور وہ خط نکال کر۔ حضور ﷺ کے سپرد کیا پھر ابوبکر صدیق نے یہ خط پڑھ کر سنایا۔ حضور ﷺ نے یہ خط سن کر تین مرتبہ فرمایا۔

مرحباً بالآخ الصالح (1)

میں اپنے نیک بھائی کو مرحبا کہتا ہوں۔

پھر حضور ﷺ نے ابولیلیٰ سے فرمایا کہ اب تم واپس یثرب چلے جاؤ۔ اور میری آمد کے بارے میں وہاں لوگوں کو بتاؤ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلی ضیافت

سیدنا ابویوب انصاری کے ہاں قیام میں سب سے پہلی ضیافت پیش کرنے کا شرف سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیب ہوا۔ آپ فرماتے ہیں۔ جس دن حضور ﷺ نے سیدنا ابویوب کو وہاں قیام کا شرف بخشا۔ سب سے پہلا تحفہ پیش کرنے کا اعزاز مجھے ملا۔ میں ایک پیالہ میں ٹرید لیکر حاضر ہوا۔ یہ کھانا جو اور گندم کے آٹے گھی اور دودھ سے تیار کیا گیا تھا۔ میں نے یہ پیالہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ اور عرض کی حضور ﷺ یہ پیالہ میری ماں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

بأمرك الله فيها (1)

اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے۔

حضور ﷺ نے تمام حاضرین صحابہ کو بلایا۔ اور اپنے ساتھ کھلایا۔ حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں۔ میں ابھی واپس دروازہ تک ہی پہنچا تھا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبیر سے ان کا غلام کھانا لیکر حاضر ہوا۔ میں نے برتن سے کپڑا اٹھا کر دیکھا تو وہ بھی ٹرید تھا۔ اوپر گوشت رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت سعد کے خادم نے یہ نذرانہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا۔ حضرت سعد بن عبادہ کی طرف سے کھانا دن کو اور حضرت اسعد بن زرارہ کی طرف سے رات کو باقاعدگی سے پیش کیا جاتا تھا۔ بنی مالک بن نجار کے محلہ کے لوگوں نے اس خدمت ضیافت کیلئے باریاں مقرر کر رکھی تھیں۔ ضیافتوں کا یہ سلسلہ قریباً سات ماہ تک چلتا رہا۔ اس کے بعد حضور ﷺ اپنے نو تعمیر شدہ حجروں میں منتقل ہو گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ص 279/2

الشامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 275/3

حصول تبرک

سیدنا ابوالیوب انصاری فرماتے ہیں، ہم کھانا تیار کر کے حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ تناول فرما لیتے۔ اور بچا ہوا کھانا واپس آتا۔ تو ہم شوق تبرک میں بیتاب ہوتے تھے۔ ہم کھانے میں حضور ﷺ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتے تھے۔ جہاں پر انگلیوں کے نشانات لگے ہوتے ہم وہاں سے اٹھا اٹھا کر کھاتے۔ ایک مرتبہ ہم نے بالا خانہ میں کھانا بھیجا۔ جب برتن واپس آئے تو میں نے حسب معمول شوق سے مبارک انگلیوں کے نشانات تلاش کئے۔ مگر نہ ملے میں پریشان ہو گیا۔ کہ حضور ﷺ نے کھانا تناول کیوں نہیں فرمایا۔ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا عرض کی حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آج آپ نے کھانا واپس فرمادیا۔ کھانے میں کہیں مبارک انگلیوں کے نشانات نہیں دیکھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کھانے سے بو آگئی تھی۔ اس لئے نہیں کھایا اور میں وہ شخص ہوں جو رب سے سرگوشیاں کرتا ہوں۔ تم کھا لو تمہارے لئے جائز ہے۔ سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس کے بعد ہم نے کبھی کھانے میں پیاز یا لہسن کا استعمال نہیں کیا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پسندیدہ کھانا

کسی نے سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہ سے پوچھا عرصہ تک حضور ﷺ نے آپ کو اپنی خدمت کا شرف بخشا ہے۔ اور آپ کو یہ سعادت نصیب ہے کہ آپ سید الانبیاء علیہ السلام کیلئے صبح شام کھانا تیار کرتیں تھیں۔ آپ بتا سکتیں ہیں۔ کہ حضور ﷺ کو کونسا کھانا پسند تھا۔ تو مائی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواباً فرمایا حضور ﷺ نے کبھی ہمیں کسی خاص کھانا پکانے کا حکم نہیں فرمایا اور

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص/277

الشامی، سبیل الہدیٰ ولرشاد، ص/275/3

السہیلی، الروض الانف، ص/340/2

ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص/489/1

نہ ہی کبھی آپ نے پکائے گئے کھانے میں کسی بھی قسم کا نقص یا عیب نکالا۔ البتہ ایک مرتبہ میرے شوہر حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے ایک رات حضرت سعد بن عبادہ کی طرف سے بھیجا گیا کھانا تناول فرمایا اس میں شور باتھا۔ جو حضور ﷺ نے بڑے شوق سے تناول فرمایا۔ اس منظر کے بعد ہم نے ہمیشہ شور بے والا سالن تیار کیا۔ اور ہم حضور ﷺ کیلئے حریس بھی تیار کرتے تھے۔ حریس گندم کو کوٹ کر اس میں قیمہ ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ اسے بھی پسند فرماتے تھے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت صہیب مدینہ منورہ میں

حضور سید عالم ﷺ کے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آ جانے پر ہر مومن کیلئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ حاضری مدارجعت قرار دے دی گئی تھی۔ اس دوران کئی ایک ایمان افروز واقعات پیش آئے۔ جن میں سے ایک ایمان افروز واقعہ صہیب ابن سنان کا بھی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں۔ حضرت صہیب ابن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مختصر قافلہ کیساتھ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ راستہ میں تھے کہ مشرکین نے گھیر لیا۔ ان کے ساتھی حضرت یاسر کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت سمیہ کے دونوں پاؤں کو دو اونٹوں کے پاؤں سے باندھ کر انہیں علیحدہ علیحدہ سمتوں میں ہانک کر حضرت سمیہ کو بھی شہید کر دیا گیا۔ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سو برس کے بوڑھے آدمی تھے۔ اور نہایت عمدہ تیر انداز تھے۔ انہوں نے دشمنوں کے مقابلہ کیلئے اپنا تیر کمان سنبھالا اور فرمایا۔ اے قریش جب تک میرے تیر ختم نہیں ہو جاتے تم میرے پاس نہیں آ سکو گے۔ میرے ایک ایک تیر سے کئی کئی دشمن ہلاک ہونگے۔ تیر ختم ہو گئے تو میں تلوار کیساتھ جنگ لڑوں گا۔ تمہیں کھیت کی طرح کاٹ کر رکھ دوں گا۔ میں بوڑھا آدمی ہوں۔ میرے چلے جانے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ اور میرے ساتھ لڑنے میں تمہارا نقصان ہوگا۔ بہتر صورت یہ ہے اگر تم مجھے مدینہ منورہ اپنے محبوب پاک ﷺ کے پاس جانے دو تو میں

تمہیں مکہ مکرمہ میں اپنی چھپائی گئی دولت بتا دیتا ہوں۔ وہ نکال لو۔ کفار مکہ اس سودے پر راضی ہو گئے آپ نے اپنے سارے مال کا پتا بتا دیا۔ اور مدینہ منورہ حاضر ہو گئے۔ مدینہ منورہ آنے پر سب سے پہلے ملاقات سیدنا صدیق اکبر سے ہوئی۔ صدیق اکبر نے فرمایا صہیب تم نے بہت اچھی تجارت کی۔ صہیب پوچھتے ہیں کون سی تجارت تو صدیق اکبر نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی۔

ومن الناس من يشرى نفسه ابتغاء مرضات الله والله مرؤف

بالعباد (35)

کچھ ایسے بھی ہیں جو رضائے الہی کے لئے اپنی جان بیچ دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔ صدیق اکبر فرماتے ہیں صہیب تم مال دے کر کفار سے جان چھوڑ رہے تھے۔ اور یہاں مدینہ منورہ میں تمہارے حق میں یہ آیت کریمہ اتر رہی تھی۔ (36)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جندب بن ضمرہ مدینہ منورہ میں

سیدنا صہیب ابن سنان کی جانبازی اور مدینہ منورہ سے والہانہ عقیدت جیسا ایک ایمان افروز واقعہ حضرت جندب بن ضمرہ کا بھی تاریخ میں موجود ہے۔ حضور ﷺ کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد یہ مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے۔ وہیں بیمار ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی بیماری کی حالت میں بیٹوں سے کہا مجھے یہاں سے لے جاؤ۔ بچوں نے پوچھا بابا کدھر لے جائیں۔ تو انہوں نے ہاتھ سے اشارہ مدینہ منورہ کی طرف کیا۔ زبان میں تو بولنے کی سکت نہ تھی۔ بیٹوں نے اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی۔ چار پائی اٹھائی ابھی وہ دس میل ہی سفر طے کر پائے تھے کہ روح پرواز کر گئی۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب پاک ﷺ

(1) البقرة، 2: 207

(2) السمرقندی، بحر العلوم فی تفسیر القرآن العظیم، ص 23

کے اس جان باز صحابی کی ادا پسند آئی۔

جبریل امینؑ یہ آئیہ مبارکہ لے کر آ گئے۔

من يخرج من بيته مهاجراً الى الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع

اجرة على الله۔ (1)

جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کرتا ہے پھر اسے راستے

میں موت آ جائے تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر واجب ہو جاتا ہے۔

اسی طرح کا ضمیرہ بن عیص کا بھی واقعہ ہے۔ وہ بیمار تھے۔ گھر والوں سے کہا مجھے چارپائی پر

اٹھا کر مدینہ منورہ لے چلو گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ ابھی مکہ مکرمہ سے چار میل سفر ہی طے کیا تھا کہ

موت نے آ لیا۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یثرب سے طیبہ

یہ شہر حضور ﷺ کی آمد سے بابرکت ہوا۔ ورنہ اس کی آب و ہوا سے لوگ متنفر تھے۔ لوگوں کا

نظر یہ یہ تھا کہ اس شہر سے گزرنا بیماریوں کو لاتا ہے۔ یہاں پر کئی قسم کی بیماریاں پھوٹی رہتی تھیں۔ ہوا مضر

صحت تھی۔ ماحول خراب تھا۔ پانی بے ذائقہ تھا۔ یہ بستی جھگڑوں فسادات کا مرکز بنی رہتی تھی۔

لفظ یثرب میں ہی شدت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ محبوب پاک ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے جو نبی اس کا

نام بدلا، ماحول بدلا، رنگ بدلا، نظام بدلا برکات و رحمت نے ڈیرہ جمالیا۔ روحانی انقلاب آیا۔ اس

(1) النساء، 4: 100

(2) شہاب الدین محمود ابن عبداللہ الحسینی الأوسی، مروح المعانی فی تفسیر القرآن

العظیم، ص 201/4

أبو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین

الرازی، مفاتیح الغیب فی تفسیر القرآن العظیم، ص 352/5

ابن عباس، ترویج المقیاس من تفسیر ابن عباس، ص 94

خطہ کا ستارہ چمک گیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ نے یثرب کہنے سے منع فرمادیا۔ سیدنا ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا!

لا تدعوها يثرب فانها طيبة (1)

اس بستی کو یثرب نہ کہا کرو۔ یہ طیبہ ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں۔

قال رسول الله ﷺ من سمي المدينة يثرب فليستغفر الله هي طابه

هي طابه هي طابه (2)

جو شخص مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہئے وہ اپنی اس غلطی پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔ یہ

تو طابہ ہے، یہ تو طابہ، یہ تو طابہ ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ حضور ﷺ کی جلوہ گری سے پہلے یہ شہر بیمار یوں کا گھر تھا۔ آپ فرماتی ہیں میرے والد ابو بکر صدیقؓ کو بخار ہو گیا۔ میں نے حضور ﷺ سے بیمار پرسی کی اجازت چاہی اور وہاں حاضر ہوئی۔ حضرت صدیق اکبرؓ شدید بخار میں مبتلا تھے۔ میں نے پوچھا اباجی کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا!

كل امرئ مصبح في اهله والموت ادنى من شرك نعله (3)

ہر آدمی اپنے اہل خانہ کے پاس صبح کرتا ہے۔ اور اس کے جوتی کے تسمہ سے

زیادہ موت اس کے قریب ہے۔

پھر میں عامر بن فہیرہ کے پاس گئی وہ بھی بیمار تھے۔ والد گرامی کے ساتھ ہی رہ رہے تھے۔

ان سے پوچھا عامر آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا

لقد وجدت قبل زوقه ان الجبان حثفه من فوقه (4)

(1) الشامي، سبيل الهدى والرشاد، ص 296/3

(2) اسامہ احمد، مسند اسامہ احمد، براء بن عازب، الرقم 17788، ص 475/37

(3) ابو عبد اللہ مالک بن انس الاصبحي المديني (المتوفى 179هـ) الموطاء، ما جاء في ولاء المدينة، الرقم

1385، ص 355/5

(4) البخاري، صحيح البخاري، من دعا برفع الوباء والحمى، الرقم 5245، ص 430/17

میں نے موت چکھنے سے پہلے ہی موت کو پالیا۔ بزدل کی موت اس کے اوپر سے آتی ہے۔

میں نے کہا عمر غشی یا بیہوشی کی حالت میں بول رہے ہیں۔ ام المومنین فرماتی ہیں۔ حضرت بلال کو بھی بخارتھا۔ جب ان کا بخار اترتا تو وہ یہ شعر پڑھتے رہتے۔

الالیة شعری هل ابتین لیلة یواد وحولہ ازخرو وجلیل (1)

کاش کبھی ایسا وقت آئے میں وادی میں رات گزاروں۔ اور میرے دائیں بائیں ازخروجلیل کے پودے ہوں۔

ام المومنینؓ کی اس تفصیل سے یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ وادی بیماریوں کا گھر تھی۔ خرابیوں کا مرکز تھی۔ لوگوں کی نفرت کا باعث تھی۔ ام المومنین فرماتی ہیں میں نے یہ ساری صورت حال حضور ﷺ سے عرض کی تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔

اللهم حبب الینا المدینہ کما حببت الینا مکة او اشد و صحها و بامرک

لنافی صاعها و مدها ثم انقل وباء الی مہیعة وھی الجحقة (2)

اے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کو ہمارے لئے اس طرح محبوب بنا دے۔ جس طرح مکہ کو تو نے ہمارے لئے محبوب بنایا تھا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اس کی آب و ہوا کو صحت بخش بنا دے اور اس کے پیمانوں اور وزنوں میں برکت فرما۔ اور اس کی وبا کو جحفہ کی طرف منتقل کر دے۔

ظاہر ہے حضور ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ اس دعا کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ اے اللہ ہمیں مدینہ کی محبت مکہ سے بھی زیادہ عطا کر یہی عنوان ایک اور حدیث شریف سے ملتا ہے۔ اسے سیدنا عبد اللہ ابن عمر نے نقل کیا ہے۔ اس روایت کو ائمہ نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں نے ایک سیاہ رنگ والی خاتون کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ مدینہ سے نکل کے

(1) البخاری، صحیح البخاری، من دعا برفع الوباء والحمی، الرقم 5245، ص 430/17

(2) امام احمد، مسند امام احمد، سیدۃ عائشۃ، الرقم 23324، ص 380/49

البخاری، صحیح البخاری، من دعا برفع الوباء والحمی، الرقم 5245، ص 430/17

ابن حبان، صحیح ابن حبان، ذکر اباحۃ عیادۃ المرأة، الرقم 5691، ص 220/23

مہیہ میں اتری۔ میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی مدینہ کی مہیہ میں منتقل کر دی گئی۔ (1)
یثرب سے طیبہ بننے کیلئے حضور ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے کیساتھ ساتھ آپ کی دعاؤں کا ذکر
بھی موجود ہے۔ بخاری و مسلم نے سیدنا انسؓ سے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

قال رسول الله ﷺ اللهم اجعل بالمدینة ضعفی ما جعلت بمكة من

البرکة۔ (2)

اے اللہ جو برکت تو نے مکہ کو دی ہے اس سے دگنی برکت مدینہ کو عطا فرما۔
حضور ﷺ کی اس دعا کی قبولیت میں شک و تردید کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ یہ برکت مال میں
بھی ہے۔ اعمال و کاروبار میں بھی، محنت مزدوری میں بھی، کھیتی باڑی میں بھی، غرضیکہ یہ برکت زندگی
کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔

عجب رنگ پر ہے بہار مدینہ کہ سب جنتیں ہیں ثار مدینہ
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ کے اسماء گرامی

ارض اللہ، اکالۃ البلدان، اکالۃ القری، الایمان، البلد، بیت
الرسول، جزیرۃ العرب، الجنۃ، الحصینہ، الحبیبہ، الحرم، حرم
مرسول اللہ، حسنہ، الخیرۃ، الدامرۃ، دامر الابرار، دامر الایمان، قبۃ
الاسلام، سیدۃ البلدان، الشافیہ، طابہ، طیبہ، العاصیہ، العزماء،

-
- (1) امام بخاری، صحیح بخاری، باب البراقۃ السوداء، الرقم 6517، ص 420/21
امام احمد، مسند امام احمد، باب مسند عبد اللہ بن عمر، الرقم 6517، ص 420/21
الدامری، وهو الامام الكبير أبو محمد عبد الله بن الرحمن بن الفضل بن بهرام الدامري سني
دامري، باب في القمص والبر، الرقم 2216، ص 413/6
(2) البخاری، صحیح البخاری، المدینۃ تنفی الخبث، الرقم 1752، ص 444/6
امام مسلم، صحیح مسلم، فضل المدینۃ ودعا النبی ﷺ، الرقم 2432، ص 106/7
امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم 11999، ص 45/25
أبو عوامة يعقوب بن اسحاق بن ابراهيم النيسابوري الاسفراييني (المتوفي: 316) المستخرج ،
ذكر دعا النبي ﷺ، الرقم 2931، ص 408/7

العراء، العروش، الغراء، غلبه، صبه، قرية الانصار، المباركة،
السموم، قلب الایمان، مبین الحلال و الحرام، المبحورة، المحبوبة،
المحفوفة، مدخل صدق، مدینة الرسول، المرحومة، المرزوقه،
مضجع الرسول، مهاجر الرسول، المقر المقدسه، الموفیه، ذات
النخل، دارالفتح، المکینه، الناجیه، نبلاء، النحر، الهذراء، یشرب، یندو،
یندر، الکتان، المقدسه، المطیبه، المسلمه، مسجد اقصیٰ، المدینة،
المختار، المحفوفة، المحرمة، المحبورة، المخبة، الفاضحة،
ظباب، السلقه، دارالسنة، دارالسلامة، دارالهجرة، تددر،
البلاط، البحرة، ارض البحرة، ائرب، ذات الحجر، البائرة، البررة (1)
ان اسماء کی تفصیل کے لئے مدینة الرسول کا مطالعہ مفید رہے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تاریخ مدینہ

اس مبارک شہر کی تاریخ کے سلسلہ میں علامہ نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہ ہے۔
نوح علیہ السلام کے طوفان کے بعد سب سے پہلے یہی بستی آباد ہوئی۔ (2)
سیدنا ابن عباسؓ سے ہے۔ نوحؑ کی کشتی سے ۸۰ افراد اترے وہ جگہ سوق الثمانین کہلائی،
یہ لوگ وہاں بڑھے ۷۲ زبانوں میں منقسم ہو گئے۔ ان میں سے ایک جماعت نے بذریعہ الہام عربی
زبان وضع کی اور اس سرزمین میں سکونت اختیار کی۔ انہیں لوگوں نے سب سے پہلے یہاں زراعت کی
اور کھجور کے درخت لگائے، انہیں عمالقہ کہا جاتا ہے۔ نوحؑ کی اولاد میں سے یثرب بن فایزہ بن میلان
بن ارم بن عیمل بن عوص بن سام بن نوحؑ یہاں آباد ہوا۔ اسی وجہ سے اس بستی کا نام یثرب مشہور

(1) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 51

(2) السمھودی، خلاصۃ الوفا باخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 71/1

ہوا۔ (1)

ایک اور حدیث شریف سے اس **بستی** کی تاریخی حیثیت کا پتہ چلتا ہے۔ ابن منذر نے سلیمان بن عبد اللہ بن **حنظلہ** سے روایت کی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام حج بیت اللہ شریف کیلئے آتے ہیں۔ تو انہوں نے اس مقام پر شہر ہونے کے آثار پائے تھے۔ (2)

علامہ سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ضمن میں ایک اور روایت بھی بیان کی ہے کہ موسیٰ و ہارون علیہما السلام دونوں بھائی جب حج بیت اللہ شریف کیلئے آئے تو دونوں نے اسی شہر میں قیام کیا۔ ان دنوں یہ شہر یہود کا مرکز تھا۔ احتیاط کے طور پر دونوں بھائیوں نے اپنا قیام احد پر رکھا۔ یہیں احد شریف میں سیدنا ہارون علیہم السلام کا انتقال ہو گیا۔ (3)

الحمد للہ ۱۹۶۳ء کی حاضری میں جب احد کی چوٹی پر جانے میں رکاوٹ نہ تھی۔ قبر شریف کی زیارت نصیب ہوئی۔ واللہ الحمد، قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ اپنی تفسیر مظہری میں آیہ کریمہ: اِذَا اتَّوَا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ کے تحت فرماتے ہیں۔ سیدنا سلیمانؑ کا لشکر مدینہ منورہ سے گزرا اور آپؑ نے فرمایا
هَذِهِ دَارُ هَجْرَةِ نَبِيِّ آخِرِ الزَّمَانِ

یہ نبی آخر الزمان کی ہجرت گاہ ہے (4)

اس واقعہ سے بھی اس مقدس شہر کی تاریخ پر روشنی پڑتی ہے۔ جب بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو کوئی امن کی جگہ تلاش کرنے لگا۔ لوگوں نے بتایا عرب کے علاوہ کہیں امن نہیں چنانچہ علماء نے اسے کہا آخری رسول ذاتِ نخل میں ظہور پذیر ہونگے چنانچہ یہ شام سے نکل کر یہاں پہنچا

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 42/1

الطبری، تأریخ الرسل والملوک، ص 75/1

جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی

(المتوفی: 597ھ) المنتظم، ص 42/1

(2) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 71/1

(3) ابن الضیاء، تأریخ مکہ المشرفہ ولمسجد الحرام، ص 120/1

ابن شبة النمیری، تأریخ المدینہ، ص 85/1

(4) ابن منظور، مختصر تأریخ دمشق، ص 386/3

ابن الضیاء، تأریخ مکہ المشرفہ ولمسجد الحرام، ص 112/1

اور اس مکان ذات النخل کو ٹھکانا بنایا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حیاتِ انبیاء

خلاصۃ الوفاء ص ۱۰۸ پر ایک عظیم واقعہ درج ہے۔ جب موسیٰ و ہارون علیہما السلام نے احد شریف کی چوٹی پر ڈیرہ لگایا۔ اور وہیں پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا وصال ہو گیا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی کو قبر میں اتارا۔ تو جی بھر آیا۔ اور کہا بھائی آپ فوت ہو گئے۔ یہ فقرہ فرمانا ہی تھا کہ ہارون علیہ السلام قبر سے اٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اس طرح عملاً اپنی حیات کا ثبوت دیا اور پھر لیٹ گئے۔ (2)

حضور ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں!

نبی اللہ حی یرزق (3)

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے۔ اسے رزق دیا جاتا ہے۔

دوسری حدیث شریف میں بھی اس عنوان کی تصدیق ملتی ہے۔

ان اللہ حرم علی الامراض ان تأکل اجساد الانبیاء (4)

اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

حضور ﷺ کے ایک تیسرے ارشاد سے بھی اس عنوان کی تائید ہوتی ہے۔ آپ نے سفر

معراج کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے فرمایا!

(1) ابن منظور، مختصر تلمیذ دمشق، ص 129/1

(2) خلاصۃ الوفاء، اخبار دامر، مصطفیٰ ﷺ، ص 71/1

(3) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، وفاتہ ودفنہ علیہ السلام، الرقم، 1627 ص 130/5

(4) ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، فی فضل الجمعۃ، الرقم، 1075 ص 386/3

امام احمد، مسند امام احمد، حدیث اوس بن اوس، الرقم 15575 ص 389/32

الدامری، سنن دامری، باب فضل الجمعۃ، الرقم 1624 ص 496/4

أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، النسائي (المتوفى: 303هـ) السنن الكبرى،

الرقم، 1666 ص 519/1

النسائي، سنن نسائي، اكشاف الصلوة على النبي ﷺ، الرقم 1357 ص 208/5

مرمرت بقبر موسیٰ وهو قائم یصلی فی قبرہ (1)
میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو انہیں دیکھا۔ وہ اپنی قبر میں کھڑے
ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائلِ مدینہ منورہ

☆ سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں!

لیس فی الامرض بقعة اکرم علی اللہ من بقعة قبض نفس نبیہ ﷺ (2)
وہ جگہ جہاں حضور ﷺ کا وصال ہوا ہے۔ اس خطہ سے افضل ترین کوئی خطہ نہیں
جو طور بدماں ہے تیرے فیض قدم سے
وہ راہ گزر چاند ستاروں سے حسین ہے

☆ سیدنا صدیق اکبر فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے!

لا یقبض النبی الا فی احب الا مکئہ۔ (3)

نبی کا وصال اسی جگہ ہوتا ہے۔ جو اسے زیادہ پسند ہو۔

☆ حبیب انور ﷺ نے فرمایا!

(1) المسلم، صحیح مسلم، من فضائل موسیٰ، الرقم، 4379، ص 79/12

النسائی، سنن نسائی، ذکر صلوة النبی ﷺ وموسى، الرقم، 1613، ص 110/6

مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 11765، ص 311/24

عبدالرزاق، المصنف، الرقم، 6227، ص 577/3

سليمان بن احمد بن ايوب بن مير اللخمي الشامي، ابو القاسم

الطبراني (المتوفى 360)، المعجم الكبير، الرقم، 11044، ص 320/9

(2) السهودي، خلاصة الوفا بأخبار دمار مصطفى ﷺ، ص 7/1

(3) ابو يعلى، مسند ابى يعلى، لا يقبض النبی الا فی احب، الرقم، 40، ص 42/1

مَا عَلَى الْأَرْضِ بَقْعَةٌ أَحَبُّ إِلَى مَنْ أَنْ يَكُونَ قَبْرِي بِهَا مِنْهَا (1)
روئے زمین پر مجھے اپنی قبر کے لئے کوئی اس (مدینہ منورہ) سے زیادہ محبوب
نہیں۔

☆ تاجدار عالم ﷺ نے فرمایا!

وَالْمَدِينَةُ خَيْرٌ لَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ (2)
(ایک وقت آئے گا۔ آدمی اپنے اہل و عیال کو دوسری جگہ بلائے گا) حالانکہ
مدینہ منورہ ہی اس کیلئے بہتر ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا!

اللَّهُمَّ أَنْتَ أَخْرَجْتَنِي مِنْ أَحَبِّ الْبَقَاعِ إِلَى فَالْسِكُنَى فِي أَحَبِّ الْبَقَاعِ
الْيَك (3)

اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھے اس سرزمین سے ہجرت کا حکم دیا۔ جو مجھے محبوب
تھی۔ اب مجھے ایسی سرزمین میں ٹھہرا جو تجھے زیادہ محبوب ہو۔

☆ فِرْعَازِ آدَمِ وَ بَنِي آدَمَ ﷺ نے فرمایا!

مَنْ مَاتَ بِالْمَدِينَةِ كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ (4)
جو شخص مدینہ منورہ میں فوت ہوا۔ میں اس کا شفیع ہوں گا۔

نبی رحمت حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا!

مَنْ صَبَرَ عَلَى الْوَأَسَاءِ وَ شَدَّ تَهَا كُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَ شَفِيعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ (5)
جس شخص نے مدینہ منورہ کی مشکلات پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور
شفیع ہوں گا۔

(1) امام مالک، الموطأ، الشهداء فی سبیل اللہ، الرقم 877، ص 357/3

(2) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دامر مصطفی ﷺ، ص 10/1

(3) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دامر مصطفی ﷺ، ص 7/1

(4) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دامر مصطفی ﷺ، ص 10/1

(5) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دامر مصطفی ﷺ، ص 10/1

☆ سید الکونین ﷺ نے فرمایا!

ان الایمان لیأزر الی المدینة کما تأزر الحیة الی جحرها۔ (1)

ایمان مدینہ منورہ میں پناہ لے گا جیسے سانپ اپنی بل میں چلا جاتا ہے۔

☆ رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا!

والمدینة خیر من مکہ۔ (2)

مدینہ مکہ سے افضل ہے۔

☆ خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا!

من استطاع منکم ان یموت فی المدینة فلیمت بہا انی اشفع لسن یموت

بہا۔ (3)

جس سے ہو سکے کہ اسے مدینہ منورہ میں موت آئے تو ایسا کرے جسے مدینہ

منورہ میں موت آئے گی۔ میں اس کی شفاعت کروں گا۔

نبی اطہر ﷺ نے فرمایا!

انا اول من تشق عنه الارض ثم ابوبکر ثم عمر ثم اتی اهل البقیع

فیحشرون معی ثم انتظر اهل مکہ۔ (4)

(1) البخاری، صحیح البخاری، الایمان یا زمر الی المدینہ، الرقم 1743، ص 431/6

اصم مسلم، صحیح مسلم، ان الاسلام بدا غریبا، الرقم 210، ص 352/1

الترمذی، سنن ترمذی، ان الاسلام بدا غریبا، الرقم 2554، ص 219/9

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، فضل المدینة، الرقم 3102، ص 257/9

(2) الطبرانی، المعجم الکبیر، الرقم 4323، ص 388/4

(3) الترمذی، سنن ترمذی، فضل المدینة، الرقم 3852، ص 425/12

اصم احمد، مسند اصم احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، الرقم 5555، ص 92/12

النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 4285، ص 488/2

الطبرانی، المعجم الکبیر، ب5، الرقم 20278، ص 6318

(4) الترمذی، سنن ترمذی، باب فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الرقم 3625، ص 152/12

الترمذی، سنن ترمذی، باب فی مناقب عمر رضی اللہ عنہ، الرقم 3625، ص 152/12

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، بتفسیر سور رق، الرقم 3691، ص 411/8

سب سے پہلے (قیامت کے دن) میں اٹھوں گا پھر ابوبکر، پھر عمر، پھر میں اہل
تقیج کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ جمع ہوں گے۔ میں پھر اہل مکہ کا انتظار
کروں گا۔

☆ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا!

لا یکید اهل المدينة احد الا مرتباع كما يتباع الملح في الماء (1)
جو کوئی اہل مدینہ سے مکرو فریب کرے گا۔ وہ اس طرح پکھل جائے گا۔ جس
طرح نمک پانی میں پکھل جاتا ہے۔

☆ تاجدارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

من اراد اهل هذه البلدة بسوء اذا به الله كما يذوب الملح في الماء
(2)

جس شخص نے اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ بھی کیا وہ اس طرح مصائب میں
پکھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں۔

☆ حبیبِ کبریا ﷺ نے بارگاہِ قدس میں عرض کی!

اللهم من ارادني و اهل بلدي بسوء فعجل هلاكته (3)

اے اللہ تعالیٰ جس نے میرے ساتھ اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ
کیا اسے جلد برباد کر دے۔

☆ سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا!

(1) البخاری، صحیح البخاری، اثم من کاد اهل المدينة، الرقم 1744، ص 433/6

(2) مام مسلم، صحیح مسلم، من اراد اهل المدينة بسوء، الرقم 2456، ص 134/7

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، فضل المدينة، الرقم 3105، ص 260/9

امام احمد، مسند امام احمد، باب مسند سعد بن مالك، الرقم 1476، ص 486/3

عبدالرزاق، المصنف، الرقم 17157، ص 264/9

المستدرک علی الصحیحین، عقیل بن خالد، الرقم 8777، ص 37/20

(3) السہودی، خلاصة الوفا بآخبار دار، مصطفى بن محمد، ص 11/1

من ظلم اهل المدينة واخا فهم عليه لعنة الله والملئكة والناس
اجمعين۔ (1)

اے اللہ تعالیٰ جس نے مدینہ والوں پر ظلم کیا اور ڈرایا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت
ہو۔ فرشتوں انسانوں کی لعنت ہو۔

☆ شہنشاہ کونین ؑ نے فرمایا!

المدينة فيها ما جرى و فيها مضجعي ومنها مبعثي فحق علي امتي
حفظ جيرانى ما اجتنبوا الكبائر (2)

مدینہ منورہ میرا مقام ہجرت ہے۔ یہیں میری قبر ہوگی۔ یہیں سے
قیامت کو اٹھوں گا۔ میری امت پر لازم ہے میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں
جب تک کبیرہ گناہوں سے بچیں۔

☆ صاحبِ قابِ قوسین ؑ کا عمل مبارک تھا!

اذا قدم من سفر فنظر الى جذرائها ان كان على دابة حر کہا من
حباً (3)

حضور ؑ جب سفر سے واپس تشریف لاتے۔ اور مدینہ منورہ کی دیواروں پر نظر
پڑی تو شوقِ مدینہ منورہ میں سواری کو تیز ہانک دیتے۔

رسولِ محتشم ؑ کا معمول تھا جب آپ سفر مبارک سے واپس تشریف لاتے تو
یہ دعا فرماتے!

(1) الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسبہ مروح، الرقم 3727، ص 247/8

الطبرانی، المعجم الكبير، ب، الرقم 6498، ص 271/6

(2) الطبرانی، المعجم الكبير، ب، الرقم 16865، ص 136/15

(3) البخاری، صحيح البخاری، المدينة نفی الخبث، الرقم 1753، ص 445/6

الترمذی، سنن ترمذی، ما يقول اذا قدم من السفر، الرقم 3363، ص 331/11

مسند احمد، باب مسند انس بن مالك، الرقم 12158، ص 204/25

ابو يعلى، مسند ابو يعلى، اذا قدم من السفر، الرقم 3779، ص 406/8

اللهم اجعل لنا بها قراما و مرزقا حسنا (1)

اے اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ کو ہمارے لئے تسکین اور رزق حسنہ بنادے۔

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی

منہ پھیر بیٹھیں ہم تیری دیوار کی طرف

امام القسطنطینیؒ نے فرمایا!

☆

اللهم اجعل بالمدينة ضعف ما جعلت بمكة من البركة۔ (2)

شب اسریٰ کے تاجدارؐ نے فرمایا!

☆

لله لا تجعل منايأ، بمكة حتى تخرجنا۔ (3)

اے اللہ تعالیٰ ہماری موت مکہ مکرمہ میں نہ آئے۔ حتیٰ کہ ہمیں یہاں سے نکال

لے۔ اس حدیث سے مدینہ منورہ کی موت کی طرف اشارہ ہے۔ مکہ مکرمہ سے

نفرت مراد نہیں۔ (معاذ اللہ)

شافع محشرؒ نے مدینہ منورہ کیلئے دعا فرمائی!

☆

اللهم بآمرک لنا فی مدينتنا اللهم اجعل مع البركة برکتین۔ (4)

اے اللہ تعالیٰ ہمارے مدینے میں برکت بخش اے اللہ ایک برکت کے ساتھ دو

برکتیں جمع فرمادے۔ یعنی مدینہ منورہ میں تین گنا برکت فرمادے۔

سید الثقلینؒ نے فرمایا!

☆

(1) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 14/1

(2) البخاری، صحيح البخاری، المدينة تنفی الخبث، الرقم، 1752، ص 444/6

امام مسلم، صحيح مسلم، فضل المدينة ودعاء النبي، الرقم 2432، ص 106/7

امام احمد، مسند احمد، باب مسند انس بن مالك، الرقم 11999، ص 45/25

الطبرانی، المعجم الأوسط، من اسمه محمد، الرقم 5868، ص 446/12

(3) امام احمد، مسند احمد، مسند عبد الله بن عمر، الرقم 4547، ص 83/10

الطبرانی، المعجم الكبير، ب 3، الرقم 13148، ص 490/10

(4) امام مسلم، صحيح مسلم، الترغيب في سكني المدينة، الرقم 2439، ص 114/7

النسائي، السنن الكبرى، الرقم 4276، ص 486/2

ابن عوامة، المستخرج، حراسة المثلثة مدينة، الرقم 3051، ص 43/8

اللهم ان ابراهيم عبدك وخليك ونبيك وانا عبدك ونبيك وانه
دعابكة وانا ادعوك للمدينة بمثل مادعا بكعة و مثله معه (1)
اے اللہ ابراہیمؑ تیرے بندے نے اور خلیل ہیں اور میں تیرا بندہ اور نبی
ہوں۔ انہوں نے مکہ کیلئے دعا کی تھی میں مدینہ کیلئے دعا کرتا ہوں۔ اور اتنی ہی
مزید۔

☆ وسیلہ دارین ﷺ نے فرمایا!

على ابواب المدينة ملائكة تحرسونها لا يدخلها الطاعون والدجال (2)
مدینہ منورہ کے دروازے پر فرشتے مقرر ہیں۔ اس مقدس شہر میں طاعون اور
دجال داخل نہیں ہو سکیں گے۔

☆ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے فرمایا!

المدينة ومكة محفوظان با الملائكة (3)
مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کو فرشتوں نے پروں سے ڈھانپ رکھا ہے۔

-
- (1) امام مالك، موطأ، الدعاء المدينة واهلها، الرقم 1375، ص 340/5
امام مسلم، صحيح مسلم، فضل المدينة ودعاء النبي ﷺ، الرقم 2437، ص 111/7
الترمذي، سنن الترمذي، ما يقول اذا مر اى الباكورة، الرقم 3376، ص 353/11
بو عوانه، المستخرج، دعاء النبي ﷺ، الرقم 3052، ص 45/6
ابن حبان، صحيح ابن حبان، فضل مكة، الرقم 3817، ص 495/15
(2) البخاري، صحيح البخاري، لا يدخل الدجال المدينة، الرقم 1747، ص 438/6
امام مسلم، صحيح مسلم، صيانة المدينة من دخول الطاعون، الرقم 2449، ص 125/7
امام ترمذي، سنن ترمذي، ما جافى الدجال لا يدخل، الرقم 2168، ص 194/8
موطأ امام مالك، ما جاء في ولوباء المدينة، الرقم 1386، ص 356/5
امام احمد، مسند احمد، مسند ابي هريرة رضي الله عنه، الرقم 6939، ص 477/14
(3) امام احمد، مسند احمد، مسند ابي هريرة رضي الله عنه، الرقم 9875، ص 419/20

☆ بدر الدجی ؑ نے فرمایا!

امرت بقرية تأكل القرى يقولون يثرب وهو المدينة۔ (1)
مجھے ایسی بستی میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے جو تمام بستیوں پر حاوی ہوگی
تمام سے افضل ہوگی۔ لوگ یثرب کہتے ہیں۔ وہ مدینہ منورہ ہے۔
نہ باغ غلد میں ہے نہ فصل نو بہار میں ہے

جو حسن

☆ صدر العلی ؑ نے فرمایا!

ان الله امرني ان اسمي المدينة طابه (2)
اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں۔
کہف الوری ؑ نے فرمایا!

والذي نفسی بیده ان فی غبارها شفاء من کل داء (3)
ابن نجار ابن جوزی اور ابن اثیر نے بھی اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حضور ؐ
غزوہ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ تو حاضرین میں سے کسی نے مدینہ

-
- (1) البخاری، صحیح البخاری، فضل المدينة، الرقم 1738، ص 422/6
امام مسلم، صحیح مسلم، المدينة تنفی شرارها، الرقم 2452، ص 129/7
امام مالک، الموطأ، ما جاء فی سکنی المدينة، الرقم 1378، ص 344/5
امام احمد، مسند احمد، ابی هريرة رضي الله عنه، الرقم 6934، ص 475/14
عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17165، ص 267/9
(2) امام مسلم، صحیح مسلم، المدينة تنفی شرارها، الرقم 2455، ص 132/7
النسائي، سنن الكبرى، الرقم 4260، ص 482/2
ابو عوانه، المستخرج، ذكر اسمی المدينة، الرقم 3058، ص 52/8
الطبرانی، المعجم الكبير، ب، الرقم 1859، ص 309/2
امام احمد، مسند احمد، جابر بن سمرة رضي الله عنه، الرقم 19971، ص 405/42
(3) السهوي، خلاصة الوفا بأخبار دمار مصطفى ؐ، ص 19/1
الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 330/10

منورہ کی طرف سے اٹھے ہوئے غبار سے منہ ڈھانپا۔ تو آپؐ نے فرمایا! مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ مدینہ منورہ کے غبار میں شفا ہے۔ (1)

☆ شمس الضحیٰ ﷺ نے فرمایا!

غبار المدینہ یطفی الجذام (2)

آپ ﷺ نے فرمایا! مدینے کا غبار کوڑھاپن ختم کر دیتا ہے۔

☆ مصباح العظم ﷺ ایک مرتبہ بنو حارث کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی کہ حضور! آج کل پورا قبیلہ بخاری لپیٹ میں ہے۔ تو آپؐ نے فرمایا!

تأخذون من ترابہ فتجعلون فی ماء ثم یتفل علیہ احدکم ففعلوا
فترکهم الحمی (3)

اس کی مٹی لیکر پانی میں حل کر دو پھر وہ پانی چمڑک دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بخار سے نجات دے دی۔

☆ جمیل الشیم ﷺ کا معمول تھا مریض کیلئے فرمایا کرتے تھے!

کان یقول للمریض بسم اللہ ترابہ ارضنا بریقۃ بعضنا یشفی
سقیمنا (4)

-
- (1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 19/1
 - (2) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 19/1
 - (3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 226/12
 - (3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 330/10
 - (4) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 19/1
 - (4) البخاری، صحیح البخاری، مرقیۃ النبی ﷺ، الرقم 5304، ص 27/18
 - امام مسلم، صحیح مسلم، استحباب الرقیۃ، الرقم 4069، ص 191/11
 - امام احمد، مسند احمد، حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا، الرقم 23476، ص 132/50
 - ابی داؤد، السنن، کیف الرمیۃ، الرقم 3397، ص 400/10
 - ابن ماجہ، السنن، ما عود بہ النبی ﷺ، الرقم 3512، ص 354/10

مریض کو ان کلمات سے دعا فرمایا کرتے تھے! تربة ارضنا سے خاک مدینہ شریف کی طرف اشارہ ہے۔

☆ صاحب الجود والکرم ﷺ نے فرمایا!

ان ابراہیم حرم مکة ودعائها ذاتی حرمت المدينة کہا حرم ابراہیم مکة (1)

ابراہیمؑ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا۔ اسکے لئے دعا کی میں نے مدینہ منورہ کو اسی طرح حرم بنایا۔ جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو۔

امام بخاری علیہ الرحمة نے ابوہریرہ کے حوالے سے اس جگہ پر اس طرح فرمایا ہے! حرم مابین الایتنی المدينة علی لسانی (2)

اللہ تعالیٰ نے میری زبان سے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرم بنایا ہے یہی عنوان دوسرے الفاظ میں اس طرح ملتا ہے!

اللهم انی احرم مابین جبلین مثل ما حرم ابراہیم مکة (3)

اے اللہ تعالیٰ میں مدینہ کو حرم قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا سر اللہ المکنون ﷺ نے فرمایا!

☆

وانی حرمت المدينة حراماً مابین ما زیہا ان لا یهرق فیہا دم ولا یحمل یها سلاح بقتال۔ (4)

-
- (1) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 22/1
- (2) البخاری، صحيح البخاری، حرم المدينة، الرقم 1736، ص 419/6
- امام مسلم، صحيح مسلم، فضل المدينة، الرقم 2436، ص 110/7
- امام احمد، مسند احمد، ابی هريرة، الرقم 7508، ص 49/16
- (3) البخاری، صحيح البخاری، الحبس، الرقم 5005، ص 44/17
- امام مسلم، صحيح مسلم، فضل المدينة، الرقم 2428، ص 102/7
- امام احمد، مسند احمد، انس بن مالك، الرقم 12155، ص 201/25
- ابو يعلى، مسند ابو يعلى، هذا جبل يحبنا، الرقم 3604، ص 230/8
- (4) امام مسلم، صحيح مسلم، الترغيب في سكني المدينة، الرقم 2439، ص 114/7
- ابو عوانه، المستخرج، فطر اوراق الدم، الرقم 3049، ص 40/8

میں نے مدینہ کو دونوں پہاڑوں کے درمیان حرام قرار دیا ہے۔ نہ اس میں خون بہایا جائے۔ نہ لڑائی کی جائے، نہ لڑائی کیلئے ہتھیار اٹھائے جائیں۔

☆ در اللہ المغزون ﷺ نے فرمایا!

لا یختلی خلاھا ولا ینفر جیدھا۔ (1)

یہاں کا کائنات نہ اکھاڑہ جائے۔ شکار نہ بھگایا جائے (جیسا کہ حرم کعبہ کیلئے ہے) مختلف ائمہ کے مختلف نظریات اپنی جگہ مگر عظمتِ مدینہ واضح ہے۔

☆ عظمتِ مدینہ منورہ پر سیدنا عبداللہ بن سلام کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رہے۔

عن عبداللہ بن سلام قال ما بین غیر واحد حرام حرمة رسول ﷺ

ما کنت لا قطع بہ شجر ولا اقتل بہ طائر (2)

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں! احد و غیر کا درمیانی حصہ حضور ﷺ نے حرام قرار

دیا۔ میں نے کبھی مدینہ منورہ کا درخت نہیں کاٹا۔ نہ ہی پرندہ مارا جائے

☆ مدینہ منورہ کی عظمت پر سیدنا سعدؓ کا واقعہ بھی بڑی دلیل ہے۔ آپ وادیِ عقیق سے گزر

رہے تھے کہ ایک آدمی کو درخت کا ٹٹے دیکھا تو اس سے اس کا سامان چھین لیا۔ لوگ اس کی سفارش کے

لئے آئے کہ اس کا سامان واپس کر دیا جائے۔ تو آپ نے فرمایا!

سمعت رسول ﷺ ینہی ان یقطع من شجر شجر المدینۃ شیئ قال من

قطع شیئاً فمن اخذہ سلبہ۔ (3)

میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا! مدینہ منورہ کا درخت کا ٹٹے

(1) البخاری، صحیح البخاری، ما قبل فی الصواغ، الرقم 1948، ص 226/7

امام مسلم، صحیح مسلم، تحریم مکہ و صیدھا، الرقم 2414، ص 85/7

ابی داؤد، السنن، فی تحریم المدینۃ، الرقم 1739، ص 410/5

امام احمد، مسند احمد، علی بن ابی طالب، الرقم 913، ص 419/2

النسائی، سنن النسائی، التھی ان ینفذ، الرقم 2843، ص 322/9

(2) امام احمد، مسند احمد، عبداللہ بن سلام، الرقم 22664، ص 298/48

(3) ابی داؤد، السنن، فی تحریم المدینۃ، الرقم 1742، ص 413/5

سے منع فرمایا۔ جو کاٹنے والے کا سامان لے وہ اسی کا ہے۔ جس نے لیا یہ سامان تو نہیں ملے گا۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کی قیمت ادا کر دیتا ہوں

☆ سیدنا عبدالرحمن بن عوف کا ارشاد گرامی بھی عظیم طیبہ پر بڑی دلیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں

اضطدت طيرا فلقى ابو عبدالرحمن فحرك اذنى ثم اخذه منى
فامرسله (1)

عبدالرحمن بن عوف فرماتے ہیں میں نے مدینہ منورہ میں ایک پرندہ شکار کیا۔ مجھے راستہ میں ابو عبدالرحمن ملے تو انہوں نے میرے اس کام پر میری گوشمالی کی۔ اور پرندہ مجھ سے لیکر آزاد کر دیا۔

☆ نور الہدیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ منورہ کو ہر طرف سے بارہ میل تک حرم فرمایا! حمی رسول ﷺ کل ناحیۃ من المدینۃ بیداً بیداً۔ (2)

حضور ﷺ نے مدینہ منورہ کو ہر طرف سے ایک برید حرم قرار دیا۔ ایک برید چار فرسخ کا ہوتا ہے۔ اور ایک فرسخ تین میل کا۔

☆ منع الجود والعطاء ﷺ کے جاننا صحابی امیر المؤمنین سیدنا عمر بن الخطاب دعا فرمایا کرتے تھے۔ جس سے مدینہ منورہ کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ دعائے کلمات یہ ہیں!

اللهم امر زقی شهادة في سبيلك واجعل موتی في بلد حبیبك (3)

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما۔ اور اپنے حبیب پاکؐ کے شہر

(1) البیہقی، سنن الکبریٰ، ص 198/5

(2) ابی داؤد، السنن، فی تحریم المدینۃ، الرقم 1740، ص 411/5

الطبرانی، المعجم الکبیر، ب 3، الرقم 13503، ص 407/11

أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن اسحاق بن موسی بن مہر ان

الأصبہانی (الموتوفی 430) معرقۃ الصحابہ، من اسبۃ عدی، الرقم 4923، ص 391/15

(3) البخاری، صحیح البخاری، کراہیۃ النبی ﷺ، الرقم 1757، ص 450/6

امام مالک، الموطأ، ما تکنون فیہ الشہادۃ، الرقم 878، ص 359/3

میں موت دے۔

☆ ابن نجار کعب احبار سے فضیلت مدینہ منورہ پر ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلُعُ إِلَّا نَزَلَ سَبْعُونَ الْفَأْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ حَتَّى يَحْفُونَ الْقَبْرَ
وَيَصْلُونَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ - اِذَا مَسَّوْا عَرَجًا وَهَبَطَ مِثْلَهُمْ فَصَنَعُوا ذَالِكَ
(1)

ہر فجر کو ستر ہزار فرشتے اتر کر قبر انور کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور درود شریف پڑھتے
ہیں۔ شام کے وقت یہ چلے جاتے ہیں۔ اتنے ہی اور آ جاتے ہیں۔ اور
درود شریف پڑھتے ہیں۔

معنی یہ ہوئے کہ بارگاہ رسالت میں ایک لاکھ چالیس ہزار فرشتے روزانہ حاضر ہوتے ہیں۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امام مالک کی وصیت

امام مالک فرماتے ہیں میں خلیفہ مہدی کی ملاقات کیلئے گیا انہوں نے مجھ سے کہا کوئی
وصیت فرمائیں۔ میں خلیفہ نے مہدی سے کہا خدا سے ڈرتے رہنا۔ حضور ﷺ کے شہر مدینہ منورہ کے
باسیوں سے ہمیشہ حسن سلوک کرنا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! مدینہ میری ہجرت گاہ ہے۔ قیامت کے دن
میں یہیں سے اٹھایا جاؤں گا۔ یہاں ہی میری قبر ہوگی۔ اس کے باشندے میرے پڑوسی ہیں۔ اور
میری امت پر لازم ہے کہ وہ میرے پڑوسیوں کی حفاظت کریں۔ جو میری وجہ سے ان کی حفاظت
کرے گا۔ میں قیامت کے روز اس کا شفیق اور گواہ ہوں گا۔ اور جو میرے پڑوسیوں کے بارے میں میری
وصیت کی حفاظت نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوزخیوں کا نچوڑ پلائے گا۔ (2)

مصعب روایت کرتے ہیں جب خلیفہ مہدی مدینہ منورہ آیا تو امام مالکؒ اور دوسرے اشراف
مدینہ نے اس سے ملاقات کی۔ اور اسے وصیت کی کہ اے امیر المؤمنین آپ مدینہ منورہ میں داخل

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر، مصطفیٰ ﷺ، ص 143/1

(2) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر، مصطفیٰ ﷺ، ص 29/1

ہونے والے ہیں۔ آپ کے دائیں بائیں وہ لوگ ہونگے۔ جو مہاجرین اور انصار کی اولاد ہیں۔ آپ پر لازم ہے ان سب کو سلام کریں۔ کیونکہ پوری دنیا میں اہل مدینہ سے بہتر کوئی قوم نہیں۔ اور مدینہ منورہ سے کوئی بہتر شہر نہیں۔ مہدی خلیفہ نے کہا کہ اے امام آپ کے پاس اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے۔ فرمایا اس پوری روئے زمین پر حضور ﷺ کا مزار پر انوار نمایاں ہے۔ وہ خوش نصیب ہیں جن کے درمیان محمد عربی کا مزار شریف ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی فضیلت کا اقرار کریں۔ چنانچہ خلیفہ مہدی نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کعبہ سے افضل

وعن العبدی من المأکبہ ان المشی لزیارۃ قبر النبی ﷺ افضل

من الکعبۃ۔ (2)

امام مالکؒ کے متبعین میں سے ایک بہت بڑے مالکی عالم عبدی فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ کے مزار پر انوار کی زیارت کیلئے پیدل چل کر جانا افضل ہے۔ کعبہ کی زیارت کیلئے پیدل چل کر جانے سے۔

ابوالولید الباجی قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ قبر مبارک جو جسد رسول اللہ ﷺ کو اپنے آغوش میں لئے ہوئے ہے۔ وہ کعبہ سے بھی افضل ہے۔ ابو محمد عبد اللہ بن ابوبکر نے اسکی توثیق کی ہے۔ وہ اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں!

جزم الجميع ان خير الامرض ما قد حاط ذات المصطفى وحواه (3)

سب نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ کہ زمین کا وہ حصہ جو ذات مصطفیٰ ﷺ کا احاطہ

(1) السبہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 12/1

(2) السبہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 30/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 332/3

ابن الضیاء، تأریخ مکہ المشرقہ ولمسجد الحرام، ص 170/1

(3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 315/3

کیے ہوئے ہے۔ وہ سب سے افضل ہے۔

ونعم لقد صدقوا بساکنها علت کائنفس حین زکت زکمی ماواها
(1)

پیشک ایسا ہی ہے اور ان لوگوں نے سچ کہا ہے اپنے سکونت کرنے والے سے اس
قطعہ زمین کا درجہ بلند ہوا ہے۔ جس طرح نفس جب پاکیزہ ہوتا ہے۔ تو اس کا
مسکن بھی پاکیزہ ہوتا ہے۔

تاج الدین سیکی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عقیل حنبلی سے نقل کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں وہ جگہ عرش
سے بھی افضل ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن زریں شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تائید کی ہے۔

ولا شک ان القبر اشرف موضع من الارض وسبع السموت
طره (2)

اس میں کوئی شک نہیں قبر مہاک کی جگہ ساری زمین اور سات آسمانوں سے
افضل ہے۔

واشرف من عرش السمیک ولبس فی مقالی خلاف عند اهل
الحقیقة (3)

بلکہ مالک الملک کے عرش سے بھی یہ جگہ زیادہ افضل ہے۔ جو میں نے کہا ہے
اس میں اہل حقیقت کا کوئی اختلاف نہیں۔

فرماتے ہیں بہت سے لوگ حج کو جاتے تھے۔ تو پہلے مدینہ منورہ حاضری دیتے پھر وہاں
احرام باندھ کر مکہ مکرمہ حاضری دیتے۔ الحمد للہ مجھے بھی ایسے بزرگوں کی اتباع میں مسلسل تیس سال
تک اسی طرح حاضری نصیب ہوتی رہی ہے کہ پہلے مدینہ منورہ سلام کیا وہاں سے احرام باندھ کر حرم
کعبہ حاضری ہوئی۔ اب دس بارہ برس سے حکومت کی طرف سے کچھ پابندیوں کے باعث اس سعادت

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 326/3

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 315/3

(3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 315/3

سے محروم ہوں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

لطیفہ

1985ء کی بات ہے۔ میں مدینہ منورہ حاضر تھا۔ حرم نبوی میں نماز عصر پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میری دائیں جانب میرے والد گرامی کے دوست مولانا پیر سید منور شاہ جلال آبادی بیٹھے تھے۔ میں نے پہچان کر مصافحہ کیا۔ مجھ سے پوچھا آپ پاکستان سے کب آئے۔ میں نے عرض کی میں آج ہی آیا ہوں۔ حیران ہو کر فرمایا! توجہ سے سیدھا یہاں آ گیا۔ میں نے عرض کی جی ہاں ایسا ہی ہوا ہے۔ تو ناراض ہو گئے۔ اور فرمایا۔ آپ تو پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ یہ غلطی کیوں کر لی۔ آپ کو چاہئے تھا۔ پہلے عمرہ کرتے گناہوں سے پاک صاف ہو کر دربار نبوی میں حاضری دیتے۔ ان کی اس بات نے حاضرین پر تو بڑا اثر کیا۔ مگر میں خاموش رہا۔ انہوں نے پھر فرمایا! آپ نے عمرہ کی فضیلت حرم مکہ کی حاضری کی روایات نہیں پڑھیں۔ اب دوسری مرتبہ ان کے فرمانے پر میں نے عرض کیا۔ حضرت مسئلہ کا تو مجھے پتہ تھا۔ عمرہ کے فضائل سے بھی واقف ہوں بات یہ ہوئی کہ سیدھا حرم کعبہ حاضر ہونے پر ڈر آ گیا کہ میں بدترین مجرم ہوں۔ حرم کعبہ خدا کی بارگاہ ہے۔ مجھے احساس یہ ہو گیا کہ میں مجرم ہوں۔ عدالت میں حاضر ہو گیا تو سزا کھاؤں گا۔ بہتر ہے وکیل کیساتھ حاضری دوں۔ اب میں حضور ﷺ کو اپنا وکیل بنا کر حاضری دوں گا۔ امید ہے بچ نکلوں گا۔ یہ بزرگ بے ساختہ روئے اور کہا کہ مسئلہ مجھے سمجھ آ گیا۔ تو سچا ہے اب میری دوبارہ حاضری ہوگی۔ تو پہلے مدینہ کی زیارت کروں گا۔ پھر حرم کعبہ میں حاضری دوں گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب دوم

یہودیوں کا کردار

یہود کی اکثریت

ظہور اسلام کے بعد قائم ہونے والے اس پہلے اسلامی معاشرہ کے گہوارہ مدینہ منورہ میں یہودی آبادی زیادہ تھی۔ اس شہر میں کئی مذاہب، معاشرے دوش بدوش تھے۔ جبکہ مکہ مکرمہ کی صورتحال اس سے بالکل مختلف تھی۔ وہاں پر ایک خطہ میں ایک رنگ، ایک طرز، ایک انداز، ایک ہی مذہب تھا۔ مذہبی صورتحال میں وہاں پر بت پرستی کا بھوت مسلط تھا۔ مدینہ منورہ کی صورتحال کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کہ یہود کی اکثریت جزیرۃ العرب میں آباد تھی۔ اور عموماً یثرب میں خصوصاً پہلی صدی عیسوی میں آئی۔ مشہور یہودی فاضل ڈاکٹر اسرائیل ولفسن لکھتا ہے۔ ۷۷ء میں جب یہودی اور رومی جنگ کے نتیجے میں فلسطین اور بیت المقدس برباد ہو گئے۔ اور یہود دنیا کے مختلف علاقوں میں بکھر گئے یہود کی بہت سی جماعتوں نے بلاد عرب کا رخ کیا۔ جیسا کہ یہودی مورخ جوزیفس کا کہنا ہے۔ جو خود بھی اس جنگ میں شریک تھا، اور بعض مواقع پر اس نے یہودی جماعتوں کی قیادت بھی کی تھی۔ بعض عربی ماخذ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ (1)

مدینہ میں یہود کے تین قبیلے آباد تھے۔ قیقاع، نقیبہ، قریضہ، ان قبائل میں جنگجو بالغ مردوں کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی۔ قیقاع کے لڑاکوں کی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ قریضہ کے بہادروں کی تعداد نو سو کے قریب تھی۔ افرادی قوت کا یہ اندازہ ان اعداد و شمار سے کیا جاتا ہے۔ جو جنگوں اور واقعات کے تذکرے میں آئے ہیں۔ حضور ﷺ اور یہود کے درمیان طے ہونے والے معاہدہ میں بھی یہود کے چند قبائل کا ذکر ملتا ہے۔ بنی نجار بنی ساعدہ بنی ثعلبہ، بنی جیفہ، بنی حارث وغیرہ یہود کے بیس سے زائد قبائل یثرب میں رہتے تھے۔ قبائل کے باہمی تعلقات کشیدہ تھے۔ اور لڑائیاں بھی ہوتی رہتی تھیں۔ (2)

ڈاکٹر ولفسن کی تحریر بھی موید ہے۔ بنی، قیقاع اور باقی یہود میں عداوت چلی آتی تھی۔

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار، مصطفیٰ ﷺ، ص 73/1

فاضل ڈاکٹر اسرائیل ولفسن، تأریخ الیہودی فی بلاد العرب، ص 9، (مطبوعہ قاہرہ 1927ء)

(2) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار، مصطفیٰ ﷺ، ص 94/1

جس کا سبب یہ تھا کہ بنی قینقاع، بنی خزرج کیساتھ یوم بعاث میں شریک تھے۔ اور بنی نضیر اور بنی قریضہ نے بنی قینقاع کا بڑی بے دردی سے قتل کیا تھا۔ اور ان کا شیرازہ بری طرح سے منتشر کر دیا تھا۔ حالانکہ انہوں نے گرفتار ہونے والے تمام یہود کا فدیہ بھی ادا کر دیا تھا۔ چنانچہ یوم بعاث کے بعد یہودی قبائل میں باہمی نزاع چلی آ رہی تھی۔ جب قینقاع اور انصار کے درمیان جنگ ہوئی۔ تو انصار کے مقابلہ پر ان کا کسی یہودی نے بھی ساتھ نہیں دیا۔ (1)

یہودی مدینہ منورہ کی مختلف بستیوں مختلف محلوں میں رہتے تھے۔ بنو قینقاع جب اپنے علاقے سے بھگائے گئے۔ تو انہوں نے عین شہر کے اندر ڈیرہ جمالیا۔ بنو نضیر شہر سے دور دو تین میل کے فاصلہ پر آباد تھے۔ جسے وادی بطحان کہتے تھے۔ یہ علاقہ سرسبز تھا۔ باغات کا مرکز تھا۔ مدینہ منورہ میں یہودی بستیاں بکھری ہوئی تھیں۔ ماحول پر یہ مسلط تھے۔ مگر ان کا آپس میں انتشار باہمی جھگڑے اس عروج پر رہے کہ انہیں حکومت بنانے کا موقع نہ مل سکا۔ ان کی زندگی قبائلی سرداروں کی حمایت سے وابستہ تھی۔ اس سلسلہ میں یہ قبائلی سرداروں کو سالانہ محصول بھی دیتے تھے۔ (2)

مذہبی طور پر چوں چوں کا مرہ تھے۔ کچھ آسمانی کتابوں کے مسائل کچھ ان کے اپنوں من گھڑت نظریات چل رہے تھے۔ مذہبی معلومات فراہم کرنے کیلئے ان کے مدارس بھی تھے۔ جنہیں المدراس کہتے تھے۔ مخصوص عبادت گاہیں بھی بنا رکھی تھیں۔ وہاں اپنی شعائر انجام دیتے تھے۔ تبادلہ خیال کے لئے اکٹھے بھی بیٹھ جاتے تھے۔ عیدیں الگ الگ مناتے تھے۔ مختلف قبائل میں مختلف مذہبی نظریات پنے ہوئے تھے۔ یوم عاشورہ میں روزہ رکھنے کی پابندی کرتے تھے۔ (3)

یہود کے چہرہ سے تھوڑا سا پردہ اٹھانے کے بعد پھر اصل مضمون پر آئیں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) عبد السلام ہامرون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص 164/1

ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 129

(2) ولفنس، تاریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 23/2

(3) عبد السلام ہامرون، تہذیب سیرۃ ابن ہشام، ص 174/1

یہود کی مذہبی حالت

مدینہ منورہ میں بسنے والے یہود کی مذہبی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ ان کے اطوار اور عادات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ یہود کا اپنے اصل دین سے تعلق کمزور ہو گیا تھا۔ اور وہ بھی اپنے قریبی ہمسائے عربوں کی طرح گہرے غار میں جا گرے تھے۔ البتہ توحید کا کچھ اثر باقی ضرور تھا۔ حلال و حرام کی تمیز باقی تھی۔ وہ اخلاقی پستی کی انتہا کو پہنچ گئے تھے۔ اپنی حاجت روائی کیلئے طرح طرح کی غیر شرعی ہتھ کندھے ٹوٹے ٹوٹے ان کی جاہلیت میں شامل ہو گئے تھے۔ جادو اور سفلی اعمال سے اپنے دشمنوں سے چھٹکارا حاصل کرنے میں مہارت کو کمال قرار دیتے تھے۔ دوسروں کیلئے طعن و تشنیع دھوکا اور فریب کو اپنی تسکین سمجھتے تھے۔ پست ذہنیت شکست خوردہ معاشروں کی پہچان ہوتی ہے۔ جادوگری میں یہود کی مہارت تاریخ کے مسلمات سے ہے۔ یہود کا یہ شغف حضور ﷺ کے زمانہ تک رہا۔ مدینہ کے یہود فن سحر میں بڑے ماہر تھے۔ اور اعلانیہ جنگ اور مردانہ وار صرف آرائی پہ جادو کو ترجیح دیتے تھے۔ مشہور کلمات کو توڑ مروڑ کر غلط معنی میں لینے میں ماہر تھے۔ ان کی اس حرکت کا ذکر قرآن مقدس نے بھی فرمایا ہے۔ یہود حضور ﷺ سے راعنا کہتے تھے۔ جو ان کی زبان میں گالی تھی۔ یا صحابہ کے لفظ راعنا کو بگاڑ کر راعینا کہتے۔ جو غلط معنی میں ہے اسی باعث مسلمانوں کو لفظ راعنا کہنے سے روک دیا گیا۔ اور حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے انظرنا کا حکم دیا گیا۔ اسی طرح انہوں نے آپ کی نسبت رعن سے بھی کی جو عنونت سے نکلا ہے۔ جس کے معنی جہالت کے بھی ہیں۔ (1)

ایسے ہی وہ حضور ﷺ سے ملاقات میں السلام علیکم کے بجائے۔ السلام علیک کہتے۔ سلام بمعنی امن سلامتی ہے۔ جبکہ سام بمعنی موت ہے۔ ان کی اس حرکت کا ذکر عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا ہے۔ (2)

- (1) الألوسی، روح المعانی فی تفسیر القرآن، ص 145/1
- ابوالخیر عبداللہ بن عمر البیضاوی، انوار التنزیل واسرار التأویل فی تفسیر القرآن، ص 143/1
- (2) البخاری، صحیح البخاری، الدعاء علی المشرکین بالہزیمة، الرقم 2718، ص 84/10
- امام مسلم، صحیح مسلم، النہی عن ابتداء اہل الکتاب، الرقم 4028، ص 133/11
- الترمذی، سنن الترمذی، ما جاء فی التسلیم، الرقم 2625، ص 328/9
- ابن ماجہ، السنن، مردالسلام علی اہل الذمۃ، الرقم 3688، ص 101/11

یہود کی اخلاقی پستی گھنیا ذہنیت کا پتا متعدد واقعات سے چلتا ہے۔ سیرت ابن ہشام نے یہود کی ایک قبیح حرکت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔ ایک عورت کسی کام کیلئے ایک کاریگر کے پاس گئی وہ نقاب اوڑھے تھی۔ یہودی نے اس سے نقاب اتارنے کا کہا۔ اس نے انکار کر دیا۔ اس کے انکار پر کاریگر نے اس کی نقاب پیچھے سے باندھ دی۔ اور جب وہ کھڑی ہوئی تو اس کی بے پردگی پر سبھی ہنس پڑے۔ اور اس غیرت مند عورت نے چیخ ماری۔ جسے سن کر ایک مسلمان نے یہودی کاریگر کو سبق سکھا دیا۔ اس پر پھر تمام یہود نے بدلہ چکانے پر مسلمان کو شہید کر دیا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی دینی حالت

یہود کی زبان فطرتی طور پر عربی تھی۔ لیکن وہ خالص نہیں رہ گئی تھی۔ اس میں عبرانی کی بھی آمیزش ہو گئی تھی۔ یہود اپنی عبادت گاہوں میں عبرانی کا استعمال بھی کرتے رہتے تھے۔ یہود کے دینی پہلوؤں کو ڈاکٹر اسرائیل ولفسن نے اس طرح لکھا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہود کو عرب میں اپنا دینی اقتدار وسیع کرنے کے وسائل حاصل تھے۔ اگر وہ چاہتے تو حاصل کردہ اقتدار سے کہیں زیادہ اثر و رسوخ حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن تاریخ یہود بتاتی ہے کہ یہود نے دوسری قوموں کو اپنا دین قبول کرنے کیلئے کبھی آمادہ نہیں کیا۔ (2)

یہود میں یہ نقص رہا کہ وہ اپنے قومی مزاج کے مطابق اپنے معاشرہ کو نئے چیلنج کے مقابلہ کیلئے تیار نہ کر سکے اور اسلام کے نئے انداز حکیمانہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ اور اسلام قبول کر کے اپنی ذہانت اور ثقافت کے لائق مقام حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ یہی حالت اس معاشرہ کی ہوتی ہے جو اپنے ماضی، نام و نسب پر فخر کرتا رہتا ہے اور خواب و خیال کی دنیا میں بستا رہتا ہے۔ اسلام کے مقابلہ میں یہود اپنی دینی حیثیت نمایاں کرنے میں ناکام رہے اور عرب کی گھٹیا پرستی اور بدترین جہالت کو دیکھ کر ان کی

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 6/3

السہیلی، الروض الانف، ص 224/3

ابو محمد، سیر قلاب ہشام، ص 47/2

(2) ولفسن، تأریخ الیہود فی بلاد العرب، ص 72

مذہبی غیرت جوش نہ مار سکی۔ نہ ہی عربوں کی اس حالت پر انہیں بے چینی ہوئی۔ کم از کم یہ تھا کہ یہود عربوں کو عقیدہ توحید کی ہی دعوت دیتے مگر یہ بھی نہ کر سکے۔ حالانکہ صدیوں سے عقیدہ توحید کے قائل آرہے تھے۔ غالباً اپنی بد عملی کے باعث یہ لوگ اس اہل رہے ہی نہ تھے۔ کہ کسی غیر اسرائیلی کو اپنی دعوت پہنچا سکیں۔ جس کی وجہ سابق امریکی یہودی اور حال کی مسلم فاضلہ مریم جمیلہ نے کہا ہے کہ وہ اپنی آرام طلبی تجارتی مشاغل، معاشی سرگرمیوں کے باعث اس فریضہ دعوت سے دور ہو چکے تھے۔ الحمد للہ اسلام دعوت و تبلیغ کا دین ہے۔ عسائیت اس نعمت سے محروم ہے جس کی دلیل عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد ہے۔ میں صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ رہا یہ سوال کہ کئی اک قبائل نے یہودیت اختیار کر رکھی تھی۔ تو وہ اپنی مرضی سے یا رشتہ داروں سے متاثر ہو کر یا یہودی ماحول میں پرورش پانے کی بنا پر تھی۔ تبلیغ و دعوت کی روشنی میں قطعاً نہیں تھی۔ عرب کا مشہور یہودی تاجر مشہور شاعر کعب بن اشرف قبیلہ بنی طے کا ایک فرد تھا۔ اسکے باپ نے بنی نضیر میں شادی کی تھی۔ چنانچہ کعب بن اشرف پر جوش یہودی کی صورت میں پروان چڑھا۔ یہی بات ابن ہشام نے لکھی ہے۔ اس کا آبائی تعلق قبیلہ طے سے تھا۔ پھر بنی نہبان سے تھا اس کی ماں بنو نضیر سے تھی۔ (1)

اس کے یہود میں جانے کا فلسفہ ہی رشتہ داری ہے۔ خاندان ہے۔ دعوت و تبلیغ نہیں ایسے ہی یہودیوں میں جانے کی ایک اور صورت دکھائی دیتی ہے۔ عربوں میں رواج ہو گیا تھا۔ جس کا لڑکا زندہ نہ رہتا۔ وہ نذر مانتا۔ کہ اگر زندہ رہا تو وہ اس بچے کو یہود کے سپرد کر دے گا۔ کہ وہ اسے اپنے میں شامل کر لیں۔ چنانچہ بہت سے اس طرح بھی یہودی بن گئے۔ اس کی دلیل ابو داؤد میں یہ روایت ملتی ہے۔

عن ابن عباسؓ قال كانت المرأة تكون مقلدة فتجعل على نفسها ان

(1) أبو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکرم بن عبد الواحد اشیبائی الجزری

عز الدین ابن الأثیر (امتوفی : 630ھ) الکامل فی التاریخ، ص 290/1

عبد الرحمن بن محمد بن محمد ابن خلدون وأبو زهر ، ولی الدین الحضرمی الأشبیلی (المتوفی :

808ھ)، التاریخ ابن خلدون، ص 22/2

الطبرانی ، تاریخ الرسل وللملوك ، ص 463/1

عبد السلا ، تهذیب سیرة ابن هشام ، ص 240/1

محمد بن اسحاق ، السیرة النبویة ، ص 111/1

عاش لها ولدان تہودہ۔ (1)

جس عورت کا بچہ زندہ نہ رہتا تھا۔ وہ نذر مانتی تھی کہ وہ بچہ زندہ رہا تو اسے
یہودی بنادے گی۔ اس بچہ کا یہودی بننا بھی کسی دعوت اور تبلیغ کا نتیجہ نہیں۔
بلکہ ایک رسم و رواج کا اثر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مدینہ منورہ کے مشہور قبائل

مدینہ منورہ میں با اثر مشہور دو قبیلے دکھائی دیتے ہیں اوس اور خزرج انکا سلسلہ نسب یمن
کے قبیلہ ازد سے جا ملتا ہے۔ یمن سے گاہے بگاہے یثرب کی طرف لوگ ہجرت کرتے رہتے تھے۔ جسکی
وجہ یمن میں غیر یقینی صورتحال، حبش سے حملہ کا خطرہ، سد مارب کی وجہ سے پانی کی قلت وغیرہ مسائل
تھے۔ مشہور مستشرق سیڈیو لکھتے ہیں کہ اوس اور خزرج نے ۳۰۰ء میں یثرب کو اپنا وطن بنایا۔ اور ۴۹۲ء
میں انکا یثرب پر تسلط مکمل ہو گیا تھا۔ اوس کے قبائل مدینہ منورہ کے جنوب و مشرق میں آباد ہوئے جو
عوالی کا علاقہ کہلاتا ہے۔ خزرج کے قبائل وسطی اور شمالی علاقہ میں آباد ہوئے۔ یہ علاقہ مدینہ منورہ کا
نیشی علاقہ کہلاتا ہے۔ خزرج کے چار قبیلے تھے۔ مالک، عدی، مازن، دینار یہ سب کے سب بنو نجار
سے تعلق رکھتے تھے۔ بنو نجار کے قبائل مدینہ منورہ کے وسطی حصہ میں آباد ہوئے اسی جگہ پر مسجد نبوی
شریف واقع ہے۔ اسی طرح اوس مدینہ منورہ کے زرخیز زرعی علاقوں میں مقیم ہوئے اور یہود کے اہم
قبائل کے پڑوسی بن گئے۔ خزرج کا علاقہ زیادہ سرسبز نہ تھا۔ خزرج کے پڑوس میں یہود کا ایک قبیلہ قہیقہ
ع آباد تھا۔ (2)

اوس و خزرج کے قبائل کے افراد کی تعداد کا یقینی پتہ تو نہیں چل سکا تاہم انکی جنگی قوت سے
جنگجو بہادروں کی تعداد سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے فتح مکہ کے موقع پر انکے لڑاکے افراد کی تعداد چار ہزار

(1) النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 11049، ص 305/6

ابو دائود، السنن ابی دائود، فی الاسیر، ذکرہ علی الاسلام، الرقم 2307، ص 291/7

(2) ابن خلدون، التاریخ، ص 287/2

السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 74/1

تھی۔ جو قدسیوں کے جواب میں ہتھیار ہی نہ اٹھا سکی تھی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں عربوں کا ہی طوطی بولتا تھا۔ یہود آپس میں لڑائیوں کے باعث انتہائی غیر منظم تھے۔ مختلف قبائل میں رنج و حسد کی وبا پھوٹ چکی تھی۔ بنو نضیر اور بنو قبیقاع بنو قریظہ اپنی دیرینہ رنجش و عداوت کے باعث ہی اپنے کھیت چھوڑ کر صنعت و حرفت اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے تھے۔ (1)

اس طرح اوس و خزرج کے درمیان بھی بہت سی جنگیں ہوئیں۔ جن میں جنگ سمیہ جنگ بعاث مشہور جنگیں تھیں یہود ان قبائل کو لڑانے کی سازشیں کرتے رہے۔ جو عموماً کامیاب رہتیں دراصل یہود کو عرب قبائل سے ڈر رہتا تھا۔ وہ چاہتے تھے۔ عرب آپس میں لڑتے رہیں انکی طرف متوجہ نہ ہوں عرب انکی سیاست کا شکار رہتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جغرافیائی کیفیت

مدینہ منورہ کا پورا علاقہ دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ زرعی زمینوں پر مشتمل تھا۔ جبکہ دوسرے حصہ میں ٹیلے اور گڑھے تھے۔ جنہیں آطام یا اطم کہا جاتا ہے۔ (2)

مدینہ منورہ کی اس نامہوار زمین کا ذکر ڈاکٹر ولفسن نے بھی کیا ہے۔ یثرب میں آطام (گڑھوں) کی بڑی حیثیت تھی۔ دشمن کے حملہ کے وقت لوگ یہاں پناہ لیتے تھے۔ یہ جگہیں بچوں اور خواتین کے لئے بے حد مفید ثابت ہوتیں۔ جب لوگ لڑائی کے لئے چلے جاتے تو یہ مقامات سنور گودام کے طور پر بھی استعمال ہوتے اس طرح سے غلہ اجناس لوٹ مار سے محفوظ رہتیں۔ ان غار نما گڑھوں میں سودا سلف بھی بکتا تھا۔ مدارس بھی ہوتے تھے۔ عبادت گاہیں بھی ہوتیں تھیں۔ بحث و تحقیص کے لئے یہودی سرداران گھائیوں میں اکٹھے بھی ہوا کرتے تھے۔ (3)

یہودان اطم کو چھوٹے قلعوں کے طور پر بھی استعمال کرتے تھے۔ یثرب انہیں محلوں اور قلعہ

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار، مصطفیٰ ﷺ، ص 334/1

(2) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار، مصطفیٰ ﷺ، ص 334/1

(3) الہمدانی، صفۃ جزیرۃ العرب، ص 103/1

ولفسن، تأریخ الیہودی بلاد العرب، ص 116/1

بندیوں کا نام تھا۔ جو دراصل قریب قریب کی بستیوں کا مجموعہ بن گیا تھا۔ مدینہ منورہ کی جغرافیائی حیثیت کا ذکر کرتے حرات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حرہ یا لاہہ جلے ہوئے سیاہ پتھروں کے اس علاقہ کو کہتے ہیں۔ جن کو آتشیں سیال مادہ نے ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہو۔ اور میلوں تک پھیلے ہوئے ہوں۔ ان پر نہ پیدل چلنا آسان ہے۔ نہ سواری کے ساتھ۔ (1)

مدینے کے دو حرے مشہور ہیں۔ حرۃ الوبرہ، حرۃ واقم ان دونوں حرات نے مدینہ منورہ کو ایک قلعہ بند شہر بنا دیا ہے۔ جس پر صرف شمالی جانب سے حملہ ہو سکتا ہے۔ اور یہی وہ جانب ہے جس کو غزوہ احزاب میں خندق کھود کر محفوظ کر دیا گیا تھا۔ جنوبی جانب گنجان آبادی کثرت سے باغات میں ایسی گھری ہوئی ہے۔ کہ حملہ مشکل ہے۔ مدینہ منورہ کے انتخاب میں اس شہر کی جغرافیائی صورت بھی پیش نظر تھی۔ یثرب آنے پر حرہ واقم میں یہود کے بہت سے قبائل رہ رہے تھے۔ بنو نضیر، بنو قریظہ، اسی علاقہ میں تھے۔ اس کی اہم شاخیں بنو عبدالاشہل، بنو ظفر، بنو حارثہ، بنو معاویہ بھی یہیں تھے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اقتصادی حالت

اہل مدینہ کی اقتصادی صورتحال کچھ اس طرح تھی۔ باغبانی پر انحصار تھا۔ مختلف غلے سبزیاں ہوتے تھے۔ کھجوریں قسط سالی کے وقت کام دیتی تھیں۔ اور ضرورت کے وقت سکد کی طرح ان سے بیع و شرا میں بھی مدد لی جاتی تھی۔ باغات اہل مدینہ کیلئے خیر و برکت کا سرمایہ تھے۔ وہ ان سے غذا کا کام بھی لیتے تھے۔ صنعت و تعمیرات اور ایندھن کا فائدہ بھی اٹھاتے تھے۔ جانوروں کو کھلانے میں بھی کام میں لاتے تھے۔ باغات کے گرد چار دیواری بھی عموماً ہوتی تھی۔ آج بھی اس کے آثار نمایاں ہیں۔ وہاں کے بہت سے کنویں پانی کی فراوانی میں مشہور تھے۔ وہاں نہروں کا بھی نظام تھا۔ بعض مقامات پر رھٹ بھی چلائے جاتے تھے۔ غلوں میں سب سے اولیت جو کوٹھی۔ پھر گندم کو سبزیوں کی بہتات تھی۔ وہاں پر کھیتی کے معاملات کی کئی قسمیں تھیں۔

(1) الجوزی، المنتظم، ص 87/3

(2) السبہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دار، مصطفیٰ ﷺ، ص 307/1

☆ مزانیہ کا رواج بھی عام تھا۔ یعنی درخت میں لگی ہوئی کھجوروں کو نقتہ کھجوروں سے پیچنا اسی طرح محافلہ پر بھی کام ہوتا تھا۔ یعنی خوشوں میں لگے ہوئے غلے کو نقتہ غلے یعنی جو کو جو کے بدلے اور گیہوں کو گیہوں کے بدلے تول کر لین دین کرنا۔ مخبرہ کی قسم بھی عام تھی۔ یعنی زمین کی پیداوار کی تہائی یا چوتھائی پر معاملہ کرنا۔ معاومہ کا رواج عام تھا۔ کئی سالوں کی فصل کو بیچ دینا جیسے درخت کے پھل دو تین سال کیلئے بیچ دیئے جاتے ہیں۔ ان شکلوں میں سے بعض کو اسلام نے جاری رکھا۔ اور بعض کی شدید ممانعت کردی۔ مدینہ منورہ میں زرخیزی کے باوجود غذائی طور پر بعض چیزیں باہر سے منگوائی جاتی تھیں۔ جیسے میدہ کا آٹا، گھی اور شہد عموماً شام سے منگوا یا جاتا تھا۔ مدینے کے لوگوں کی خوراک کھجوریں اور جو تھے۔ اور جب آدمی خوشحال ہوتا تو شام سے آنے والے تاجروں سے وہ آٹا اور چیزیں خرید لیتا۔ اس واقعہ سے مدینہ منورہ کی غذائی صورتحال اور معیار زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ اہل مدینہ کے پاس اونٹ گائے، بکریاں بھی تھیں۔ ان کے پاس چراگاہیں بھی تھیں۔ جن میں مشہور چراگاہیں۔ زغابہ اور غابہ ہیں۔ ان چراگاہوں سے جانوروں کے گھاس کے علاوہ لکڑیاں کاٹنے کا فائدہ بھی لیا جاتا تھا۔ مدینہ منورہ کے بنو سلیم گھوڑے رکھنے میں مشہور تھے۔ بازاروں میں گھما گھبی رہتی تھی۔ مشہور بازار سوق قبیقاع تھا۔ سونے چاندی کے زیورات کی دکانیں بھی تھیں۔ سوتی اور ریشمی کپڑا بھی مل جاتا تھا۔ رنگین غالیچے اور منقش پردوں کی گاہکی عام رہتی تھی۔ عطریات کی کئی قسمیں مل جاتیں تھیں۔ عنبر اور پارے کے تاجر بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ خرید و فروخت کی بہت سی چیزوں کو اسلام نے باقی رکھا۔ اور بہت کوروک دیا۔ جیسے نخس، احتکار، تلقی الکبان، بیع المصراۃ، اوس و خزرج کے کچھ لوگ سودی کاروبار کرتے تھے۔ مگر یہ یہود کی نسبت بہت کم تھے۔ بیٹھنے کیلئے کرسی کا استعمال تھا۔ شیشے اور پتھر کے پیالے استعمال ہوتے تھے۔ مختلف قسم کے چراغ استعمال ہوتے تھے۔ گھر کے کام کے لئے چھوٹی ٹوکریاں کام دیتی تھیں۔ یہود کے گھر خاصہ فرنیچر تھا۔ خواتین میں کنگن بازو بند، پازیب، کڑے، کان کے بندے، بالیاں، انگوٹھیاں، بھنی دانوں کے ہار کا خاصہ رواج تھا۔ عورتوں میں بننے اور کاٹنے کا رواج عام تھا۔

سلائی رنگائی، معماری، اور خشت سازی، سنگ تراشی مدینہ منورہ میں مشہور تھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی انبیاء دشمنی

پہلی دلیل یہ لوگ فطر تا بد عقیدہ رہے۔ انبیاء کے ساتھ اندرونی منافقت ہمیشہ زندگی کا لازمہ بنائے رکھی۔ سیدنا سلیمانؑ جن کا اسم گرامی انبیاء کی فہرست میں موجود ہے۔ جنہیں قرآن مقدس نے متعدد مرتبہ بیان فرمایا۔ ایک طرف تو یہود انہیں نبی تسلیم کرتے اور ان کی حکومت کا ذکر بڑے فخر سے کرتے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی کہتے۔ آخر عمر میں سلیمانؑ نے توحید چھوڑ دی تھی۔ اور اپنی مشرک بیویوں کے باطل خداؤں کی پرستش کرنے لگ گئے تھے۔ معاذ اللہ خدا کی پناہ بائبل کی عبارت ان کی بد عقیدگی پر دلیل موجود ہے اور سلیمان بادشاہ فرعون کی بیٹی کے علاوہ بہت سی اجنبی عورتوں سے محبت کرنے لگا۔ سلیمان انہیں کے عشق کا دم بھرنے لگا۔ اور اس کی بیویوں نے اس کے دل کو پھیر دیا۔ کیونکہ سلیمان بوڑھا ہو گیا تو اس کی بیویوں نے اس کی دل کو غیر معبودوں کی طرف مائل کر لیا۔ اور اس کا دل اپنے خدا کیساتھ نہ رہا۔ معاذ اللہ۔ (1)

دوسری دلیل یہود کی انبیاء دشمنی کی مثالیں ایک نہیں کئی ملتی ہیں۔ جیسے تواریخ کی عبارت سے واضح ہے۔ سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ اور باہم لڑائیاں شروع ہو گئیں۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودیوں نے اہل دمشق کے خلاف ارامی سلطنت سے مدد مانگی۔ اس پر خدا کے حکم سے حتانی نبی نے یہودیہ کے فرمانروا کو تنبیہ کی مگر اس نے قبول کرنے کی بجائے خدا کے پیغمبروں کو جیل بھیج دیا۔ (2)

تیسری دلیل تیسری جگہ پر سیدنا الیاس کی دشمنی کا پتہ چلتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ کی بت پرست بیوی حضرت الیاس کی دشمن ہو گئی۔ اور زن پرست بادشاہ اپنی ملکہ کی خاطر ان کے

(1) سلاطین، 1:9:11

(2) تواریخ، 7:10:17

قتل کے درپے ہوا۔ اور انہیں مجبوراً پہاڑوں پر پناہ لینی پڑی۔ اس مشکل میں الیاسؑ کی یہ دعا بھی ملتی ہے۔ **بنی اسرائیل** نے تیرے عہد کو ترک کر دیا تیرے نبیوں کو تلوار سے قتل کر دیا۔ ایک میں ہی اکیلا بچا ہوں۔ سو وہ میری جان لینے کے درپے ہیں۔ (1)

چوتھی دلیل ایک اور نبی حضرت میکایا کو اسی انجی اب نے حق گوئی کے جرم میں جیل بھیجا۔ اور حکم دیا کہ اس شخص کو مصیبت کی روٹی کھانا، اور مصیبت کا پانی پلانا۔ (2)

پانچویں دلیل انبیاء دشمنی کی ایک اور مثال پڑ ہیں۔ جب یہودیہ کی ریاست میں اعلانیہ بت پرستی اور بدکاری ہونے لگی۔ اور زکریاہ نبی نے اس کے خلاف آواز بلند کی تو شاہ یہود ایوآس کے حکم سے انہیں عین ہیکل سلیمانی میں مقدس اور قربان گاہ کے درمیان سنگسار کر دیا جائے۔ (3)

چھٹی دلیل یہودی انبیاء دشمنی ایک اور مثال پیش نظر رہے۔ وہ جب سامریہ کی اسرائیلی ریاست آشوریوں کے ہاتھوں ختم ہوئی اور یروشلم کی یہودی ریاست کے سر پر تباہی کا طوفان تلا کھڑا تھا۔ تو ہرمیاہ نبی اپنی قوم کے زوال پر ماتم کرنے اٹھے اور کوچے کوچے میں جا کر انہوں نے پکارنا شروع کیا کہ سنبھل جاؤ ورنہ تمہارا انجام سامریہ سے بھی بدتر ہوگا۔ مگر قوم کی طرف سے ان پر لعنت اور پھٹکار کی بارش ہوئی۔ وہ پیٹے گئے اور قید کئے گئے۔ رسی سے باندھ کر کچھڑ بھرے حوض میں لٹکا دیئے گئے تاکہ بھوک اور پیاس سے وہیں سوکھ کر مرجائیں۔ اور ان پر الزام لگایا کہ وہ قوم کے غدار ہیں۔ اور بیرونی دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں۔ (4)

ساتویں دلیل ایک اور نبی حضرت عاموسؑ کے متعلق لکھا ہے کہ جب انہوں نے سامریہ کی اسرائیلی ریاست کو اس کی گمراہیوں اور بدکاریوں پر ٹوکا اور ان کے برے انجام سے خبردار کیا۔ تو انہیں ٹوٹ دیا گیا کہ ملک سے نکل جاؤ۔ اور باہر جا کر نبوت کرو۔ (5)

(1) سلاطین، 1.10:18

(2) سلاطین، 26.27:22

(3) تواریخ، 31:24

(4) یرمیاہ، 30:18، 15:10

(5) عاموس، 7:13

آٹھویں دلیل حضرت یحییٰ علیہ السلام (یوحنا) نے جب انکی بد اخلاقیوں کے خلاف آواز اٹھائی جو یہودیہ کے فرمانروا ہیرودیس کے دربار میں کھلم کھلا ہو رہی تھی۔ تو پہلے وہ قید کئے گئے۔ پھر بادشاہ نے اپنی محبوبہ کے کہنے پر قوم کے اس صالح ترین آدمی کا سر قلم کر کے۔ ایک تھال میں رکھ کر اس کی نظر کیا۔ (1)

نویں دلیل سموئیل نبی سے بھی بنی اسرائیل نے زیادتی کی ان کے بڑھاپے کے باعث ان کی قیادت کا انکار کر دیا۔ (2)

تفصیل موجود ہے۔ جس سے یہود کی انبیاء سے دشمنی نمایاں ہے۔

دسویں دلیل آخر میں عیسیٰ علیہ السلام پر بھی بنی اسرائیل کا غصہ بھڑکا۔ کیونکہ وہ انہیں ان کے گناہوں اور ان کی ریاکاریوں سے ٹوکتے تھے اور ایمان و راستی کی تلقین کرتے تھے۔ اس قصور پر انکے خلاف جھوٹا مقدمہ تیار کیا گیا۔ رومی عدالت سے ان کے قتل کے فیصلہ حاصل کیا گیا۔ اور جب رومی حاکم پیلاطیس نے یہود سے کہا کہ آج عید کے روز میں تمہاری خاطر یسوع اور برابراڈا کو دونوں میں سے کسی کو رہا کر دوں۔ تو ان کے پورے مجمع نے بالاتفاق کہا برابراڈا کو چھوڑ دیا جائے۔ اور یسوع کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے (3)

یہود نے اپنی دیرینہ روایت انبیاء دشمنی کے پیش نظر حضور ﷺ سے بھی کسر نہ اٹھا رکھی تھی مگر خدا حفاظت فرماتا رہا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) مرقس، 6: 17.29

(2) سموئیل اول، 12: 12.23

(3) متی، 27: 20.26

یہودیت پر کمیونزم کا پردہ

یہودیت نے ہر دور میں مختلف رنگ دکھائے۔ اور حق دشمنی کا مظاہرہ کیا آج کے دور میں صدیوں برس پہلے یہودیت نے لوگوں کو گمراہ کرنے کیلئے کمیونزم اور سوشلزم کا چولا پہنا ہوا ہے۔ جس سے لوگوں کو گمراہ کرنے کی ہم جاری ہے۔ کمیونزم اور سوشلزم کی بنیاد یہودیوں نے اسلام دشمنی پر رکھی ہے۔ کمیونزم کو فروغ لینن کی ڈکٹیٹر شپ کے دوران ہوا۔ کمیونزم کا پانی جرمن نثر ادیبودی کارل مارکس تھا۔ اس نظریہ کو سوشلزم کا جامہ پہنانے والا لینن اور لینن کا جانشین سٹالن تھا۔ یہ دونوں شخص یہودی تھے۔ موجودہ دور میں کمیونزم اور سوشلزم ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ کارل مارکس نے دعویٰ کیا تھا کہ سرمایہ دارانہ نظام کی چیرہ دستیوں سے انسان کو نجات دلانے کا علاج صرف میرے پاس ہے۔ مگر اس علاج کو اختیار کرنے سے پہلے یہ امور ضروری ہیں۔

1- قیامت کے دن حساب و کتاب کو محض ڈھکوسلا سمجھا جائے۔

2- دین اور اخلاق کوئی شے نہیں۔

3- مذہب کی مثال افیون کی ہے جو مدھوش کر دیتی ہے۔

4- خدا کو چھوڑ دیا جائے۔

یہودیوں کی اس مذہب دشمنی تحریک سے جو انقلاب برپا ہوا۔ قتل و غارت کا دروازہ کھلا۔ تباہی اور بربادی نے گلستان کو اجاڑا۔ یہ ایک المناک حقیقت ہے۔ ملکی املاک کی تباہی کے علاوہ معاشرے کی زبردست مزاحمت کو توڑنے کیلئے پندرہ لاکھ باون ہزار تین سو نوے افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ پچاس لاکھ کے قریب افراد ملک سے فرار ہوئے۔ بیس لاکھ افراد کو سزائیں سنائی گئیں۔ مذہبی اوقاف کی ایک کروڑ نواسی لاکھ ایکڑ زمین پر قبضہ کر لیا گیا۔ ایک ماہ کے اندر اندر تمام مساجد اور گرجا گھروں سے قیمتی اشیاء غائب کر دی گئیں۔ کسانوں پر تشدد کر کے زمینیں چھین لیں گئیں۔ اس خونیں ڈرامہ میں تقریباً ایک کروڑ نواسی لاکھ کسانوں کی جانیں ضائع ہوئیں۔ چار فروری انیس سو پینتالیس کو جو مالٹا کانفرنس منعقد ہوئی تھی۔ اس میں اسٹالن نے بڑے فخر سے کہا تھا۔ (دوسری جنگ عظیم میں انسانوں کی جانوں کا اتلاف کیا حیثیت رکھتا ہے۔ ہم نے تو زراعت

کوریاست کی تحویل میں لیتے وقت اس سے دگنی قربانی دی تھی)۔ آخر کار روس کا منصوبہ یہ تھا۔ کہ بتدریج وسط ایشیا کی مسلم ریاستوں کو جن میں ترکستان، بخارہ، جلیووا، ازبکستان، سمرقند، اور تاجکستان شامل تھے۔ بالکل ختم کر کے انہیں روسی سلطنت میں شامل کر لیا جائے۔ چنانچہ اسی حکمت عملی پر وہ سالہا سال کام کرتے رہے۔ جو علاقے قبضہ میں آ جاتے۔ ان پر وہ استبدادی نظام مسلط کر دیا جاتا۔ مسلمانوں کی وہ چھوٹی ریاستیں جن کا ابھی ذکر ہوا وہ اس کی استعماری قوت کا مقابلہ نہ کر سکیں۔ اس لئے آہستہ آہستہ خم ہو کر ختم ہو گئیں۔ یہ وہ یہودی سازش ہے جو سوشلزم کے پردہ میں اسلام دشمنی کا مظہر ہے۔ (والعیاذ باللہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودی ادارے

عالم اسلام کے خلاف یہودی سازشیں ڈھکی چھپی نہیں روس اور امریکہ کا کوئی اہم پہلو مخفی نہیں رہ گیا کہ وہ اسلام کے ساتھ کیا سلوک چاہتے ہیں۔ مکمل طور پر یہودی ارادے کچھ اس قسم کے ہیں۔ کہ مشرق میں ایران کا ایک حصہ پورا کویت، بصرہ، بغداد سمیت تین چوتھائی عراق پورا اردن جنوب میں مدینہ منورہ سمیت سعودی عرب کا تمام تر شمالی علاقہ مغرب میں دریائے نیل کا اہم علاقہ اور قاہرہ شمال میں پورا لبنان، پورا شام، اور ترکی کا تمام تر جنوبی حصہ مسلمانوں سے چھین کر اسرائیلی ریاست میں شامل کیا جائے ہے۔ امریکہ اور روس دونوں اسلام کے دشمن ہیں۔ اسلام دشمنی میں ہم پہلے ہیں۔ (1)

کیمونسٹ انقلاب لانے والوں میں واضح ترین اکثریت یہودی کی ہے۔ کارل مارکس لینن اور اسٹالن متعصب یہودی تھے۔ ان کی مائیں اور بیویاں بھی یہودی تھیں۔ لینن اپنے ساتھ ایک سو اٹھائیس یہودیوں کو لیکر جرمن سے روس آیا۔ جبکہ ٹراٹسکی تین سو یہودیوں کو امریکہ سے اپنے ساتھ لایا تھا۔ انہیں لوگوں نے یہودیت کی حفاظت کی۔ اور اسلام دشمنی میں سرگرم رہے۔ بہت سے یہودی مصنفین نے مانا ہے اگر روس کا انقلاب نہ آتا تو یہودیوں کا وجود ختم ہو جاتا۔ اگر سرخ فوج نہ ہوتی تو

یورپ میں ایک یہودی نہ ہوتا۔ یہودیوں کے بکھرے ہوئے قبائل کی تاریخ دھوکا، فریب، جرائم پسندی، عیاری، بتائی، بربادی کی تاریخ ہے۔ گزشتہ دو ہزار سالوں میں وہ انسانیت کے خلاف تمام قسم کے جرائم میں مصروف رہے۔ یہودیوں کو ان کے جرائم کے سبب بہت سے ملکوں سے نکالا گیا۔ سب سے پہلے انہیں پرتگال اور سپین سے نکالا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۹۰ء میں انگلستان سے، ۱۴۹۶ء میں فرانس سے، ۱۴۹۷ء میں بیلجیم سے، ۱۴۹۸ء میں چیکوسلوواکیہ سے ۱۳۸۱ء میں روس سے، ۱۵۰۰ء میں اٹلی سے، ۱۵۵۰ء میں جرمنی سے، اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ یہود اپنی عیاری سے کبھی فارغ نہیں رہے۔ یہودی قوانین و روایات اور تفسیر میں کچھ ایسے اصول ملتے ہیں۔

1۔ یہودیوں کو خدا نے حکم دیا ہے وہ غیر یہودیوں سے سود لیں اور بغیر سود کسی کو قرض نہ دیں۔
2۔ جس طرح انسانوں کو جانوروں پر فوقیت ہے اسی طرح یہودی روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں سے برتر ہیں۔

3۔ یہودیوں کو غیر یہودیوں کی زندگی اور جائیدادوں پر کنٹرول کرنے کیلئے منتخب کیا گیا ہے۔
4۔ غریبوں کی دولت اور جائیداد تھیا نہ یہودی کے لئے جائز ہے۔ (1)

اس تحریر سے ظاہر ہے یہود نے شروع سے آج تک حق سے دشمنی، ناانصافی، جبر و تشدد، ظلم و ستم کو اپنا زریں اصول بنائے رکھا ہے۔ اور آج بھی یہود اسی ڈگر پر چل رہے ہیں۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی خفیہ دستاویزات

دراصل یہود کا نظریہ یہ ہے کہ پوری دنیا پر ان کا عمل و دخل ہو۔ غلبہ ہو۔ انہوں نے اس مقصد کیلئے 1897 سے 1905 تک دنیا بھر کے سربراہ یہودیوں کے خفیہ اجلاس بلائے۔ اور ساری دنیا میں انقلاب برپا کرنے کی پلاننگ کی اور یہ تبدیلیاں یہودی مفادات کیلئے ناگزیر قرار دی گئیں۔ اور ان کی حکمت عملی کو صیغہ راز میں رکھا گیا۔ مگر کسی نہ کسی طرح یہ دستاویزات منظر عام پر آ گئیں۔ یہود کا یہ متفقہ لائحہ عمل عالمی پروٹوکول کے نام سے مشہور ہوا۔ اگر یہ دستاویز کسی کے پاس پائی جائے تو اس پر

سزائے موت کا فیصلہ صادر کیا جاتا ہے۔ انقلاب روس کا مکمل منصوبہ اسی دستاویزات کا شاہکار ہے اور بعد کے رونما ہونے والے واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ یہ خفیہ دستاویز سلطنت عثمانیہ کی تباہی اور خلافت اسلامیہ ختم کیے جانے کی سازشوں کو بھی بے نقاب کرتی ہے۔ جس سے مسلمانوں کے عروج و زوال کا گہرا تعلق ہے۔ لیکن پوری دنیا میں یہودی تسلط میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان ہیں۔ جبکہ دونوں بڑی طاقتیں امریکہ اور روس مکمل طور پر یہودی شکنجے میں جکڑی ہوئی ہیں۔ حتیٰ کہ دنیا کا مشہور ادارہ یو این او بھی یہودیوں کے عزائم کی تکمیل میں پیش پیش رہتا ہے۔ 1897 میں یہودیوں کا خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں عالم اسلام میں انتشار پیدا کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ جس کا پہلا مرحلہ روس میں انقلاب لانا تھا۔ اور پھر نظام خلافت کو برباد کرنا تھا۔ کیونکہ خلافت اسلامی اتحاد کی علامت اور عالم اسلام کے استحکام کا خاص ذریعہ تھا۔ 1997 میں یہودی خفیہ سازش کے تحت جن تین نکات پر عمل کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ وہ یہ ہیں۔

1- یہودیوں کے لئے ایک قومی وطن کا قیام۔

2- دنیا کے مالی وسائل پر قبضہ۔

3- اسلامی ممالک کو تباہ و برباد کرنا۔ ان مقاصد کے حصول کیلئے تمام دنیا میں سازش کے جال بچھائے گئے۔ اور جب ان کے نتائج اچھے ظاہر ہوئے۔ تو یہودیوں کی ایک عظیم شخصیت نے ایک اور خفیہ اجلاس بلایا اور اس سازشی منصوبہ پر سب کے دستخط لئے۔ اس چارٹر کی ایک نقل ایک عیسائی عورت نے یہودیوں کی خفیہ تنظیم فری مین کی ایک خاتون سے چوری کر کے اس راز کو عام کر دیا۔ جسے 1902 میں دوروی اخبارات نے پہلی مرتبہ شائع کیا۔ روسی پادریوں نے اسے عیسائیت کے خلاف ایک عظیم سازش تصور کیا۔ اور ازراہ خدمت خلق 1905 میں اس کو ایک کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کتاب کے دوسرے ایڈیشن کا نسخہ 1905 سے برٹش میوزیم لائبریری میں آج تک محفوظ ہے۔ لیکن اس کے بعد یہ کتاب جہاں جہاں چھاپی گئی۔ یہودیوں کی تنظیموں نے اس کی تمام جلدیں خرید کر ضائع کرادیں۔ یہودیوں کے مشہور رہنما تھیوڈر ہرزل کی کتاب "یہودی ریاست" میں اس نے یہودی تحریک کے تصور کو اس طرح بیان کیا ہے۔ "عوام جمہوریت کے اہل ہیں اور نہ مستقبل میں ہونگے۔ پختہ اور اعتدال پسندانہ پالیسیاں مقبول اداروں کی پیداوار نہیں ہیں۔ مملکت اور عوام کے

مفادات کا تحفظ صرف وہ شخصیات کر سکتی ہیں۔ جو تاریخی عناصر سے ابھرتی ہیں۔ اور وہی نمائندگی کا حق رکھتی ہیں۔ عوام نہیں بلکہ یہی شخصیات ہیں۔ جو حکمرانی کیلئے پیدا ہوتی ہیں۔ اور آخر کار انہی کے نظریات کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ یہودیوں کی اس خفیہ سازش کی چوبیس دفعات کو اجمالی طور پر پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ یہودی عزائم سے خبر ہو سکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

خفیہ دستاویزات کی چوبیس دفعات

1- یہودی صرف ذرائع اور وسائل کی فراوانی پر بھروسہ نہیں کرتے۔ بلکہ اسکے ساتھ نظریہ تشدد اور بربریت سے غلبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

2- یورپ کو اپنی گرفت میں لیکر دنیا کے باقی ممالک کو مطیع کرنے کیلئے ان پر اقتصادی غلبہ حاصل کرنا ہے۔ جس سے وہ کمزور ہو جائیں اور ان کا اقتصادی بحران انہیں ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دے۔ اس مقصد کی تکمیل کیلئے خوبصورت یہودی خواتین کا انتخاب کیا گیا۔ کہ وہ اخلاقی بے راہ روی میں اپنا کردار ادا کریں۔

3- یہودی دستاویزات کی تکمیل کیلئے غیر یہودیوں کیلئے شراب نوشی کا اہتمام کیا جائے اور ان کی مدحوشی سے فائدہ اٹھایا جائے۔

4- طاقت کے بل بوتے پر دوسروں کو اپنا ہمنوا بنانا ہمارا جوابی حربہ ہے۔ سیاست میں صرف قوت کو فتح ہوتی ہے۔ جنگ کے بجائے خفیہ ذرائع سے طاقت کی باگیں اپنے قبضہ میں لینے اور اپنے راستہ میں حائل ہونے والوں کے خلاف سزائے موت صادر کروائیں۔ ان کو ہلاک کروائیں۔ تاکہ دہشت اور خوف کی فضا پیدا ہو۔ ہمیں فتح کیلئے دھوکہ اور تشدد کے پروگرام پر عمل کرتے رہنا چاہئے۔

5- غیر یہودیوں پر یہ بات واضح ہونی چاہئے کہ ہم ہر گستاخی اور بے ادبی کا سرکچنے کیلئے سخت بے رحم ہیں۔ اور ہم تمام حکومتوں کو اپنی حکومت اعلیٰ کے تحت لے آئیں گے۔

6- آزادی، مساوات، اور بھائی چارہ کے ہمارے الفاظ دیمک کی طرح غریبوں کا سکون آشتی اور سلیمیت ختم کر کے ان کی مملکتوں کی جڑیں کھوکھلی کرتے رہیں گے۔ یہی صورتحال ہماری فتح کا

سبب ہے۔

7- غیر یہودی امارت وجاگیردارانہ ذہن کو فنا کر دیں گے۔ اس طبقہ کو ختم کر کے غیر یہودیوں کی امارت کے کھنڈرات پر ہم اپنے تعلیم یافتہ طبقے کی بالادستی قائم کر دیں گے۔

8- یہودی جن سے اچھے روابط رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی بنیاد دولت عشق، حسن، اور انسان کی کبھی تسکین نہ پانے والی احتیاجات پر رکھی ہے۔

9- لوگوں کو اس پر اکسائیں کہ ان کی حکومتیں ان کے چند افراد پر مشتمل ہیں۔ جو ملک کے حاکم اور مالک بن بیٹھے ہیں۔ عوامی نمائندوں کو ہٹانے کے اسی امکان نے ہمیں مختلف ممالک کے عوام کو اپنے ہاتھوں میں لینے کا موقع فراہم کیا ہے۔ اور اسی صورتحال نے ہم کو اختیار نامزدگی بھی دیا ہے۔ اور یہودی کہتے ہیں ہم نے اقتدار اعلیٰ اور عوام کی اندھی قوت کے مابین اتنی گہری خلیج حائل کر دی ہے، کہ دونوں اپنی اپنی جگہ اپنے معنی کھو بیٹھے ہیں۔ یاد رکھیں کہ اندھا آدمی اور اندھے کی لاشی ایک دوسرے سے جدا ہو کر بے معنی اور بے طاقت ہو کر رہ جاتے ہیں۔

10- یورپ کی تمام مملکتیں ایک مضبوط ترین اخلاقی انحطاط کے چکر کی لپیٹ میں آ جائیں گی۔ اور دستوری میزائے جلد ہی ٹوٹ پھوٹ جائیں گے۔ کیونکہ ہم نے کوشش کی ہے کہ ان میں صحیح توازن نہ ہونے کی وجہ سے مملکت کی جڑیں کھوکھلی ہوتی رہیں۔

11- یہودیوں کے مطابق انہوں نے ہر جماعت کو تمام سہولتیں فراہم کی ہیں۔ اور ہر ملک میں اقتدار اعلیٰ کو ہی تمام عوامی نفرت، وغصہ کا ہدف بنایا ہے۔ ہم نے ہر ایک ملک میں متضاد عوامل اور مسائل پر باہم دست و گریباں ہونے کا اکھاڑہ بنا دیا ہے۔ پھر پاگل عوام کے حملوں سے ہر چیز آسمان پر اڑتی بکھرتی نظر آئے گی۔

12- آج تمام لوگ غربت کے ہاتھوں سخت محنت و مشقت کیلئے پابہ سلاسل ہیں اتنے مجبور کہ دور غلامی میں بھی نہ رہے ہوں گے۔ ہم نے ممالک کے دساتیر میں تمام نام نہاد عوامی حقوق کا اندراج کر دیا ہے۔ جو ایک ایسا تصور ہے جو عملی زندگی میں کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ہماری طاقت خوراک کی شدید قلت اور مزدوروں کی جسمانی کمزوری میں مضمر ہے۔

13- منتخب حکام جو عوام ہی ہمارے اوپر آئیں گے۔ وہ تابع فرمان ہونگے وہ ہمارے مشیروں اور

ماہروں کے محتاج ہونگے۔

14- غیر یہودیوں میں تاریخ کا بے لاگ مطالعہ کرنے اور صحیح نتائج مرتب کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی۔ وہ اسلاف کے ترانے گاتے رہتے ہیں۔ اپنے پریس کے ذریعے اور ان عوام کو ہمارے ایجنٹوں نے بڑی ہوشیاری سے اس انداز میں ترتیب دیا ہے جس سے غیر یہودزہنوں کی تربیت ہماری خواہشات کے مطابق ہوگی۔

15- غیر یہود ریاستوں کو پریس کی قوت کے استعمال کا سلیقہ نہیں آتا۔ اس لئے یہ قوت ہمارے پاس آگئی ہے۔ پریس کے ذریعے ہم خود پس پردہ رہ کر غیر یہود عوام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ پریس کے ذریعے ہم ہی سونے پر قابض ہوتے ہیں۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہم نے سونا آگ اور آنسوؤں کے سمندر سے گزر کر حاصل کیا ہے۔ لیکن اس سے ہمیں بے پناہ فائدہ پہنچا ہے۔

16- خفیہ دستاویزات میں یہ اعتراف بھی کیا گیا ہے۔ کہ دنیا بھر میں موجود خفیہ جماعتیں یہودی منصوبوں کے مطابق پوری طرح سرگرم عمل ہیں۔ اور انہوں نے یہودیوں کی بڑی خدمت کی ہے۔ لیکن اپنے عزائم تکمیل کے بعد وہ انہیں مکمل طور پر نیست و نابود کر دیں گے۔ اور غیر یہودی فری مشنوں کے ساتھ بھی یہی رویہ اپنائیں گے۔ اگر بعض مجبور یوں نے ان سے صرف نظر کرنے پر مجبور کیا تو کم از کم انہیں جلا وطنی کے مسلسل خوف میں مبتلا رکھا جائے گا۔

17- غریبوں کو بے بس بنانے کیلئے یہودی منصوبوں کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ دنیا کے تعلیمی اداروں میں ہلڑ بازی افراتفری اور لاقانونیت کو فروغ دیا جائے۔ اور اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے صف اول کے یہودی ہر ملک اور خاص طور پر مسلمان ملکوں میں اپنی پسند کے لوگوں کو بیرون ملک خصوصی تربیت دے کر انہیں وطن واپس بھیجتے ہیں۔

18- دستاویزات کے مطابق یہودیوں کی کوشش رہی ہے کہ سارے غیر یہودی مذہبی رہنماؤں کا وقار کم کیا جائے اور اس طرح دنیا میں مذاہب کے مشن کو برباد کر دیا جائے۔ چند سالوں میں مکمل طور پر عیسائیت تباہ ہو جائے گی۔ اور اس کے بعد دوسرے مذاہب کی تیخ کنی میں مشکلات کا سامنا نہیں ہوگا۔

19- یہودی کہتے ہیں ہم اپنے ایجنٹ سماج کے اونچے اور نچلے دونوں طبقوں سے دیں گے۔ ان کے اندر انتظامیہ کے تئیش پسند، عیش پرست، افسران، ایڈیٹرز کتب فروش سیلز مین، کلرک، مزدور،

اساتذہ، اور اردلی غرضیکہ ہر سطح کے لوگ شامل ہوں گے جس سے ہم موجودہ حکومتوں کے نظم و نسق میں دراڑیں ڈالتے رہیں گے۔ اور جب انہیں ہوش آئے گی۔ تو اس وقت تمام کھیل ختم ہو چکا ہوگا۔

20- خفیہ دستاویز کی اہم باتوں میں خفیہ تحفظ، سازشوں کی نگرانی، اقتدار کی تبدیلی اور شاہ یہودی کی خفیہ حفاظت کو موضوع بنایا گیا ہے۔

21- خفیہ دستاویز میں یہودی رہنما کہتے ہیں کہ باغیانہ تقریر کرنے والوں کی کوئی حیثیت نہیں۔

22- خفیہ دستاویز کے مطابق شعبہ اقتصادیات میں یہودیوں کا حربہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے غیر یہود میں اقتصادی بحران پیدا کیا ہے۔ اس طرح بہت بڑا سرمایہ منجمد کر کے ریاستوں کو قرضہ جات کا سہارا لینے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ اور سودور سود دینے کی وجہ سے یہ حکومتیں مستقل غلام بن کر رہ گئی ہیں۔

23- خفیہ دستاویز میں غیر یہودی مالیاتی اداروں اور اصولوں میں یہودیوں کی پالیسی کا اجراء قرضوں پر سود اصل زر سے کہیں زیادہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ غیر یہود نہ صرف یہ کہ قرضوں کی ادائیگی بلکہ سود ادا کرنے کیلئے بھی مزید قرض لینے پر مجبور ہیں۔ سرمایہ کاری اور صنعتوں کے معاملات پر مکمل کنٹرول یہودیت کو حاصل ہے۔ جس سے تمام صنعتی سرگرمیاں سرمایہ کاری کی محتاج بن کر رہ گئی ہیں۔

24- یہودی اس بات پر نازاں ہیں کہ دنیا بھر کا سونا ان کی گرفت میں ہے اور وہ حقیقتاً جس وقت جتنی مقدار میں چاہیں سونا کھلے بازار میں لاسکتے ہیں یا اسے بالکل غائب کر سکتے ہیں۔ جس سے دنیا کا اقتصادی نظام کساد بازاری غیر ملکی کرنسی کی مالیت افراط زر حتیٰ کہ دنیا کے تمام میزانیے اور بجٹ تہہ وبالا کر سکتے ہیں۔ (1)

خلاصہ: یہودی سازش اس قدر منظم ہے اور مکمل ہے کہ آج بھی ہم ان کے پھیلانے ہوئے فتنوں کے حوالہ سے ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد کی بجائے انتشار پایا جاتا ہے۔ ہم اپنے قرضوں کی ادائیگی کیلئے مزید قرضہ لینے پر مجبور ہیں۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو یہود کے فتنہ اور ان کی گہری سازشوں سے بچائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سازش کا طریق کار

یہود نے اپنی اس گہری سازش کو کامیاب بنانے کیلئے دنیا کے تمام سوشلسٹ کمیونسٹ اور مارکسٹ اب تک یہودیوں کے ایجنٹ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔ اس طرح پوری دنیا میں سازشوں کا جال بچھا دیا گیا ہے۔ جن کے ذریعہ سے ہر ملک کی حکومت کو زیر اثر لانے کا کام کیا جاتا ہے۔ ہر جماعت ہر سوسائٹی تعلیمی اداروں اور ابلاغ عامہ کے مرکزوں میں بالخصوص اس کے ایجنٹ کا رفرما ہیں۔ دنیا کی تمام بڑی بڑی حکومتوں کی دولت اور مالیاتی وسائل پر اس کا کنٹرول ہے۔ ان کا پشتر سونا اور عالمی پریس اور جملہ عالمی ذرائع ابلاغ اس کے زیر اثر ہیں۔ یہودیت کے سازشی عزائم کی تکمیل کیلئے دنیا کے کئی ممالک کے آئینوں میں نہایت عیاری اور مکاری سے ایسے آرٹیکل شامل کر دیئے گئے ہیں۔ جو اس کے خفیہ منصوبوں کیلئے ضروری ہیں دنیائے اسلام میں اختلاف و انتشار یہودی سازشوں کا نتیجہ ہے۔ دنیا کے حکمرانوں کو اپنی گمراہ کن تنظیم فری میسن ممبر بنا کر ان سے کام لیا جاتا ہے۔ امریکہ کی بدنام زمانہ سی آئی اے جیسی جاسوسی ایجنٹوں کی تنظیم یہودیوں کے زیر اثر کام کرتی ہے۔ جس کے ذریعہ یہودیوں کے مقاصد سے انحراف کرنے والوں کو موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو حکومت اسرائیل نواز نہ ہو اسے انقلاب کے ذریعہ ختم کر دیا جاتا ہے۔ یہودی تنظیموں کے متعلق امریکہ کے پہلے صدر جارج واشنگٹن نے اس طرح لکھا ہے۔ ”ہمارے دشمنوں کی فوج سے زیادہ موثر طریقہ جو ہمارے خلاف کارفرما ہے اور وہ ہماری آزادی کے دشمنوں کے مقابلے میں کئی سو گنا زیادہ خطرناک ہیں۔ مجھے یہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اس کا احساس بھی نہیں کیا۔ یہ ہمارے معاشرے کا گھن ہیں۔ اور ہماری خوشیاں اور سکون لوٹنے والے سب سے بڑے ڈاکو ہیں۔ (1)

اللہ تعالیٰ یہودی سازشوں سے محفوظ فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

امریکہ میں یہودیت

آج امریکہ پوری دنیا کا چوہدری بنا ہوا ہے مگر اس کی ذاتی کمزوری کا یہ عالم ہے کہ یہودیت کے زیر اثر ہے۔ امریکہ میں یہودیوں کی تعداد کی کل آبادی تین فیصد ہے۔ لیکن آبادی کے تناسب کے اعتبار سے قانون سائنس ادویات اور نفسیات، کے محکمہ جات میں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ امریکہ میں ان کے قومی ادارے 281 کام کر رہے ہیں۔ جبکہ 251 سے زیادہ ایسوسی ایشنیں مصروف کار ہیں۔ یہ بھی ادارے صبح و شام اسرائیل کیلئے فنڈز اکٹھا کر کے اسے مضبوط سے مضبوط تر کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان یہودی اداروں کے سربراہوں کی کانفرنس اس کے فیصلے ان تمام پر حاوی دکھائی دیتے ہیں۔ امریکہ میں ابلاغ عامہ پر یہودیوں کا مکمل کنٹرول ہے۔ ٹیلی ویژن کی تینوں کمپنیوں یعنی اے بی سی، سی، بی، اے، اور این، بی، ایس پر یہودی مسلط ہیں۔ ان کے سربراہ اور انچارج سب یہودی ہیں۔ اس کے علاوہ امریکہ سے تقریباً 1760 اخبارات جرائد اور رسائل 62 ملین کی تعداد میں چھپتے ہیں۔ ان میں آدھے یہودی ملکیت ہیں۔ ان میں عالمی شہرت یافتہ واشنگٹن پوسٹ نیویارک ٹائمز اور نیوزویک جیسے مشہور اخبارات شامل ہیں۔ باقی آدھی تعداد پر بھی یہود نے کسی نہ کسی طرح اپنا اثر جما رکھا ہے۔ کہ وہ بڑے بڑے یہودی اداروں اور بزنس کرنے والوں سے اشتہارات دلاتے ہیں۔ لہذا ہر کرایہ پر گانے والی مغنیہ اس کی پسند کا راگ گائے گی۔ جس نے اس کی خدمات حاصل کی ہوں گی۔ امریکہ کی خارجہ پالیسی کو کچھ اس طرح مرتب کیا جاتا ہے۔ جس سے یہودی مفاد وابستہ ہو۔ امریکہ میں لاکھوں یہودی ووٹروں کو خوش کرنے کیلئے امریکی صدر پالیسی مرتب کرتے ہیں۔ جو یہودی نواز ہو عرب مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔ کہ جب امریکہ میں عرب مسلمانوں کے لاکھوں ووٹ ہی نہیں۔ اور امریکہ کو ان کی ضرورت بھی نہیں تو امریکہ سے اسلام کا زکوٰۃ کامیاب بنانے کیلئے عربوں کو مل ہی کیا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عالم اسلام کو ان کے شر سے بچائے رکھے اور مسلمان سربراہوں کو نچنے کی توفیق دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیوں کی ہوس اقتدار

- 1- 1935 میں جیورملجیکی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام تھا ”اسرائیل اپنے وطن کی طرف لوٹ رہے ہیں“۔ وہ لکھتا ہے۔ مستقبل قریب میں ان کی قوت مرکزی طور پر دنیا کی ساری ریاستوں پر حاوی ہوگی۔ اور ہم انسانی معاشرہ کے مختلف طبقوں میں اثر و رسوخ بڑھائیں گے۔
- 2- ایسے ہی ایک یہودی مصنف نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے۔ ہم نے لندن کے ارباب اختیار سے کہہ دیا ہے۔ کہ تم چاہو یا نہ چاہو ہمیں بہر حال فلسطین میں آباد ہونا ہے۔ بہتر ہے کہ تم ہم سے بہتر سلوک کرو۔ ورنہ ہماری بڑھتی ہوئی طاقت پوری دنیا کے امن و امان کو تباہ کر دے گی۔
- 3- اسکندریہ کے ایک یہودی تاجر نے واضح کہا ہم پوری دنیا میں پھیل رہے ہیں۔ خواہ ہمیں اس سلسلہ میں خون ریزی ہی کیوں نہ کرنی پڑے۔ یہ چیز ہماری گھٹی میں ہے۔ اور اس میں کبھی تبدیلی نہیں آ سکتی۔
- 4- یہودیوں کا ایک گروہ جو صابر اکے مغربی خطہ میں رہتا ہے۔ وہ تو اضطراب خوف احساس کمتری سے پہنچانا جاتا ہے۔ بقیہ دو گروہ اپنے ذہنی جنون اور شرانگیزی کے باعث پہچانے جاتے ہیں۔
- 5- پروفیسر رابسن لکھتا ہے بظاہر یہودی شور مچاتے ہیں کہ ہم مظلوم ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ خود روئے زمین پر پھیلنا چاہتے ہیں۔ اور انہیں کہیں قرار نہیں ملتا۔ اب وہ بغیر کسی خوف کے ساری دنیا میں یہودیت پھیلانے میں لگے ہوئے ہیں۔
- 6- اکتیس سالہ فوجی افسر پورم نامی یہودی لکھتا ہے۔ اسرائیل امن پسند نہیں بن سکتا۔ یہ ایک ایسی عیاشی ہے جس کو ہم برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ہم یہ خیال کریں کہ یہ جنگ ناحق لڑی جا رہی ہے۔ تو پھر بھی لڑنا پڑے گا۔ اگر ہمیں شکست ہوگئی تو ملک ہاتھ سے نکل جائے گا۔ اس وجہ سے ہمیں اپنا فرض ادا کرنا پڑتا ہے۔ اور ہمارا فرض یہی ہے کہ جنگ کرتے رہیں۔ (1)

اللہ تعالیٰ اسلام کو یہود کے شر سے بچائے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودی تعصب کی چند مثالیں

یہودیوں کو غیر یہودیوں سے جس طرح تعصب ہے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

1- اگر اسرائیلی کا بیل کسی غیر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر کوئی تاوان نہیں مگر غیر اسرائیلی کا بیل اگر اسرائیلی کے بیل کو زخمی کر دے تو اس پر تاوان ہوگا۔

2- ابی شموئیل کہتا ہے اسرائیلی اور غیر اسرائیلی کا مقدمہ قاضی کے پاس جائے تو اس پر لازم ہے کہ جیسے ہو سکے۔ اسرائیلی کو جتائے۔

3- ابی شموئیل کہتا ہے غیر اسرائیلی کی ہر غلطی سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

4- یہودیوں کی بنیادی کتاب سریعہ میں درج ہے۔ اگر کوئی غیر یہودی کسی غیر یہودی کو قتل کر دے تو اس کی سزا موت ہے لیکن اگر یہودی کسی غیر یہودی کو قتل کر دے تو اسے سزائے موت نہ دی جائے۔

5- غیر یہودی کی بہترین شخصیت کو قتل کرنا چاہئے۔

6- عالمی سطح پر یہود کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ غیر یہود کو آخرت میں ڈومافرشٹ کے سپرد کر دیا جائے گا۔ تاکہ انہیں دوزخ میں جھونک دے۔

7- تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اعلیٰ ترین غیر یہودی کو قتل کرنا ضروری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیت کی ہرزہ سرائی

۱۹۰۲ میں مورس ابن کرثر رابی نے اپنے ایک تحقیقی مقالہ میں چند باتیں لکھی ہیں۔ جنہیں صیہونی سازش کے مؤلف نے تحریر کیا۔

1- کسی غیر یہودی کو اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں سے آگاہ کرنا جملہ یہودیت کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اگر غیر یہودی کو پتہ چل جائے کہ ہم ان کی نسبت کیا تبلیغ کرتے ہیں تو وہ ہمیں سرعام قتل کر دیں گے۔

2- آدم (علیہ السلام) نے ہر درندہ اور جانور سے بد فعلی کی لیکن حوا کے آغوش میں آنے تک

اس کی تسلی نہ ہوئی۔ (معاذ اللہ)

3۔ زنا یا غیر فطری فعل کسی مرے ہوئے عزیز سے بھی جائز ہے۔ خواہ وہ مرد ہو یا زن مجرد ہو یا شادی شدہ جو فوت ہو گیا ہے۔

4۔ اگر کوئی شخص کسی فاحشہ عورت کو اپنے کتے کیساتھ بد فعلی کرنے کے لئے پیسے دیتا ہے تو یہ فعل قانونی بد کاری کے زمرہ میں نہیں آتا۔ ایک فاحشہ عورت کو معاوضہ پر حاصل کرنا زنا یا غیر فطری عمل کرنے کیلئے جائز ہے۔

5۔ عیسیٰؑ نے اپنے گدھے کیساتھ بد فعلی کی۔ (معاذ اللہ)

عیسیٰؑ دوزخ میں ہے۔ (معاذ اللہ)

اسی طرح عیسائیوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

6۔ مرایل یہود دوسروں کو بے وقوف بنا سکتا ہے۔ اور انہیں دھوکا دے سکتا ہے۔

7۔ ایک یہودی کو زنا بالجبر کرنے دعا بازی کرنے اور جھوٹ بولنے کی عام اجازت ہے لیکن اسکو

اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ اس کا یہ فعل ظاہر نہ ہو۔ تاکہ اسرے کو نقصان نہ پہنچے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ملت اسلامیہ میں یہودی سازشیں

1۔ اسلامی ممالک میں انتشار پیدا کر کے اتحاد سے محروم رکھا۔

2۔ مسلمانوں کی مشہور تنظیم ”عرب نیشنل ازم“ میں افتراق پیدا کیا۔

3۔ اسلامی ممالک کو آپس میں لڑانے کی منصوبہ بندی میں مکمل دلچسپی لی۔

4۔ اسلامی کانفرنس (O.I.C) کو دو بلاکوں میں تقسیم کر دیا۔

5۔ عربوں میں ”اخوان المسلمین“ ایک مربوط تنظیم کو انتشار کا شکار کیا۔

6۔ یہودیوں نے کیتھولک چرچ سے گٹھ جوڑ کر کے ملت اسلامیہ کے خلاف محاذ بنایا۔ عیسائی بھی

اپنی صلیبی جنگوں کا بدلہ چاہتے تھے اس لئے اتفاق ہو گیا۔

7- شاہ فاروق نے عرب ملکوں کے اتحاد کی کوشش کی مصر و سوڈان سے الحاق کا منصوبہ بنایا جسے یہودی اشاروں پر برطانیہ نے ہر طرح روکنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس وقت حکومت برطانیہ کے پیش نظر دو مقاصد تھے۔ ایک تو مصر اور سوڈان کا الحاق نہ ہو دوسرا اخوان المسلمین کا خاتمہ کیا جائے چنانچہ برطانیہ کی جاسوسی قوت نے شاہ فاروق کا تختہ الٹا دیا۔ اور پچاس ہزار اخوان گرفتار کئے گئے۔ اس طرح عالم عرب کی تحریک بھی دم توڑ گئی۔

8- اسلامی نام پر بننے والا ملک پاکستان ابھرا ہی تھی۔ کہ سازشیں شروع کر دی گئیں۔ 1971 میں اسے دولخت کر دیا گیا یہ یہودی سازش تھی۔ جسے آج تک سمجھا نہ جاسکا۔

9- اسلامی دنیا کی تباہی کیلئے یہود نے فری میسن کے نام کی تحریک شروع کی جس کے ذریعہ مسلم ممالک کے بڑے بڑے لوگوں کو بھاری رقوم پر خرید لیا گیا۔ یہ ظاہر ہے کہ ملک میں تباہی کا باعث اپنوں کی غداری بھی بن جاتی ہے۔ "جعفر از بنگال صادق از دکن" کے مصداق کئی لوگ اس تنظیم کا شکار ہوئے۔ شہنشاہ ایران رضا شاہ پہلوی اس تنظیم کے 22 دین گریڈ کا بندہ تھا۔ ایران میں فری میسن تنظیم کا گریڈ لاج قائم تھا۔ اس طرح سابق وزیر اعظم ایران مسٹر عباس ہویدا اس تنظیم کے سربراہ تھے۔ پوری دنیا میں ایران یہودیت کا بڑا مرکز رہا۔ تقریباً ہر بڑا لیڈر، وزیر، افسر، بلکہ ہر تیسرا عالم بھی اس تنظیم کا رکن تھا۔ علامہ خمینی کے انقلاب کے بعد ایران سے اس تنظیم کا صفایا ہوا۔ امریکہ کو ندامت ہوئی۔ ایرانیوں کی ایک بڑی تعداد کو علامہ خمینی نے کیفرِ کردار تک پہنچایا۔

10- یہ تنظیم فری میسن پاکستان میں بھی سرگرم تھی۔ پنجاب اسمبلی نے پہلی مرتبہ 1973 میں قانون پاس کر کے فری میسن تنظیم پر پابندی لگائی اور اسکی جائداد بحق سرکار ضبط کی پنجاب اسمبلی چوک میں واپڈا ہاؤس کے سامنے موجود آرٹس کونسل کی مقبوضہ عمارت دراصل فری میسن کی ملکیت تھی۔ جہاں کئی سالوں سے پر اسرار سرگرمیاں جاری تھیں۔ پھر ایک مرتبہ اس تنظیم نے پنجاب اسمبلی کے اس قانون کو ہائی کورٹ میں چیلنج کیا جس پر عدالت نے فری میسن پر پابندی کے قانون کو کالعدم قرار دے دیا۔ پنجاب حکومت نے ڈویژن پنج کے رو برو اپیل دائر کی وہ بھی مسترد ہوئی پھر حکومت پنجاب نے سپریم کورٹ میں اپیل کی۔ دس سال تک اس کیس کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ صدر ضیاء الحق کی ہدایت پر حکومت پاکستان نے بذریعہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر 56 1993ء میں ازسرنو اس تنظیم پر پابندی

عائد کر کے اسکی تمام جائیداد ضبط کر لی اور تمام فیصلہ جات جو فری میسن کے حق میں صادر ہوئے تھے۔
کا اعدام قرار دیدئے گئے۔

ملک میں مارشل لاء ختم ہونے کے موقع پر صدر مملکت اور قومی اسمبلی نے آئین کے آٹھویں
ترمیمی بل میں مارشل لاء ریگولیشن ۵۶ کو شامل کر کے اس اقدام کو آئینی تحفظ دیکر عظیم کارنامہ سرانجام
دیا۔ اگرچہ اس تنظیم پر پابندی عائد کی گئی۔ مگر پھر بھی آج تک یہ تنظیم زیر زمین کام کر رہی ہے اور حکومت
پاکستان کا کوئی ایسا ادارہ نہیں جسکی جاسوسی اسرائیل تک نہ جاتی ہو۔

۱۸ جون 1980 کو یونائیٹڈ گریڈ لاج آف انگلینڈ کے لیٹر پیڈ پراسٹیٹ لائف انشورنس
کے اعلیٰ افسر کو ایک خط لکھا گیا جو ہمارے شبہ کی تصدیق کرتا ہے۔ کہ فری میسن خفیہ طور پر اپنا کام کر رہی
ہے۔ اس خط کا مضمون یہ ہے۔ آپ نے جو خط لکھا ہے اس پر آپ کا بہت بہت شکریہ اسلامائزیشن کے
نام آپ کے ہم وطنوں کے استحصال کا عمل یقیناً اس تنظیم کے مفادات کے منافی ہے۔ ان برائیوں کے
خلاف آپ نے جو آغاز کیا۔ وہ قابل تعریف ہے کیونکہ فری میسن ایک ایسی تنظیم ہے جو ایک برتر وجود
میں یقین رکھتی ہے۔ اور وہ مذہب و عقائد اور سیاست کی پرواہ نہیں رکھتی۔ اس خط کے ساتھ ہی تازہ
لٹریچر بھیج رہا ہوں جسے آپ اپنی حسب خواہش استعمال کر سکتے ہیں۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فری مشینریوں پر ہماری تجاویز

1۔ چونکہ یہودیوں کی یہ تنظیم ملت اسلامیہ کیلئے شدید ضرر رساں ثابت ہو چکی ہے پاکستان میں
اس پر پابندی ہونے کے بعد بھی کڑی نظر رکھی جائے۔ جہاں کہیں یہ ذرہ بھر سر اٹھائے فوری کچل دیا
جائے۔

2۔ تمام فری میسوں سے حلفی تحریر لی جائے کہ ان کا تعلق فری میسن سے نہیں۔

3۔ جیسے انتخابات میں حصہ لینے والے کیلئے کئی پابندیاں ہیں اگر وہ ملوث ہوتا ہے تو نااہل قرار
دیا جاتا ہے۔ اگر کسی منتخب نمائندہ لے کا فری میسن سے رابطہ ثابت ہو جائے تو اسے نااہل قرار دیدیا

جائے۔

4۔ کسی قومی مفاد کے حامل عہدہ پر کسی طرح فری میسن کو متعین نہ کیا جائے اسکی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔

5۔ اگر پابندیوں کے باوجود کوئی شخص اس تنظیم سے وابستگی نہ چھوڑے تو پھر اسے ملک بدر کر دیا جائے۔

6۔ تمام اسلامی ممالک میں ایسے ضوابط بنائے جائیں کہ یہ ممالک اس تنظیم کے زہریلے اثرات سے بچ سکیں۔ برطانیہ کے ایک صحافی اسٹیفن نائٹ نے اپنی کتاب ”دی برادر یڈ“ میں لکھا ہے کہ فری میسن تنظیم کے کارکنوں کی طرف سے بھائی چارگی، نیکی کے فروغ، حسن و اخلاق کے دعوے تو کئے جاتے ہیں مگر دوسری طرف سے یہ تنظیم انتہائی غلط اور ناروا کام بھی انجام دیتی رہتی ہے۔ اسکی حرکتیں صریحاً جرم ہیں۔ اس کے اقدامات عدل و انصاف کے تقاضوں کو بری طرح مجروح کرتے ہیں۔

7۔ فری میسن تنظیم پر نگرانی رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نظر رکھی جائے۔ دراصل یہ لوگ یہودیت کے ایجنٹ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کی حفاظت فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیت اور مسیح موعود

حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کے بعد بنی اسرائیل پر یکے بعد دیگرے ایسے سنگین حالات وارد ہوتے چلے گئے۔ آخر کار بابل اور اسیریا کی سلطنتوں نے ان کو غلام بنا کر زمین میں بکھیر دیا۔ تو انبیاء بنی اسرائیل نے انہیں خوشخبری دی کہ خدا کی طرف سے ایک مسیح آنے والا ہے۔ جو ان کو رسوائی سے بچائے گا۔ ان پیغامات کے بعد یہودی ایک مسیح کے منتظر تھے۔ جو آئے اور انہیں بچائے یہودی ایسے مسیح کے منتظر تھے جو بادشاہ ہو وہ لڑ کر ملک فتح کر لے۔ اور بنی اسرائیل کو فلسطین میں جمع کرے۔ مگر جب ان کی توقعات کے خلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسیح موعود شریف لائے۔ اور کوئی لشکر ساتھ نہ لائے۔ یہودیوں نے ان کی مسیحیت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اور انہیں ہلاک

کرنے کے درپے ہو گئے اس وقت سے آج تک یہودی اس مسیح موعود کے منتظر ہیں جس کے آنے کی خوشخبریاں انہیں دی گئی تھیں۔ ان کا لٹریچر اس آنے والے دور کے سہانے خوابوں سے بھرا پڑا ہے۔ تلمور اور ربیون نے ریات میں اسکا جو نقشہ بھرا ہوا ہے اس کی خیالی لذت کے سہارے یہودی زندگی بسر کر رہے ہیں اور یہ امید لئے بیٹھے ہیں کہ مسیح موعود ایک زبردست جنگی لیڈر ہوگا جو دریائے نیل سے فرات تک کا علاقہ انہیں واپس دلانے گا۔ اور دنیا کے گوشے گوشے سے بکھرے ہوئے یہودیوں کو واپس لا کر یہیں بسائے گا۔ اس مذہبی پس منظر میں قادیانیوں کے مذہبی راہنما کا دعویٰ یقیناً ان کے لئے دلچسپی کا باعث بنا ہوگا۔ مگر جب اس غبارہ کی ہوائ نکل گئی تو یہودیوں نے مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کیلئے قادیانیوں کو اپنا آلہ کار بنا لیا۔ یہودیت کی سرپرستی ہونے سے قادیانیوں کو اتنی قوت ملی کہ وہ دن بدن طاقت پکڑتے جا رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فتح دنیا کا خواب

یہودیت کی ہزار کوششوں حیلوں بہانوں اور کمزور فریب کی سیاست کے باوجود دنیا فتح کر لینے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا (انشاء اللہ تعالیٰ)

1- یہودی اسرائیلی ریاست کے پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر آتے ہیں۔ مگر یہاں کی مشکلات کو دیکھ کر پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ امریکہ، روس، چلی، پیراگوئے، فرانس، جرمنی، میں تن آسانی سے رہ سکتے ہیں اسلئے اسرائیل کو ہمیشہ سے افرادی قوت کی کمی رہی اور آئندہ بھی رہے گی۔ بریں بنا انکا خواب پورا نہیں ہوگا۔

2- عمر رسیدہ یہودی تو اسرائیلی ریاست میں رہ جاتے ہیں۔ مگر نوجوان نسل باہر جا رہی ہے۔

3- وہ تمام برائیاں جو یہودی پھیلانا چاہتے ہیں۔ مثلاً بے حیائی، بے ایمانی، باہمی شکوک و شبہات، قتل و غارت، دہشت گردی، یہ سب بری عادات سب سے پہلے ان میں پائی جاتی ہیں۔ اور ایسی قوم کا فتح دنیا کا تصور کرنا دیوانے کی بڑ ہے۔

4- یہودیوں کا مکاری سے دنیا پر چھا جانا محال ہے۔ آخر مکر مری ہے اس کا پردہ چاک ہوئے

بغیر نہیں رہ سکتا۔ جیسے اس نے افریقہ میں اپنا ریغالی جہاز چھڑانے کیلئے کیا۔

5۔ یہودیوں کو اسرائیل میں متحد رکھنا، اور ان سے مطلوبہ نتائج کی توقع محال ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودیوں کی عہد شکنی

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ جلوہ فرما ہوئے تو وہاں دو مشہور قبائل اوس، اور خزرج کی دشمنی کو محبت میں بدل دیا۔ ان کے علاوہ بارہ غیر مسلم قبائل اور بارہ یہودی قبائل بھی یثرب کے علاقہ میں رہائش پذیر تھے۔ جنہیں شہریت کے برابر حقوق عطا کئے۔ یہودی قبائل کی دوسرے بارہ قبیلوں سے نہ بنتی تھی۔ مسلمانوں کا ان سے یہ معاہدہ طے پایا کہ مسلمان یہودیوں کے مخالف قبائل کی مدد نہ کریں گے۔ اسی طرح یہود کو پابند کر دیا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں کے خلاف باغی قبائل کی مدد نہ کریں گے۔ یہ معاہدہ ہ جات دلیل ہیں۔ کہ مسلمانوں نے کس طرح یہودیوں پر نوازشات کیں۔ اور برابری کی شہریت میں شریک بنایا۔ مگر یہود کی طرف سے ان معاہدہ جات کی ذرہ بھر پرواہ نہ ہوئی۔ جنگ بدر کے موقع پر یہود کی ہمدردیاں بت پرستوں کے ساتھ تھیں۔ مشرکین مکہ کا یہ لوگ سہارا بنے رہے۔ معرکہ بدر کے بعد یہ لوگ کھلم کھلا قریش اور دوسرے قبائل عرب کو مسلمانوں کے خلاف جوش دلاتے۔ اور بدلہ لینے پر اکساتے رہے۔ خصوصاً بنی نضیر کے کعب بن اشرف نے تو اپنی اندھی عداوت کو مکینہ پن کی حد تک پہنچا دیا۔ پرانے تعلقات اور ہمسائیگی کے مروجہ معمولات کو یکسر ختم کر دیا تھا۔ یہود کی طرف سے ان کے عناد و غضب نے مسلمانوں کیلئے شدید خطرات پیدا کر دیئے تھے۔ ہر لمحہ حملہ کا خطرہ رہتا بلکہ عموماً صحابہ ہتھیار بند ہو کر سوتے کہیں یہود کی طرف سے حملہ ہو جائے تو مقابلہ ہو سکے۔ اگر حضور ﷺ کبھی تھوڑی دیر کیلئے باہر نکلتے اور دیر ہو جاتی تو صحابہ فوراً تلاش کرتے۔ جنگ بدر کا بدلہ لینے کیلئے قریش کو یہود نے ہی بھڑکایا تھا۔ یہود کی شرارت کا میاب ہو گئی۔ اور قریباً بدر کے ایک سال بعد جنگ احد میں مسلمانوں کو پریشانی اٹھانی پڑی۔ یہود نے معاہدہ شکنی ہی نہیں بلکہ دور مدنی کے ابتدائی ایام میں حضور ﷺ کی دوسرے جان لینے کی کوشش کی۔ جو قدرت نے ناکام کی حضور ﷺ کے زمانہ میں تو یہود کو کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔ البتہ خلیفہ اول کے دور میں اپنی صف بندی کر کے سب سے پہلے ابولولو

فیروز یہودی نے عمر فاروقؓ کو شہید کر کے یہود کے دل ٹھنڈے کئے۔ اس کے علاوہ یمن کے یہودی عبداللہ بن سبائے سازش کر کے حضرت عثمان غنیؓ، اور حضرت علی المرتضیٰؓ کو شہید کروا کے خلافت راشدہ کا چراغ گل کر کے سکون حاصل کیا۔ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ ان کی سازشوں سے پناہ دے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسلمانوں کی یہود پر نوازشات

ایک طرف تو یہودی طرف سے آپؐ نے خونیں مناظر کا جائزہ لیا۔ سیدنا فاروق اعظمؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا علی المرتضیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادتیں انہی کی سازشوں کا نتیجہ ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے ان پر کتنے بڑے بڑے احسان کئے۔ وہ تاریخ کے ان مٹ نقوش ہیں مسلمانوں نے ان سے رواداری، حسن سلوک، اس وقت کیا جب یہ لوگ مارے مارے پھر رہے تھے۔ کرہ ارض کے مختلف گوشوں میں سرگرداں تھے۔ خدا ان سے روٹھ چکا تھا۔ اس نے اپنی تمام نعمتیں ان سے چھین لیں تھیں۔ مسلمانوں کے زیر اقتدار یہ رہے۔ لیکن انہیں ہمیشہ شہری معاشرتی، سیاسی حقوق حاصل رہے۔ جب کہ عیسائی حکومتوں میں یہودیوں نے ذلت کے دن گزارے۔ اسلامی حکومتوں نے ان سے ہمیشہ اعلیٰ رواداری کا مظاہرہ کیا۔ یہودی مسلمان ریاستوں میں وزراء، سفراء، اور مشیر بھی رہے۔ اندلس کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے۔ خلافت قرطبہ کے دوران یہود خوش حالی کی انتہائی بلندیوں کو چھو رہے تھے۔ رواداری کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

- 1- صلاح الدین ایوبی کا طبیب خاص موسیٰ بن میمون نامی یہودی تھا۔
- 2- یہی موسیٰ بن میمون جامعہ ازہر میں ریاضی، فلکیات، اور طب کا اعلیٰ استاد رہا۔
- 3- مصر کے فاطمی دور میں یعقوب بن کلش خلیفہ المعز الدین اور اس کے بیٹے کا وزیر رہا۔
- 4- المقتدر بن ہور نے ابوالفضل بن حدامی کو اپنا معتمد وزیر بنایا۔
- 5- غرناطہ بارلس بن حون نے یوسف بن نغر یہودی کو حکومت کی اہم ذمہ داریاں سپرد کیں۔
- 6- بہت سے یہودی علماء ناصر اور حکم کے دربار میں قرطبہ سے آتے تھے۔ ان کے دور میں قرطبہ میں مدرسہ تلمورہ قائم کیا گیا۔ جس کا بانی موسیٰ بن حقوس یہودی تھا۔

- 7- عبدالرحمن ناصر کے دور حکومت میں حدای بن ثمرت یہودی کو خزانہ عامرہ کانگران مقرر کیا گیا۔
 - 8- مسلم ہسپانیہ میں کبھی کسی یہودی کو ظلم کا نشانہ نہیں بنایا گیا۔ یہودی اندلس کی تاریخ میں نہایت پرامن پرسکون اور عیش و عشرت سے رہے۔
 - 9- شرق میں مسلم حکومتوں کے تحت انہیں تمام قسم کی شہری سہولتیں میسر رہیں۔
 - 10- فاطمی حکومت کی بنیاد ہی ذمی رعایا کے مساوی حقوق پر تھی۔
 - 11- غلامان مصر (ممالیک) کے عہد اقتدار میں بھی یہ خوش رہے۔
 - 12- عثمانی دور میں بھی انہیں کبھی مسلمانوں کی طرف سے قطعی کوئی اذیت نہیں پہنچی۔
 - 13- غرضیکہ اسلامی تاریخ کے روشن صفحات آج تک درخشندہ ہیں۔ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق، بلندوصلگی، انسانی رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔ افسوس یہود مسلمانوں کی اس فیاضی کا بدلہ نہ چکا سکے۔
- الٹ یہ قوم کفران نعمت اور احسان فراموشی پر اتر آئی (العیاذ باللہ)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہودی ایک عالمی سائنسدان کی نظر میں

1789ء میں امریکہ کے ایک عالمی شہرت یافتہ سائنسدان نے یہودیوں کے متعلق کہا تھا۔ ریاست ہائے متحدہ امریکہ ایک زبردست خطرہ ہے۔ اور وہ خطرہ یہودیوں کا ہے اس لئے کہ یہودی جہاں بھی آباد ہوئے انہوں نے وہاں پر تجارتی ایمانداری کا درجہ گھٹا دیا ہے اور اخلاقی معیار پست کر دیا۔ وہ پوری قوم کا اقتصادی گلا گھونٹنے کیلئے بے تاب رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے پرتگال اور سپین میں کیا سترہ سو سال سے وہ اپنے نصیب کو رو رہے ہیں۔ اگر یہودیوں کو آئین کی رو سے امریکہ سے نہ نکال دیا گیا۔ تو ایک سو سال بعد ہم پر قبضہ کر لیں گے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

علماء یہود بارگاہ نبوت میں

حضور ﷺ جب مدینہ منورہ جلوہ فرما ہوئے تو یہودی علماء نے بارگاہ رسالت میں حاضری دی۔ اور آپ سے کئی قسم کے سوالات کئے۔ انہیں یہ تو پتہ تھا کہ آخری رسول آیا والا ہے۔ تورات، وانجیل میں بشارتیں پڑھ چکے تھے اور یہ بات بھی کہہ چکے تھے۔ یہ وہی نبی معلوم ہوتے ہیں سب سے پہلا یہودی عالم جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا ابو یاسر بن اخطب تھا۔ یہ جی بن اخطب یہودی کا بھائی تھا۔ آپ کا کلام سنا واپس جا کر قوم سے کہا۔

اطيعوني هذا النبي الذي كُنا منتظرين (1)

میری بات مانو جس رسول کے ہم منتظر تھے۔ وہ یہی ہے مگر اس کے بھائی جی ابن اخطب نے اس کی مخالفت کی اور قوم نے ابو یاسر کی بات پر توجہ نہ دی۔ ابن اخطب کو اہمیت دی۔

- 1- سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کی ایک دینی مدرسہ بیت المدارس میں علماء یہود کا خفیہ اجلاس ہوا۔ جس میں طے ہوا کہ وہ حضور ﷺ سے پیچیدہ قسم کے سوالات کریں۔ (2)
- 2- بیہقی نے سیدنا ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہود کے ایک مشہور عالم ابن صوریہ سے فرمایا میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ بتا تورات میں شادی شدہ ذاتی کی سزا کا حکم رجم (پتھراؤ کرنا) ہے ابن صوریہ نے کہا

اللهم نعم اماؤ الله يا ابا القاسم انهم ليعرفون انك نبي مرسل ولكنهم

يحسدونك - (3)

اے اللہ بے شک تورات میں ایسا ہی حکم ہے اور اے ابو القاسم اللہ کی قسم یہود

(1) ابن حجر، فتح الباری، اتیان اليهود النبی ﷺ حین قدم المدینة، ص 272/11

(2) ابن حجر، فتح الباری، اتیان اليهود النبی ﷺ حین قدم المدینة، ص 272/11

(3) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 247/8

البیہقی، دلائل النبوة، اسئلة اليهود وغيرهم، الرقم 2529، ص 17/7

آپ کو اچھی پہچانتے ہیں۔ آپ اللہ کے فرستادہ نبی ہیں۔ لیکن آپ پر حسد کرتے ہیں۔

3۔ بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے ایک دفعہ حضور ﷺ سورۃ یوسف کی تلاوت میں مصروف تھے۔ ایک یہودی آیا اس نے پوچھا اے محمدؐ یہ سورۃ آپ کو کس نے تعلیم دی ہے۔ فرمایا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی ہے۔ یہ یہودی حیران ہو گیا۔ اور واپس جا کر کئی یہودی علماء سے یہ بات بتائی۔ کہ محمدؐ جو قرآن پڑھتے ہیں۔ وہ کتاب ایسے معلوم ہوتی ہے۔ جیسے تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ یہودی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیکر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ ان لوگوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور پہچان لیا۔ کہ یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت تورات میں دی گئی ہے۔ آپ کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کو دیکھا۔ اور سورۃ یوسف کو غور سے سنا۔ بس سبھی کے سبھی اسلام لے آئے۔ (1)

4۔ عبد اللہ ابن احمد نے جابر بن سرہ سے روایت کی ہے کہ ایک حبر صحابہ کے ہاں آیا۔ یہ یہود کا عالم تھا۔ صحابہ سے پوچھا تمہارے نبی کہاں ہیں۔ میں ان سے کچھ سوالات کرنا چاہتا ہوں۔ اتنے میں حضور ﷺ بھی تشریف لے آئے۔ حبر نے عرض کی آپ ﷺ اپنے پرہیزگارنے والی وحی تو سنائیں۔ حضور ﷺ نے قرآن مقدس کی چند آیات تلاوت فرمائیں حبر سنتے ہی حیران رہ گیا۔ اور کہا اللہ کی قسم یہ وہی کلام ہے جو موسیٰ علیہ السلام فرماتے تھے۔ (2)

اس طرح کئی ایک علماء یہود حاضر ہوئے۔ اور چہرہ انور دیکھ کر ایمان لے آئے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبد اللہ بن سلام کا واقعہ

1۔ عبد اللہ بن سلام یہود کے نامور علماء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا اصلی نام حصین تھا۔ قبول اسلام کے بعد حضور ﷺ نے عبد اللہ بن سلام رکھا۔ آپ اپنا واقعہ خود فرماتے ہیں۔ جب حضور ﷺ

(1) البیہقی، دلائل النبوة، اسئلۃ الیہود وغیرہم، الرقم 2536، ص 26/7

ابن حجر، فتح الباری، اتیان الیہود النبی ﷺ حین قد المدیۃ، ص 273/11

(2) البیہقی، دلائل النبوة، اسئلۃ الیہود وغیرہم، الرقم 2536، ص 26/7

مدینہ منورہ تشریف لائے اور میں دیکھنے کیلئے حاضر ہوا فرماتے ہیں۔

لما رایت وجہہ عرفت ان وجہہ لیس بوجہ کذاب۔ (1)

آپ کے چہرہ انور کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں
عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں۔ سب سے پہلا کلام جو حضور ﷺ سے میں نے سنا یہ تھا۔

ایہا الناس اطعموا الطعام وافشوا السلام وصلوا الامر حام وصلوا باللیل

والناس نیام تدخلوا الجنة السلام (2)

(ترجمہ): اے لوگو! آمیوں کو کھانا کھلایا کرو۔ آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔

اور صلہ رحمی کیا کرو۔ اور رات میں نماز پڑھو۔ جبکہ لوگ خدا سے غافل سو

رہے ہوں۔ تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔

اس حدیث کو ترمذی اور حاکم نے روایت کیا۔ اور دونوں نے اس حدیث کو صحیح بتایا ہے۔

دلائل بیہقی میں عبداللہ بن سلام سے روایت ہے فرماتے ہیں جب آپ مدینہ منورہ آئے میں نے آپ
کی آمد کی خبر سنی۔ اس وقت میں ایک درخت پر چڑھا ہوا تھا۔ میں نے وہیں سے ہی خوشی میں اللہ اکبر کا
نعرہ لگایا۔ اس وقت میری پھوپھی خالدہ بنت حارث موجود تھیں۔ انہوں نے کہا عبداللہ اگر تو موسیٰ
علیہ السلام کی خبر سنتا تو اتنا خوش نہ ہوتا۔ میں نے کہا جی ہاں! ایسا ہی ہے۔ میں نے کہا! اللہ کی قسم یہ موسیٰ
علیہ السلام کے بھائی ہیں۔ میری پھوپھی نے کہا پیارے بھتیجے کیا یہ وہی نبی ہے۔ جن کی ہم خبریں
سننے آرہے ہیں۔ میں نے کہا ہاں پھوپھی یہ وہی رسول ﷺ ہے۔ عبداللہ بن سلام فرماتے
ہیں۔ میں گھر سے نکلا اور سیدھا بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا۔ اور اسلام کی دولت سے مالا مال
ہوا۔ (3)

(2،1) امام احمد، مسند احمد، عبداللہ بن سلام، الرقم 22688، ص 302/48s

الترمذی، سنن الترمذی، الرقم 2409، ص 25/9

ابن ماجہ، السنن، ما جاء فی قیام اللیل، الرقم 1324، ص 230/4

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، افشوا السلام، الرقم 4250، ص 65/10

الدامی، سنن دامی، فی افشاء السلام، الرقم 2688، ص 214/8

(3) البیہقی، دلائل النبوة، الی ما رجّل عبد اللہ بن سلام فیکم، الرقم 3621، ص 241/11

ابن حجر، فتح الباری، ہجرت النبی ﷺ، ص 241/11

عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی حضور ﷺ قبل اس کے کہ میری قوم کو میرے قبول اسلام کا پتہ چلے آپ مجھے ایک کمرہ میں بٹھادیں۔ اور یہود آئیں تو ان سے میرے متعلق پوچھیں وہ کیا بتاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا جب یہود کی جماعت آئی تو آپ نے ان پر سلام نہیں فرمایا اور اپنا نبی رسول ہونا بیان کیا۔ یہود نے انکار کیا نہ مانا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا عبداللہ بن سلام کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے۔ یہود نے کہا! وہ بہتر آدمی ہے۔ بہتر عالم ہے بہت بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اگر وہی مجھ پر ایمان لے آئے تو پھر میرے نبی برحق ہونے کا یقین کرو گے۔ یہود نے کہا! ایسا کبھی ہو ہی نہیں سکتا۔ کہ عبداللہ بن سلام آپ کو مان لے وہ تو بہت بڑا عالم ہے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا! کہ اگر وہ اسلام لے آئے تو میرے نبی برحق ہونے کا یقین کرو گے یہود نے پھر کہا حاشا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا! اے ابن سلام باہر آ جا عبداللہ ابن سلام باہر آئے تو یہ کلمات زبان پر تھے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ (1)

اور یہود سے فرمایا! اے گروہ یہود خدا سے ڈرو۔ اللہ کی قسم یہ رسول ﷺ برحق ہیں یہ سنتے ہی یہود نے عبداللہ بن سلام سے کہا! تو جھوٹا ہے تو برے کا برا بیٹا ہے۔

2۔ ایسے ہی حضرت میمون بن یلین حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ یہود کے بڑے امراء میں شمار ہوتے تھے۔ آپ جب حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی آپ یہود کو بلا بھیجئے۔ اور مجھ کو حاکم بنادیں۔ وہ لوگ میری طرف رجوع کریں گے۔ آپ نے میمون کو چھپا لیا۔ اور یہود کو بلا لیا اور فرمایا! تم اپنے لوگوں میں سے کسی کو میرے اور اپنے درمیان ثالث تسلیم کرلو۔ جو وہ فیصلہ کرے ہم سب کو منظور ہو۔ یہود نے کہا ہم میمون بن حکم کو ثالث بنانے پر راضی ہیں۔ ہمیں اس کا ہر فیصلہ منظور ہوگا۔ آپ نے میمون کو آواز دی۔ وہ باہر آ گئے۔ اور

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ (2)

(1) ابن حجر، فتح الباری، ہجرت النبی ﷺ ص 241/1

(2) ابن حجر، فتح الباری، اتیان الیہود النبی ﷺ حین قدالمدينة، ص 272/1

کہا مگر یہود نے ماننے سے انکار کر دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عبداللہ کے تین سوالات

حضرت عبداللہ ابن سلام فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے تین سوالات کئے۔ ان سوالوں کا جواب بغیر نبی کے کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

سوال نمبر 1۔ یہ تھا کہ علاماتِ قیامت میں سے کیا واقعہ ہوگا۔ آپ ﷺ نے میرے اس سوال کے جواب میں فرمایا! قیامت کی سب سے پہلی نشانی ہوگی۔ کہ مشرق کی جانب سے ایک آگ نمودار ہوگی۔ جو لوگوں کو مغرب کی طرف اس طرح ہانک کر لے جائے گی۔ جس طرح چرواہا بکریوں کو ہانکتا ہے۔

سوال نمبر 2۔ یہ تھا جنت میں جنتیوں کو سب سے پہلا کھانا کیا دیا جائے گا۔ اور آپ نے میرے جواب میں فرمایا! جنتیوں کا پہلا کھانا، مچھلی کی کبھی ہوگی۔ یہ غذا نہایت مرغوب اور لذیذ ہوگی۔

سوال نمبر 3۔ اس کی وجہ کیا ہے نسل انسانی میں کوئی بچہ ماں کی شکل پر پیدا ہوتا ہے اور کوئی باپ کی شکل پر تو حضور ﷺ نے میرے جواب میں فرمایا! ماں باپ میں سے جس کا نطفہ رحم مادر میں پہلے جا کر گرے یا زیادہ گرے۔ اس کے مشابہہ بچہ پیدا ہوگا۔ ان کے جوابات کے ملنے پر میں حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ کہ یہ جواب بجز نبی کے کوئی دوسرا دے ہی نہیں سکتا تھا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا سلمان فارس سے شام تک

مدینہ منورہ تشریف لانے پر جہاں یہود کے بڑے بڑے امراء اور علماء حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ وہاں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ آپ فارس کے باشندے تھے۔ آپ کا نام سلمان ہے اور ابو عبداللہ کنیت ہے۔ شاہان فارس کے خاندان سے تھے۔

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 296/2

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 380/3

آپ فرمایا کرتے تھے! کہ

انا سلمان ابن الاسلام

کہ میں سلمان اسلام کا بیٹا ہوں

یعنی میرے روحانی وجود کا سبب اسلام ہے۔ مشہور ہے حضرت سلمان نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے۔ آپ کی عمر کے بارہ میں کئی مختلف اقوال ہیں۔ مگر یہ بات متفق علیہ ہے۔ کہ آپ کی عمر اڑھائی سو سال سے زیادہ تھی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ساڑھے تین سو سال زندہ رہے۔ لیکن اڑھائی سو سال تو یقینی ہیں۔ (1)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ اپنی کہانی اپنی زبانی اس طرح فرماتے ہیں! کہ میں فارس کے علاقہ جہی کا باشندہ تھا۔ میرا والد امیر تھا۔ مجھ سے بہت پیار کرتا تھا۔ میری حفاظت میں کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ گھر سے باہر نہیں رہنے دیتا تھا۔ میرے والد نے مجھے آتش کدہ کا نگران بنارکھا تھا۔ ہم مجوسی مذہب میں رہ رہے تھے۔ ایک مرتبہ میرے والد نے کسی مجبوری کے تحت مجھے باہر کھیتوں پر بھیج دیا۔ راستہ پر ایک گر جاتا تھا۔ گزرتے ہوئے میں نے اندر سے کچھ آوازیں سنیں۔ میں نے اندر دیکھا تو کچھ لوگ جو عیسائی تھے نماز میں مصروف تھے ان کا یہ انداز عبادت مجھے اچھا لگا۔ میں نے پوچھا اس دین کا اصل کہاں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شام میں میری اور گرجا والوں کی گفتگو لمبی ہوگئی مجھے واپسی میں دیر ہوگئی۔ میرے والد نے میری تلاش میں لوگ روانہ کر دیئے تھے میرے دیر سے گھر آنے پر والد نے جواب طلبی کی۔ میں نے سچ بتا دیا۔ جو اسے ناگوار گزرا اور کہا کہ سچائی آگ پرستی ہی میں ہے۔ مجھے عیسائیت پسند آچکی تھی۔ والد نے مجھے زنجیروں سے جکڑ دیا۔ اور باہر جانے پر پابندی لگا دی۔ میں نے خفیہ طور پر عیسائیوں کو کہلا بھیجا۔ جب کوئی قافلہ شام جائے تو مجھے بتایا جائے۔ عیسائیوں نے ایک قافلہ کے جانے کی خبر دی! میں نے موقع پا کر بیڑیاں کھلوادیں اور قافلہ سے جاملے۔ وہاں پہنچ کر لوگوں سے دریافت کرتا رہا کہ میں کسی کامل عالم کے ہاں بیٹھ کر دین عیسائیت سیکھنا چاہتا ہوں۔ لوگوں نے مجھے ایک بڑے پادری کا پتہ بتا دیا۔ میں وہاں پہنچا اور اسے اپنا سارا واقعہ سنایا! اور اس سے کہا کہ میں آپ

کے ہاں رہ کر دین سیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ کا دین مجھے پسند ہے۔ اس نے مجھے اپنے ہاں ٹھہرنے کی اجازت دے دی۔ مگر چند دن قیام کے بعد ہی مجھے پتہ چل گیا یہ پادری پرلے درجے کا حریص تھا۔ طامع تھا لوگوں کی طرف سے دیئے گئے صدقات و خیرات خود جمع کر لیتا اور فقراء میں تقسیم نہ کرتا۔ اس کے مرنے پر لوگ آئے اس کی تجہیز و تکفین میں دلچسپی لی میں نے لوگوں کو اس کا جمع شدہ مال دکھا دیا اور اس صورتحال سے آگاہ کر دیا۔ اس کی گھریلو زندگی مال کی حرص، صدقات پر بددیانتی، اخلاقی کمزوریاں تفصیل سے کہہ دیں۔ اس پر لوگ سیخ پا ہو گئے اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس شخص کو ہرگز دفن نہیں کریں گے۔ اس پادری کو سولی پر چڑھایا اور سنگسار کیا اور اسکی جگہ دوسرے پادری کو بٹھا دیا۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے تلاش حق میں بہت کچھ مصائب برداشت کئے۔ (1)

سلمان کا نام پوچھا جائے تو عبد اللہ ہے۔ نسبت پوچھی جائے تو ابن اسلام ہے۔ دولت پوچھی جائے تو فقر ہے۔ دکان انکی مسجد ہے۔ کمائی ان کی صبر ہے۔ لباس ان کا تقویٰ ہے۔ تکیہ انکی بیداری ہے۔ ان کے بارہ میں حضور ﷺ نے فرمایا! سلمان منا سلمان ہم میں سے ہے۔ اگر ان کا ارادہ پوچھو تو وہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کی رضا چاہتے ہیں۔ اگر یہ پوچھو کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ تو سمجھو جنت کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر یہ پوچھو کہ سفر میں ان کا ہادی کون ہے۔ تو یقین جان لو ان کے ہادی و راہنما حضور سید عالم ﷺ ہیں۔

اذا نحن اولعنا وانت اصابنا كفى بالمطايا طيب ذكر اك حاديا
جب ہم تاریک رات میں چلیں تو ہمارا امام ہو تو اونٹوں کی حدی کیلئے تیرا ذکر پاک ہی کافی ہے۔

وان نحن اضللنا الق ولم تجد وليلاً كفانا نوم و جهك
ہادیاً (2)

اگر ہم راستہ گم کر بیٹھیں اور کوئی رہنما نہ مل سکے۔ تو تیرے چہرے کا نور ہماری

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 297/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 87/1

(2) العاتمی، الرسالة الموضحة فی ذکر سرقات النبی ﷺ، ص 7/1

رہنمائی کیلئے کافی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ شام سے مدینے تک

حریص پادری کی موت اور سنگ ساری کے بعد حضرت سلمان نے تلاش محبوب کا سفر بدستور جاری رکھا۔ طامح پادری کی جگہ پر بیٹھنے والا دوسرا عیسائی عالم اچھا تھا۔ سلمان فرماتے ہیں! اس کی شب بیداری عبادت گزاری، آہ وزاری، عجز و انکساری نے مجھے متاثر کیا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا مجھے وصیت کیجئے اور بتائیے۔ آپ کے بعد میں کس سے تربیت حاصل کروں۔ اس نے مجھے موصل شہر کے ایک مشہور عالم کی طرف راہنمائی کی۔ چنانچہ اس کی موت بعد میں موصل چلا گیا۔ اور وہاں پر عبادت میں رہا۔ اس کی موت کے وقت میں نے اس سے راہنمائی چاہی۔ تو اس نے مجھے شہر عموریہ کے ایک عیسائی عالم کے پاس جانے کا کہا۔ میں دیر تک وہاں رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں اس سے اپنی ساری سرگزشت سنا دی۔ اور راہنمائی چاہی۔ اس عالم نے مجھے کہا! میری نظر میں اس وقت کوئی راہنما نہیں۔ جو صحیح تربیت کر سکے۔ البتہ یہ زمانہ نبی آخر الزمان کا ہے۔ اس کا ظہور قریب ہے۔ جو دین ابراہیمی پر ہوگا۔ کھجوروں کی بستی میں قیام پذیر ہوگا۔ اگر تم اس تک پہنچ سکو تو ضرور جانا۔ اس رسول کی علامات یہ ہوں گی۔

1- ایک نخلستانی زمین کی طرف ہجرت کرے گا۔

2- صدقہ کا مال نہیں کھائے گا۔

3- ہدیہ قبول کر لیں گے۔

4- دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ جب تم انہیں دیکھو گے تو پہچان لو گے۔

سیدنا سلمان فرماتے ہیں اس دور میں میرے پاس کچھ بکریاں جمع ہو گئی تھیں۔ اتفاق سے ایک عرب جانے والا قافلہ مل گیا میں نے کہا اگر تم مجھے ساتھ لے چلو تو یہ ساری بکریاں تمہیں دے دوں گا۔ وہ اس پر راضی ہو گئے۔ وقت گزرتا گیا جب وادی قرئی میں پہنچے تو انہوں نے مجھے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ جب اس کے ساتھ آیا تو کھجور کے چند درخت دیکھے میں سمجھا یہ وہی علاقہ ہے

جس کی طرف اشارہ راہب نے کیا تھا۔ ابھی اسی کشکش میں تھا کہ اس نے مجھے کسی اور کے ہاتھ بیچ دیا اور وہ بندہ مجھے مدینہ لے آیا۔ جونہی میری نظر اس مقدس بستی پر پڑی تو میں پہچان گیا یہی وہ نخلستان ہے۔ جس کا اشارہ عیسائی راہب نے کیا تھا۔

حتى قدمت المدينة فوالله ما هو الا ان رايتها فعرقتها بصفة وايقنت انها
هي البلدة التي وصفت لي - (1)

(ترجمہ): جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو خدا کی قسم دیکھتے ہی پہچان گیا۔ اور یقین کر لیا کہ یہی وہ شہر ہے۔ جو مجھ کو بتایا گیا ہے۔

سیدنا سلمان فارسی خود فرماتے ہیں میں تلاش محبوب میں دس مرتبہ سے زیادہ فروخت ہوا۔ لوگوں نے بے توجہی لا پرواہی سے چند سکوں کے بدلہ خریدا۔ مدینہ منورہ میں اسی یہودی کے پاس رہا۔ جو مجھے خریدا لایا تھا۔ فرماتے ہیں! میں اس کے باغ میں کھیتوں میں کام کرتا رہا۔ وقت گزرتا گیا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں مبعوث ہوئے۔ اور مجھے اپنی مصروفیتوں کے باعث پتہ نہ چل سکا۔ جونہی حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ آئے۔ اور بنی عمر بن عوف کے ہاں قیام فرمایا! میں اس وقت درخت پر چڑھا کام کر رہا تھا۔ اور میرا مالک یہودی درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ میرے مالک کا چچا زاد بھائی یہودی وہاں آیا اور اس نے میرے مالک سے کہا خدا انصار کا برا کرے۔ قبا میں ایک شخص آیا ہے۔ اور یہ لوگ اسے نبی رسول مانتے ہیں۔ اس کے گرد ہمیشہ بھیر رہتی ہے۔ سلمان فرماتے ہیں!

فوالله ان هو الا اخذتم الرعدة حتى ظننت اني سأقظ على صاحبي (2)

(ترجمہ): اللہ کی قسم! یہ سننا تھا کہ مجھ کو لرز اور کپکپی طاری ہو گئی۔ قریب تھا کہ میں مالک پر گر جاتا۔

(1) الشامي، سبيل الهدى والرشاد، ص 107/1

ابن كثير، السيرة النبوية، ص 300/1

ابو الفتح، عيون الاثر، ص 89/1

(2) ابن كثير، السيرة النبوية، ص 301/1

الشامي، سبيل الهدى والرشاد، ص 107/1

ابو الفتح، عيون الاثر، ص 90/1

ابو محمد، سير قبا بن هشام، ص 218/1

حضرت سلمان اس کیفیت کو دیکھ کر دونوں یہودی تعجب کر رہے تھے۔ سیدنا سلمان کی زبان سے یہ شعر بے ساختہ جاری تھا۔

اذا علمہ من آل لیلیٰ بدالیا
(ترجمہ): میرے دوستو! اللہ کی قسم! میں اب تم سے نہیں رہا جبکہ مجھے دیار لیلیٰ کا کوئی پہاڑ نظر آ گیا ہے۔

مدت بود کہ مشتاق لقایت بودم
(ترجمہ): عرصہ سے تیری زیارت کا مشتاق تھا تیری زیارت سے ہی بے خودی کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے

سلمان فرماتے ہیں۔ میں درخت سے نیچے اترا۔ اور ان دونوں یہودیوں سے پوچھا! بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے۔ آیا کون ہے؟ میری اس بات پر میرے مالک کو غصہ آیا اور مجھے تھپڑ رسید کیا۔ اور کہا تم اپنا کام کرو تجھے کیا ہے۔ سیدنا سلمان فرماتے ہیں! دن گزر گیا رات میں کچھ کھجوریں لے کر قبا پہنچا اور عرض کی آپ کو ضرورت ہے یہ صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! میں صدقہ نہیں کھاتا۔ صحابہ سے فرمایا! تم لے لو حضرت سلمان فرماتے ہیں! میں سمجھ گیا ایک علامت تو پوری ہو گئی۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں واپس چلا گیا۔ اور پھر کچھ دنوں کے بعد تحائف لے کر آیا اور عرض کی یہ آپ کیلئے ہدیہ ہے۔ تو آپ نے قبول فرمایا! اس طرح حضور ﷺ کی دوسری نشانی بھی مجھ پر عیاں ہو گئی۔ فرماتے ہیں میں پھر واپس چلا گیا۔ دو چار روز بعد حاضر ہوا۔ آپ اس وقت ایک جنازہ کیساتھ بیعت میں آئے تھے۔ میں حاضر ہوا۔ صحابہ بیٹھے تھے۔ میں تیسری نشانی دیکھنے کی غرض سے آپ کے پس پشت آیا۔ تو آپ جان گئے میں کیا چاہتا ہوں۔ آپ نے پشت مبارک سے کپڑا اٹھا دیا۔ میں نے دیکھتے ہی پہچان لیا اور اٹھ کر مہر نبوت کو چوما اور رو پڑا آپ نے فرمایا سامنے آؤ میں سامنے آیا اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوا آپ ﷺ بہت خوش ہوئے۔ (1)

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 301/1
الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 107/1
ابوالفتح، عیون الآثار، ص 91/1
ابومحمد، سیرۃ قابن ہشام، ص 219/1

وہ گوہر مقصود کہ تھی جسکی تمنا
جھولی میں دیا ڈال تیرے دست عطا نے
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باغ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

آپ حسب معمول اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے رہے۔ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا ! اپنے مالک سے کہو کتابت کرے۔ یعنی اسے کچھ معاوضہ دے دو۔ وہ تمہیں آزاد کر دے۔ سیدنا سلمان نے اپنے آقا سے یہ بات کہہ دی۔ اس نے کہا اگر تم مجھ سے آزادی چاہتے ہو تو چالیس اوقیہ سونا ادا کرو اور تین سو درخت کھجوروں کے لگا دو۔ جب وہ پھل دینے لگ جائیں۔ تو تم آزاد ہو۔ حضرت سلمان نے یہ سارا واقعہ حضور ﷺ سے عرض کر دیا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا! سلمان کے لئے پودوں سے امداد کرو۔ کوئی دس لے آیا کوئی بیس لے آیا۔ یہاں تک کہ تعداد پوری ہوگئی۔ حضور ﷺ نے حضرت سلمان سے فرمایا! جاؤ گڑھے تیار کرو۔ پودے میں خود لگاؤں گا۔ گڑھے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ تشریف لائے۔ اور پودے اپنے مبارک ہاتھوں سے گڑھوں میں رکھ دیئے۔ اور دعا برکت فرمادی۔ ایک سال نہ گزرنے پایا تھا کہ باغ نے پھل دے دیا۔ تین سو پودوں میں ایک بھی ایسا نہ تھا جو خشک ہو گیا ہو یا پھل نہ دیا ہو۔ درختوں کا قرض اتر گیا۔ یہودی مالک کا دوسرا مطالبہ چالیس اوقیہ سونا تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سونے کی ایک ڈلی پیش کی۔ آپؐ نے حضرت سلمان کو بلایا اور فرمایا یہ سونا لے جاؤ۔ اور اپنے مالک کا قرض چکا دو۔ بظاہر وہ ڈلی معمولی معلوم ہوتی تھی۔ کہ پوری نہ ہوگی۔ عرض کی کہ حضور ﷺ یہ تو سونا تھوڑا ہے۔ فرمایا جاؤ اللہ تعالیٰ پورا کر دے گا۔ چنانچہ وہ ٹھیک چالیس اوقیہ نکلا اور آپؐ آزاد ہو گئے اور غزوات میں، سفر میں، حضر میں انہی کاموں میں مصروف رہے۔ (1)

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 87/1

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 296/2

الشامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 380/3

اس باغ میں کھجوروں کے دو درخت 1975 تک رہے۔ لوگ احتراماً ان کا پھل شوق سے خریدتے۔ ان کا پھل دوسری کھجوروں کی نسبت لذیذ اور موٹا ہوتا تھا۔ افسوس 1976ء میں یہ پودے کاٹ دیے گئے۔ کہ لوگ ان کا احترام کرتے تھے۔ استاذ گرامی علامہ کاظمی کی معیت میں جب گئے تو وہاں پر عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی کی قیادت میں ہم سب رو رہے تھے۔ میں نے ان پودوں کی دو گھٹلیاں جامعہ فریدیہ کے صحن میں بودیں ان دنوں مدینۃ الرسول لکھتے ہوئے یہ خواہش کی تھی کہ اللہ کرے کہ میری زندگی میں یہ پودا پھل دے۔ (الحمد للہ) آج تیس سال بعد جلوہ جاناں لکھتے ہوئے خوشی سے پھولے نہیں سمار ہا کہ میں نے اس پودے کی کھجوریں کئی مرتبہ کھائیں ہیں۔ (الحمد للہ) یہ پودا اب ہر سال پھل دیتا ہے۔ جامعہ کے اساتذہ، طلباء میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ افسوس ایک پودا جڑ نہ پکڑ سکا۔ الحمد للہ جامعہ کی درس گاہوں کے حصہ میں نخلستان طیبہ کے نام ایک پلاٹ میں کھجوروں کے پودے لگے ہوئے ہیں۔ جو میں مدینہ منورہ کے مختلف باغات سے کھود کر لایا ہوں۔ واللہ الحمد اب ان کے پھلوں کا منتظر ہوں۔ قاضی سلمان منصور پوری کی تحقیق کے مطابق حضرت سلیمان کا یہ واقعہ 2ء ہکا ہے۔ اسکی اہمیت کے پیش نظر ہم نے یہاں ذکر کر دیا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب سوم تعمیر مسجد نبوی

تعمیر مسجد نبوی شریف

حضور ﷺ نے یہاں پہنچ کر بھی سب سے پہلا کام جو سرانجام دیا وہ مسجد نبوی شریف کی تعمیر ہے۔ وادی قبا میں قیام کے دوران بھی تعمیر مسجد ہی ہے۔ ان دونوں واقعات سے پتا چلتا ہے۔ دین میں مسجد کو کس قدر اہمیت ہے جہاں اس وقت مسجد شریف موجود ہے۔ یہ جگہ دو تیم بچوں کی ملکیت تھی۔ یہ بچے سہل، اور سہیل نامی رافع بن ابی عمر کے تھے۔ جو فوت ہو چکا تھا۔ اس وقت یہ دونوں بچے اسد بن زرارہ کی کفالت میں تھے۔ ضرورت مسجد شریف کے پیش نظر حضور ﷺ نے بقی نجار کو بلایا اور فرمایا!

یا بنی نجار ثامنونی بحائطکم هذا۔

اے بقی نجار میرے ساتھ اس جگہ کا سودا کرو

بقی نجار نے جواباً عرض کیا۔

والله لا نطلب ثمنه الا الله۔

اللہ کی قسم ہم اس کی قیمت اللہ ہی سے طلب کریں گے

دوسری روایت یہ ہے حضور ﷺ نے ان دونوں بچوں کو بلایا۔ اور زمین دینے کا فرمایا! ان دونوں نے عرض کی

بل نهبه لك يا رسول الله۔ (1)

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو یہ زمین ہبہ کرتے ہیں۔

حضور ﷺ بلا قیمت لینے سے انکار فرمایا۔ جسمیں کئی حکمتیں تھیں۔ چنانچہ اس زمین کی قیمت دس مثقال طے پائی۔ جو سیدنا صدیق اکبرؓ نے ادا فرمائی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

وبده مثقال آترو بخزیده از مال ابو بکر کہ وقت ہمراہ برده بود

زمین کا یہ ٹکڑا دس مثقال کے بدلے خرید لیا گیا۔ یہ قیمت سیدنا صدیق اکبرؓ نے اپنے اس

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 47/12

السہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دامر مصطفی ﷺ، ص 100/1

مال سے ادا کی۔ جو ہجرت کے وقت ساتھ لائے تھے۔ اسی عنوان سے ملتا مضمون سیل الہدی میں بھی ہے۔

انہ ﷺ اشتراہ من بی عقراء بعشرة مرنا نیر ذہباً فد فصھا ابو بکر (1)
اس کی قیمت سونے کے دس دینار طے ہوئی اور یہ دس سنہری دینار سیدنا صدیق اکبرؓ نے ادا کئے۔

ہماری کتاب مدینۃ الرسول کی پروف ریڈنگ میں اسی مقام سے وابستہ ایک غلطی رہ گئی ہے۔ "مسجد کی قیمت دس ہزار کی دنانیر کا ذکر ہے لفظ ہزار کی اصلاح نہیں کی جاسکتی۔ مسجد میں اضافہ کی خاطر سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں ایک خطہ اراضی دس ہزار میں خرید کر ساتھ ملایا تھا۔ یہ میدان کھنڈرات کا نقشہ پیش کرتا تھا۔ گہرے گڑھے تھے۔ پانی رکا رہتا تھا۔ کہیں پرانے مکانات کے نشانات دکھائی دیتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں مشرکین کی قبریں تھیں۔ چنانچہ تعمیر کرتے وقت درخت کٹوا دیئے گئے۔ گڑھے بھر دیئے گئے کھنڈرات درست کر دیئے گئے۔ مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں۔ اب حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا!

”ابوالیٰ عریشا کعریش موسیٰ“ (2)

موسیٰ علیہ السلام کی طرح مجھے ایک چھپر تیار کر دو۔

عرض کی گئی حضور ﷺ وہ کیسا چھپر تھا تو فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام اپنا ہاتھ اونچا اٹھاتے تو چھت کو لگ جاتا تھا۔ تعمیر مسجد شریف کے وقت بھی حضور ﷺ نے اپنے اس نظریہ کو دہرایا جیسے ہی سیدنا عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انصار سے مال جمع کیا کہ تعمیر کا آغاز کریں تو حضور ﷺ نے پھر ایک مرتبہ یہی فرمایا!

مآلی مرغبه عن اخي عريشي كعریش موسیٰ (3)

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 48/12

التیسی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 197/1

(2) البصری، البدایہ والنہایہ، ص 262/3

(3) التیسی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 198/1

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ لابن کثیر، ص 304/2

میں اپنے بھائی موسیٰ علیہ السلام کے طرز عمل کے خلاف نہیں چلتا۔ مجھے ویسا ہی چھپر کافی ہے۔ جیسا موسیٰ علیہ السلام نے بنایا تھا۔

اس مسجد شریف کی تعمیر میں حضور ﷺ نے خود بڑی دلچسپی لی تھی۔ خود اینٹیں اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ مسجد شریف کی تعمیر کیلئے کچھ اینٹیں بیع کی طرف سے لائی گئیں مٹی سے بھی بنائی گئی تھی۔ جس جگہ سے مٹی لائی گئی تھی۔ یہ جگہ حضرت ابویوب انصاری کے کنویں کی طرف تھی۔ (1)

اس مسجد کی تعمیر میں ایک شخص کو بہتر خدمات انجام دینے پر محبت سے فرمایا!

مرحمہ اللہ امراً احسن صنعته

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جو ہر کام بڑی خوش اسلوبی سے انجام دے رہا

ہے۔

یہ شخص گارا بنارہا تھا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا تم یہی کام کرتے رہو۔ بہتر انداز میں کر رہے ہو۔ سامان اکٹھا ہو جانے پر حضور ﷺ خود اینٹیں اٹھانے لگے۔ صحابہ نے جب یہ دیکھا تو سبھی نے یہ کام شروع کر دیا۔ حضور سید عالم ﷺ فرما رہے تھے۔

اللهم ان الاجر اجر الاخرة فالرحم الانصار والمهاجرة۔ (2)

اے اللہ آخرت کا بدلہ ہی بہتر ہے تو انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

لااعيش الا عيش الاخرة اللهم فاغفر الانصار والمهاجرة، (3)

کوئی زندگی نہیں مگر آخرت کی زندگی اے اللہ انصار و مہاجرین پر رحم فرما۔

حضور ﷺ کو اسید بن حضیر نے دیکھا آپ ایک بھاری پتھر اٹھائے لارہے ہیں۔ تو عرض کی

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 101/1

(2) البخاری، صحيح البخاری، ہجرت النبی ﷺ، الرقم 294/12، ص

عبدالرزاق، المصنف، الرقم، ص 397/5

(3) البخاری، صحيح البخاری، لا عيش الا عيش الاخرة، الرقم 5935، ص 35/20

اصمہ مسلم، صحيح مسلم، غزوة الاحزاب، الرقم 3367، ص 298/9

الترمذی، سنن ترمذی، ابی موسیٰ الاشعری، الرقم 3791، ص 353/12

ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، این يجوز بناء المسجد، الرقم 734، ص 449/2

اصمہ احمد، مسند اصمہ احمد، انس بن مالك، الرقم 11733، ص 279/24

حضور ﷺ) یہ مجھے دے دیجئے تو فوراً فرمایا

اذہب فأحتمل غیرہ فانک لست بأقهر الی اللہ منی - (1)

فرمایا جاؤ تم کوئی اور پتھر اٹھا لاؤ تم مجھ سے زیادہ اللہ کی رحمت کے محتاج نہیں ہو

اس مقدس تعمیر میں حضرت عمارؓ دو دوائیں لارہے تھے۔ اور فرماتے تھے ایک اینٹ میری

طرف سے ہے دوسری حضور ﷺ کی طرف سے حضور ﷺ نے ازراہ شفقت و محبت ان کے بالوں پر

پڑی مٹی کو اپنے ہاتھ مبارک سے جھاڑا۔ اور ان کے مستقبل کی اس طرح نشان دہی فرمائی۔

یأبن سبیه تقتلك الفتنۃ الباغیہ۔ (2)

اے ابن سمیہ تجھے ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

ام سلمہؓ سے ایک روایت اس طرح بھی ہے۔ حضرت عمارؓ دو دوائیں اٹھائے لارہے تھے تو

حضور ﷺ نے ازراہ پیار و محبت ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا!

للناس اجر ولك اجران (3)

عمار عام لوگوں کو ایک اجر ملے گا۔ اور تجھے دو اجر ملیں گے۔

حضور ﷺ کے زمانہ پاک میں اس مسجد شریف کی صورت کچھ اس طرح تھی۔

’كان المسجد علی عهد رسول اللہ بنی بلبین و سقفه الجریده و عمدہ

خشب النخل (4)

حضور ﷺ کے دور میں یہ مسجد شریف کچی اینٹوں سے تعمیر کی گئی۔ اسکی چھت کھجور

(1) الشامی، سبیل الہدیٰ و لرشاد، ص 337/3

(2) البخاری، صحیح البخاری، التعاون فی بناء المسجد، الرقم 428، ص 234/2

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، و بیع عمار، الرقم 2605، ص 267/6

امام احمد، مسند امام احمد، سعید الخدری، الرقم 11429، ص 474/23

(3) عبدالرزاق، المصنف، الرقم 20426، ص 340/11

البیہقی، دلائل النبوة، ابن سبیه للناس اجر، الرقم 810، ص 430/2

(4) البخاری، صحیح البخاری، بنیان المسجد، الرقم 427، ص 232/2

امام احمد، مسند امام احمد، عبد اللہ بن عمر، الرقم 5865، ص 402/12

ابی داؤد، السنن، فی بناء المسجد، الرقم 381، ص 37/2

کی شاخوں سے بنی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فضائل مسجد نبوی شریف

☆ حضرت سہیلؓ بن سعد فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!

من دخل مسجدی هذا لم یأت الا لخير یتعلمہ او یعلمہ فهو بمنزلۃ

المجاہد (1)

جو شخص میری اس مسجد میں نماز، ذکر الہی یا بہتری سیکھنے یا سکھانے کی

غرض سے داخل ہوا اس کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ کا درجہ ہے۔

☆ عبد الواحد بن زید فرماتے ہیں حضرت خضرؓ ہر جمعہ کو مسجد حرام مسجد نبویؐ میں نماز پڑھتے

☆

ہیں

☆ حضور سید عالمؐ نے فرمایا!

من صلی فیہ اربعین صلوۃ کتب لہ براءۃ من النار (2)

جس نے مسجد نبویؐ شریف میں چالیس نمازیں متواتر ادا کیں۔ اس کے لئے جہنم

سے نجات لکھ دی گئی۔

☆ حضرت سہیل بن حنیف فرماتے ہیں!

☆

ان رسول اللہ ﷺ قال من خرج علی طہر لا یرید الا الصلوۃ فی

مسجدی کان بمنزلۃ الحج (3)

-
- (1) امام احمد، مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، الرقم 9051، ص 94/19
ابن ماجہ، السنن، فضل العلماء والحث علی طلب العلم، الرقم 223، ص 263/1
أحمد بن الحسین بن علی موسی الخسرو جردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی: 458ھ)
شعب الایمان، من جاء مسجدی هذا، الرقم 1657، ص 220/4
(2) امام احمد، مسند احمد، انس بن مالک، الرقم 12123، ص 169/25
الطبرانی، المعجم الأوسط، الرقم 5602، ص 180/12
(3) البیہقی، شعب الایمان، من خرج حتی یأتی هذا المسجد، الرقم 4032، ص 224/9

جو پاک صاف ہو کر میری مسجد میں نماز کے ارادہ سے نکلا تو اس کا ثواب حج کے برابر ہے۔

☆ حضور ﷺ نے فرمایا!

وصلوة فی مسجدی خمسين الف صلوة۔ (1)

میری اس مسجد میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کے برابر ہے۔

☆ بنیاز نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک آدمی کو جاتے دیکھا۔ اور پوچھا کہاں جا رہے ہو۔ اس نے عرض کی بیت المقدس فرمایا!

الصلوة ههنا افضل من الصلوة هنالك الف مرة (2)

میری اس مسجد کی نماز وہاں کی ہزار نماز سے افضل ہے۔

☆ خلیل بن عبداللہ از دی روایت کرتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ اقام مرهطاً على زوايا المسجد ليعدل القبلة فأتاه

جبريل فقال ضع القبلة وانت تنظر الى الكعبة۔ (3)

حضور ﷺ نے ایک جماعت سے فرمایا مسجد کی سمت قبلہ متعین کر لے تو جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ آپ سمت قبلہ متعین کریں۔ آپؐ تو کعبہ کو دیکھ رہے ہیں۔

☆ اس مسجد شریف کے ہزاروں فضائل پر بھی ایک فضیلت بھاری ہے۔ یہ مسجد سید الانبیاء کی مسجد ہے۔ اس مسجد میں حضور ﷺ آرام فرما ہیں۔ مسجد نبویؐ شریف کے تمام تر فضائل و کمالات حضور ﷺ کے گرد گھومتے ہیں۔

صد غیرت فردوس مدینے کی زمیں ہے

باعث ہے یہی اس کا تو اس میں مکین ہے

(1) الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 7207، ص 283/15

ابن ماجہ، السنن، ما جاء في الصلاة في المسجد، الرقم 1403، ص 333/4

(2) ابن حجر، فتح الباری، ص 191/4

(3) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دار، مصطفى، ص 107/1

☆ حضرت ثابتؓ سے ہے میں مسجد میں لیٹا ہوا تھا۔ مجھے کسی نے کنکر مارا میں نے دیکھا تو وہ عمر فاروقؓ تھے۔ مجھے فرمایا! ان دو آدمیوں کو میرے پاس لاؤ۔ آپؐ نے فرمایا! تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا طائف سے فرمایا! اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے (یعنی مسافر نہ ہوتے) تو میں تمہیں سزا دیتا۔ تم حضور ﷺ کی مسجد میں اونچی آواز سے باتیں کر رہے تھے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد نبوی شریف کی اونچائی اور دروازے

☆ حضرت حسنؓ سے ہے۔

لسأمر ادم رسول اللہ ﷺ ان یبنی مسجد المدینۃ اتاہ جبریل فقال ابنہ
سبعة ازمع طولاً فی السماء۔ (2)

جب حضور (ﷺ) نے مسجد نبوی شریف کی تعمیر کا ارادہ فرمایا تو جبریلؑ حاضر ہوئے۔ اور عرض کی حضور ﷺ اس کی اونچائی سات ہاتھ رکھی۔

اس مسجد نبوی شریف میں صدیق اکبرؓ کے نام سے باب ابی بکر رکھا گیا تھا۔ (3)

سیدنا ابن عباسؓ سے ہے کہ باب علی بھی تھا۔ روایت کی عبارت اس طرح ہے۔

امر رسول اللہ ﷺ بأبواب المسجد سدت الاباب علی۔ (4)

حضور ﷺ نے مسجد کے تمام دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا۔ سوائے باب

(1) البخاری، صحیح البخاری، رفع الصوت فی المساجد، الرقم 450، ص 430/2

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 103/10

(2) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 102/1

(3) البخاری، صحیح البخاری، الخوخة فی المسجد، الرقم 446، ص 268/2

الترمذی، سنن الترمذی، مناقب ابی بکر، الرقم 3611، ص 137/12

امام احمد، مسند احمد، ابی سعید الخدری، الرقم 10710، ص 255/22

(4) الترمذی، سنن الترمذی، مناقب علی، الرقم 3665، ص 194/12

امام احمد، مسند احمد، ابی اسحاق، الرقم 1429، ص 439/3

النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 8408، ص 112/5

علی کے۔

☆ سعد بن وقاص فرماتے ہیں حضور ﷺ نے مسجد شریف میں کھلنے والے تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا۔ اور سیدنا علی المرتضیٰ کا دروازہ رہنے دیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ نے ہمارے دروازے بند کر دئے۔ اور علی المرتضیٰ کا کھلا رہنے دیا ہے۔ آپ نے فرمایا!

والله ما سددت شيئاً ولا فتحتهُ ولكن امرت بشيء فأتبعته۔ (1)

اللہ کی قسم میں اپنی طرف سے نہ کچھ بند کرتا ہوں۔ اور نہ کھولتا ہوں مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے

باب صدیق کے مقام پر دروازہ صدیق اکبر آج بھی موجود ہے۔ مسجد شریف کے اندر کے حصہ سے لکھا ہوا نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

هذا خوخة الصديق۔ (2)

باب علی کے بارہ میں پتہ نہ چل سکا کہ یہ کہاں واقع تھا۔ سیدنا حمزہ کا دروازہ بھی مسجد شریف کی طرف کھلتا تھا۔ جو حکم کے بعد بند کر دیا گیا تھا۔ مسجد شریف میں کل بیس دروازے تھے۔ جن کی تفصیل کتب میں موجود ہے۔ (3)

☆ ایک دن سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے چچا کو نکال دیا۔ یعنی (دروازہ بند کر دیا) اور اپنے دوسرے چچا ابوطالب کے بیٹے علی المرتضیٰ کو ٹھہرا لیا یعنی دروازہ کھلا رہنے دیا فرمایا! علی کو اللہ نے ٹھہرایا ہے۔ میں نے نہ کسی کو نکالا نہ ٹھہرایا ہے۔ (4)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

-
- (1) امام احمد، مسند احمد، زید بن ارقم، الرقم 18424، ص 284/39
- (2) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار، مصطفى، ص 218/1
- (3) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار، مصطفى، ص 218/1
- (4) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار، مصطفى، ص 123/1

مسجد نبوی شریف کے تعمیری مراحل

حضور ﷺ کی دو مرتبہ تعمیر کے بعد مندرجہ ذیل خوش نصیبوں کو اس مسجد مقدس کی تعمیر کی سعادت نصیب ہوئی۔ سیدنا عمر فاروقؓ نے ۱۷ھ میں سعادت حاصل کی۔ ۲۹ھ میں سیدنا عثمان غنیؓ اس نعمت سے نوازے گئے (1)

۸۸ھ میں ولید بن عبدالملک نے حصہ لیا اور حجرات مقدسہ کو مسجد میں داخل کیا عباس مہدی نے ۱۶۱ھ میں کام شروع کیا۔ اور ۱۶۵ھ میں ختم کیا۔ اس کے بعد خلیفہ عباسی المعتمد نے تعمیر میں دلچسپی لی۔ اور حضور ﷺ کے تبرکات، چادر، تہبند، جبہ طالیسہ، غلاف کعبہ کا ٹکڑا، مصلیٰ، جھنڈا، اور ہتھیاروں کی حفاظت کیلئے قبہ بنوایا۔ (2)

۷۰۵ھ میں ملک ناصر بن قلادون نے تعمیر کی ۲۹ھ میں برآمدوں کا اضافہ کیا۔ ۸۳۱ھ ملک اشرف قانچائی نے مسجد شریف کی تعمیر میں کام کیا۔ ۸۵۳ھ میں خلیفہ ظاہر نے چھتوں کی مرمت میں کام کرایا۔ پھر ملک اشرف قانچائی نے ۸۷۹ھ میں کام کروایا۔ محراب عثمانی کو وسیع کیا باب جبریل کی جانب دیوار کرائی اذان کیلئے جگہ بنوائی۔ مستنصر الجمالی ایک سے سوزاند انجینروں کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ آیا اس تعمیر پر ایک لاکھ بیس دینار خرچ ہوئے تھے۔ حجرہ مبارک کی دیواروں پر گنبد بنوایا۔ باب الرحۃ کا مینار تعمیر کروایا ۹۷۴ھ میں سلطان سلمان نے مسجد کی زیب و زینت میں حصہ لیا۔ ۹۸۰ھ سلطان سلیم ثانی نے کام شروع کیا۔ حجرہ کا گنبد بنوایا۔ آب زر سے گل کاری کرائی اس کے بعد سلطان محمود نے ازسرنو گنبد بنوایا سبز رنگ کرایا۔ اسی وقت سے قبہ خضراء کہلایا۔ ۱۲۶۵ھ میں سلطان عبدالجید نے کام شروع کیا۔ اور ۱۲۷۷ھ میں شروع کیا۔ باب مجیدی انہیں کے نام سے مشہور ہے۔ مجھے قطب مدینہ حضرت مولانا محمد ضیاء الدین القادری علیہ الرحمہ خلیفہ علیحضرت امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں نے فرمایا! تعمیر مسجد کے دوران ادب کو خاص ملحوظ رکھا گیا۔ ستون شہر سے باہر دور تیار کئے جاتے تھے۔ کہ آواز پیدا نہ ہو۔ ان کا اضافہ قابل قدر رہا۔ سورۃ احزاب، سورۃ حجرات، سورۃ فتح کی تحریر اپنی مثال

(1) السبہودی، خلاصۃ الوفا باخبار دہر، مصطفیٰ ﷺ، ص 128/1

(2) تأریخ الملیئہ، ص 125/1

آپ ہے۔ ہر ستون کے نچلے حصہ پر سونے کے کڑے چڑھائے گئے ہیں۔ یہ عمارت تقریباً ۲۹۶ ستونوں پر مشتمل ہے۔ اس کے بعد فخری پاشا نے تعمیر میں حصہ لیا۔ محراب نبوی اور محراب سلمانی پر کام کیا۔ مسجد کے صحن والا کنواں بند کیا۔ لوگ اس کنوئیں کے پانی کو آب کوثر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس کے بعد ملک عبدالعزیز نے کڑے چڑھانے میں دلچسپی لی۔ ۱۳۵۲ھ میں مصری حکومت نے ترمیم و تجدید کا کچھ کام کیا۔ ۱۳۶۸ھ میں سعودی حکومت نے توسیع مسجد کا اعلان کیا۔ ۱۳۷۰ھ میں دیواریں منہدم کیں۔ ۱۳۷۳ھ میں جدید سنگ بنیاد رکھا گئے ملک فہد کے دور میں اضافہ سے یہ مسجد شریف پوری دنیا کی عبادت گاہوں سے کئی گنا بہتر اعلیٰ اور وسیع ثابت ہو چکی ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عظمت ممبر شریف

مسجد اور ممبر کا جو گہرا تعلق ہے اسی مناسبت سے مسجد نبوی شریف کے ممبر شریف کا ذکر بھی ضروری ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن زیدؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!

مأبین پیتی و ممبری مروضۃ من ریاض الجنة (1)

میرے گھر اور میرے ممبر کی درمیان جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

سیدنا ابوہریرہؓ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا!

منبری علی حوضی (2)

میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، مأبین القبر والمنبر، الرقم 2464، ص 145/7

امام احمد، مسند امام احمد، ابی ہریرہ، الرقم 8789، ص 331/18

عبدالرزاق، المصنف، الرقم 5245، ص 183/3

(2) امام احمد، مسند امام احمد، ابی ہریرہ، الرقم 8847، ص 390/18

الطبرانی، المعجم الأوسط، الرقم 6631، ص 209/14

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 246/5

سیدنا جابرؓ سے ہے

وان منبری علیٰ ترعة من ترع الجنة (1)

فرمایا میرا منبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے

ایک اور مقام پر منبر کی فضیلت اس طرح بھی واقع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا!

من حلف عندہ علیٰ یمین فأجرة فیتبوا مقعدة فی النار۔ (2)

جس شخص نے میرے منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا!

من حلف عند منبری هذا یمیناً کاذبہ فعليه لعنة الله والملئكة والناس

اجمعین۔ (3)

جس شخص نے میرے اس منبر کے پاس جھوٹی قسم اٹھائی اس پر اللہ کی لعنت

فرشتوں کی لعنت تمام انسانوں کی لعنت۔

حضور ﷺ نے منبر کی عظمت کو اس طرح بھی بیان فرمایا!

انه بعینه یعاد یوم القیمة کما یعاد الخلاق۔ (4)

منبر کو قیامت کے دن اس طرح اٹھایا جائے گا۔ جس طرح دوسری مخلوق کو۔

-
- (1) امام احمد، مسند امام احمد، ابی ہریرۃ، الرقم 8364، ص 409/17
البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 274/5
النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 4288، ص 488/2
أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستہ العبسی
(المتوفی: 235ھ) المصنف، الرقم 91، ص 430/7
- (2) امام احمد، مسند امام احمد، جابر بن عبد اللہ، الرقم 14179، ص 228/29
الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، من حلف علی منبری، الرقم 7919، ص 176/18
ابن حبان، الصحیح، ایجاب دخول النار، الرقم 4445، ص 237/18
- (3) النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 6019، ص 492/3
الطبرانی، المعجم الاوسط، الرقم 793، ص 336/1
- (4) السہودی، خلاصة الوفا بآخبار دمر، مصطفى علیہ السلام، ص 67/1

ان منبر الذی کان فی الدنیا بعینہ یكون علی حوضہ فی ذلک الیوم (1)
یہی منبر شریف قیامت کے دن حوض کوثر پر ہوگا۔

کان مرسل اللہ ﷺ یخطب یوم الجمعة الی جنب خشية مسنداً
ظہرہ الیہا فلما کثر الناس قال ابولی منبرا فبوا له منبرا۔ (2)
حضور ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے لکڑی کے ستون سے ٹیک لگایا کرتے
تھے۔ جب لوگ زیادہ ہو گئے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا! میرے لئے منبر بناؤ
چنانچہ منبر بنا دیا گیا

سیدنا سعد فرماتے ہیں مدینہ منورہ میں ایک بڑھی (مستری) تھا۔ میں اور وہ جنگل گئے اور
یہ منبر جھاؤ سے کاٹا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے صحابہ نے عرض کی حضور (ﷺ) لوگ زیادہ ہو گئے
ہیں۔ اگر مناسب سمجھیں تو کوئی چیز ایسی بنا دیں جس پر آپ کھڑے ہو کر خطبہ دیا کریں۔ تو حضور ﷺ
نے فرمایا! جیسے تم چاہو۔ (3)

منبر شریف کی عظمت کے پیش نظر لوگ تبرکاً اسے مس بھی کرتے تھے۔

فید خل الناس یدیہم الیہ یمسحونہ بہأتیر کا یمس ذالک المقعد
الکریم۔ (4)

لوگ منبر شریف کو مس بھی کرتے تھے کہ حضور ﷺ کی نشت گاہ تھی۔

منبر شریف کا وہ لٹو جو حضور ﷺ پکڑا کرتے تھے۔ صحابہ اس پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ اس

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 67/1

(2) امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم 12884، ص 431/26

الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، الرقم 1462، ص 423/3

ابن حبان، الصحيح، الرقم 6615، ص 46/27

البیہقی، دلائل النبوة، ابولیمبرا، الرقم 826، ص 447/2

(3) امام احمد، مسند امام احمد، انس بن مالک، الرقم

البیہقی، دلائل النبوة، ابولیمبرا، الرقم 826، ص 447/2

الطبرانی، المعجم الاوسط، من اسمہ احمد، الرقم 1462، ص 423/3

(4) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دامر مصطفیٰ ﷺ، ص 113/1

منبر شریف کی تین بیڑھیاں تھیں۔ (1)

سیدنا حسان بن ثابتؓ نے اس منبر شریف کے متعلق فرمایا ہے۔

لا تمحی الایات من دامر حرمة

بہا منبر لہادی الذی کان یصعد

حرم نبوی شریف کے نشانات نہیں مٹ سکتے۔ وہاں ہادیؑ انورؑ کا منبر شریف
بھی ہے جس پر آپؐ جلوہ فرما ہوا کرتے تھے۔

نور اضاء علی البریۃ کلہا

من مہتد للنور المبارک یتد

اس مقدس نور نے سارے جہان کو روشن کیا ہے۔ اور جو شخص اس مقدس نور تک
پہنچ گیا۔ اس نے ہدایت حاصل کر لی۔

تأللہ ما حملت انثیٰ ولا وضعت

مثل الرسول بنی الامۃ الہادی

خدا کی قسم سید عالمؐ کی مثل کسی ماں نے جنا ہی نہیں۔

بہا حجرات کان ینزل وسطہا

من اللہ نور یتستضاء ویوقد (2)

وہاں حجرات مقدسہ بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ جل مجدہ کا نور جلوہ گر

ہے۔ اس نور سے روشنی حاصل کی جاتی رہی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمدؐ وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، جواز الخطوة، الرقم، ص

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 556/4

السهیلی، الروض الانف، ص 457/4

ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص 666/2

حجرات مقدسہ کی تعمیر

مسجد شریف کی تعمیر مکمل ہو جانے کے پر حضور ﷺ نے ازواج مطہرات کیلئے حجروں کی بنیاد رکھی۔ شروع میں صرف دو حجرے تیار کرائے گئے۔ ایک حجرہ حضرت سودہ بنت زمعہ کیلئے دوسرا حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ کیلئے پھر بعد میں حسب ضرورت تعمیر ہوتی رہی۔ حجرات مقدسہ کی ضرورت حارثہ بن نعمان انصاریؓ کے مکانات سے پوری ہوتی رہی۔ جب ضرورت پیش آتی تو آپ کوئی نہ کوئی مکان حضور ﷺ کی نظر کر دیتے۔ ان کے مکانات مسجد شریف کے پہلو میں ہی تھے۔ یہ مقدس حجرے کھجور کی شاخوں کے تھے۔ بعض کچی اینٹوں کے دروازوں پر کمر اور ٹاٹ کے پردے تھے۔ یہ مقدس حجرے زہد و قناعت کی تصویر تھے۔ اور دنیا کی بے ثباتی کا نقشہ تھے۔ ان حجروں میں اکثر و بیشتر چراغ نہیں جلتے تھے۔ بعض لوگوں کو اس سے غلط فہمی ہو گئی۔ کہ حضور ﷺ کے گھروں میں چراغ اس لئے نہیں جلتے تھے۔ (1)

کہ غربت و فقر کا دور دورہ تھا۔ یہ بھی یاد رہے حضور ﷺ کا فقر اضطراری نہیں تھا۔ بلکہ اختیاری تھا۔ کہ امت کے غریب افراد کیلئے حوصلہ افزا ثابت ہوا اور پھر جس گھر میں سراج منیر قیام پذیر ہو۔ وہاں چراغ کی ضرورت بھی کیا ہے۔

ان یبتغائت ساکنہ غیر محتاج الی سراج
جس گھر میں تو رہتا ہے وہ کسی چراغ کا محتاج نہیں۔
وجهک المائمول حجتنا یوم یاتی الناس بالحج
تیرا مبارک چہرہ ہمارے لئے کافی حجت ہے جس دن لوگ اپنی جہتیں پیش کریں گے۔
یا بدیع الدل والغنج لک سلطان علی المہج (2)
اے عجیب و غریب ناز و انداز والے تیری سلطنت تو دلوں پر ہے۔

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بأخبار دہر، مصطفیٰ ﷺ، ص 119/1

(2) داود الانطاکی، تزیین الاسواق فی اخبار العشاق، ص 22/1

سیدنا حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ میں حجروں کی چھت کو ہاتھ لگالیا کرتا تھا (1)
یہ سارے حجرے سمت مشرق میں تھے۔ غربی جانب کوئی حجرہ شریف نہیں تھا۔ ولید بن
عبدالملک کے حکم سے یہ تمام حجرے مسجد نبویؐ شریف میں شامل کر لئے گئے جس وقت ولید کا یہ حکم مدینہ
منورہ پہنچا تو اہل مدینہ اس صدمہ سے چیخ اٹھے۔ (2)
ابو اسامہ سہیل بن حنیف فرماتے ہیں۔ کاش وہ حجرے رہنے دئے جاتے۔ تاکہ لوگ دیکھتے
کہ جس رسولؐ کے ہاتھ پر خزانوں کی کنجیاں دے دی گئیں ہیں۔ وہ نبیؐ وہ رسولؐ، وہ محبوب
ﷺ کس طرح کے حجروں میں زندگی بسر فرماتے تھے۔ (3)
اسی دوران حضور ﷺ نے زید بن حارثہ اور ابورافع کو مکہ مکرمہ روانہ فرمایا۔ تاکہ حضرت
فاطمہ الزہراء اور حضرت ام کلثوم، اور حضرت سودہ کو لے آئیں اور ان کے ہمراہ ابو بکر صدیقؓ نے
عبداللہ بن ابی بکر کو روانہ کیا۔ کہ حضرت عائشہ، حضرت اسماء، اور ام ایمن اور عبدالرحمن بن ابی بکر کو لے
آئیں۔ جب زید بن حارثہ سب کو لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ تو اس وقت آپ حضرت ابویوب
انصاریؓ کے مکان سے حجروں میں منتقل ہو چکے تھے (4)

صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد نبوی شریف کا توسیعی خاکہ

یہ مسجد شریف حسب ضرورت بڑھتی رہی۔ صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

-
- (1) البیہقی، شعب الایمان، الرقم 10328، ص
البخاری، ادب المفرد، داخل البيوت ازواج النبي ﷺ، الرقم 464، ص 178/2
 - (2) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار مصطفیٰ ﷺ، ص 131/1
السہیلی، الروض الانف، ص 338/2
 - (3) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار مصطفیٰ ﷺ، ص 131/1
الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 349/3، 50/12
 - (4) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 279/2
السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمار مصطفیٰ ﷺ، ص 93/1
التیسی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، ص 196/1

حضرت عمرؓ نے قبلہ اور غربی جانب میں مسجد شریف کو بڑھایا۔ اور کچی اینٹوں سے مسجد شریف کی تعمیر کی۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے اپنے دور میں توسیع بھی فرمائی۔ اور کچی اینٹوں کی بجائے منقش پتھروں سے تعمیر کی۔ حضرت عثمان غنیؓ نے جب اس قسم کی حسین تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ تو صحابہ پر یہ بات شاق گزری کہ مسجد نبویؐ شریف کی سادگی میں تبدل و تغیر کیا جائے۔ تو حضرت عثمانؓ نے صحابہ کی یہ رائے معلوم کر کے مسجد شریف میں یہ خطبہ فرمایا!

انکم اکثرتم وانی سمعت النبی ﷺ من بنی لله مسجداً یتغی بہ وجہہ
اللہ بنی اللہ مثله فی الجنة۔ (1)

تم لوگوں نے اکثر چھ گونیاں کی ہیں اور میں نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ جس نے محض اللہ کی رضا کے لئے مسجد بنائی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اسی کی مثل جنت میں ایک محل بنادیتا ہے۔

عثمان غنیؓ کے دور میں یہ تعمیر 29 ھ ربیع الاول میں شروع ہوئی اور 30 ہجری میں مکمل ہوئی۔ گویا یہ تعمیر دس ماہ میں مکمل ہوئی۔ امام مالک سے منقول ہے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبویؐ کی تعمیر شروع کی تو کعب احبار نے یہ دعا مانگی یا اللہ یہ تعمیر مکمل نہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا یہ کیوں فرمایا! بس یہ تعمیر مکمل ہوئی تو آسمان سے فتنہ اتر آیا۔ (2)

حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد شریف 2475 مربع میٹر تھی فاروق اعظم کے دور میں 1105 مربع میٹر، عثمان غنیؓ کے دور میں 496 مربع میٹر ولید بن عبدالملک کے دور میں 2369 مربع میٹر، خلیفہ مہدی کے دور میں 2450 مربع میٹر ملک اشرف کے دور میں 120 مربع میٹر، سلطان عبدالجید کے دور میں 1293 مربع میٹر سعودی حکومت کے دور میں 6024 مربع میٹر کا اضافہ ہوا۔ ترکوں اور سعودی حکومت کی پہلی تعمیر ملکہ مسجد شریف کا کل رقبہ 16327 مربع میٹر بنتا ہے شاہ فہد کی حالیہ تعمیر اس کے علاوہ ہے جس تعمیر نے اس مسجد شریف کو دنیا بھر کی عبادت گاہوں سے بڑا ثابت کر دیا

(1) ابن حجر، فتح الباری، من بنی مسجداً، ص 2/183

(2) ابن حجر، فتح الباری، من بنی مسجداً، ص 2/183

ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صفہ شریف

مسجد نبوی شریف کے تعمیری ذکر میں صفہ شریف کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی بنا پر یہاں ذکر ہے ورنہ واقعہ دو ہجری کا ہے جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ صفہ کے معنی سائبان یا سایہ دار جگہ کے ہیں۔ اور یہ پہلی دینی درس گاہ ہے۔ جو وجود میں آئی۔ اس کے پہلے معلم خود سید عالم ﷺ ہیں۔ دو ہجری میں جب تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ اور مسجد نبوی شریف کا رخ بیت اللہ شریف کی طرف ہوا تو بیت المقدس کی دیوار اور اس سے ملحقہ جگہ فقراء و مساکین کیلئے مختص کر دی گئی جو صفہ کے نام سے مشہور ہوئی (1)

باب جبریل سے حرم انور میں داخل ہوں تو مقام تہجد کے مقابل دائیں طرف یہ جگہ واقع ہے۔ اس جگہ کی پیمائش 40x40 ہے۔ اس جگہ کے بالکل سامنے کا حصہ مقام تہجد کہلاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دینی تعلیم کے حصول تزکیہ نفس کی خاطر صبح و شام یہاں رہتے۔ اصحاب صفہ کے نفروفاقتہ کا ذکر سیدنا ابوہریرہؓ سے اس طرح آیا ہے۔ کہ ان لوگوں کا انحصار فقط تہجد پر تھا۔ یا صرف ایک کمر پر وہ بھی اس قدر چھوٹا کہ پنڈلی تک آتا۔ کسی کی آدھی پنڈلی تک چادر کے دونوں کونوں کو ہاتھوں سے تھاما کرتے تھے۔ کہ ستر نہ کھل جائے۔ (2)

حضور ﷺ فرماتے ہیں یہ لوگ اسلام کے مہمان تھے۔ اس جگہ کے علاوہ ان کی رہائش کا کوئی دوسرا اہتمام نہ تھا۔ حضور ﷺ صدقہ ان پر خرچ فرماتے اور ہدیہ آتا تو اپنے ساتھ انہیں بھی شریک فرمالیا کرتے تھے۔ (3)

(1) العصامی، سسط النجوم العوالی، ص 258/1

(2) البخاری، صحیح البخاری، نوم الرجال فی المسجد، الرقم 423، ص 224/2

(3) البخاری، صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ، الرقم 5971، ص 87/20

البیہقی، دلائل النبوة، ابواب دعوات النبیین ﷺ، الرقم 2348، ص 258/6

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 446/2

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دودھ کا پیالہ

سیدنا ابوہریرہ فرماتے ہیں ایک رات دودھ کا ایک پیالہ آیا۔ حضور ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلایا اور سب کو باری باری پینے کا حکم فرمایا پھر میں نے بتقاضائے بشری محسوس کیا۔ ایک پیالہ کب تک چلے گا مگر حیران ہوا کہ سبھی کے سبھی سیراب ہو گئے۔ حضور ﷺ نے میری طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمایا اب میں اور تورہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی حضور (ﷺ) درست ہے۔ آپ کے حکم سے میں نے پینا شروع کیا۔ آپ فرماتے رہے اور پیو اور پیو آخر میں نے عرض کی حضور (ﷺ) اب قطعی گنجائش نہیں تو آپ نے میرا بچا ہوا دودھ خود نوش فرمایا۔ (1)

العلحضرت مولانا احمد رضا خاں نے اپنے اس کلام میں اسی واقع کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

کیوں جناب ابوہریرہؓ کیسا تھا وہ جام شیر

جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

سیدنا مجاہد فرماتے ہیں ابوہریرہؓ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے۔ بعض اوقات میں بھوک کی

شدت سے اپنا پیٹ زمین پر لگالیا کرتا تھا۔ زمین کی نمی سے بھوک میں قدرے آفاقہ ہو جاتا۔ (2)

محمد بن سیریں فرماتے ہیں۔ شام کے وقت حضور ﷺ اصحاب صفہ کو صحابہ پر تقسیم فرمادیتے۔

ہر ایک اپنی حیثیت کے مطابق اپنے ساتھ لے جاتا اور انہیں کھانا کھلاتا۔ (3)

سیدنا سعدؓ اسی (۸۰) اسی (۸۰) آدمیوں کو ساتھ لے جاتے اور کھانا کھلاتے۔ (4)

(1) البخاری، صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ، الرقم 5971، ص 87/20

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الحق اهل الصفہ، الرقم 4258، ص 73/10

ابن حبان، الصحیح، الرقم 6644، ص 103/27

(2) البيهقي، دلائل النبوة، ابواب دعوات النبي ﷺ، الرقم 2348، ص 258/6

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الحق اهل الصفہ، الرقم 4258، ص 73/10

البيهقي، السنن الكبرى، ص 87/7

(3) ابی شیبہ، المصنف، ص 255/6

(4) ابی شیبہ، المصنف، ص 255/6

سیدنا فضالہ بن عیینہ فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اصحاب صفہ بھوک کی شدت سے گر جاتے اور نماز بھی صحیح طرح پوری نہ کر پاتے۔ دوسرے دیکھنے والے صحابہ کو دیوانہ محسوس کرتے۔ پھر حضور ﷺ تشریف لاتے انہیں تسلی دیتے۔ اور فرماتے اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہارا کتنا بڑا مقام ہے۔ تو تم ہمیشہ اپنے فقر و فاقہ کی تمنا کرو (1)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس دینی درس گاہ کے جلیل القدر طالب علم تھے۔ اپنا ایک واقعہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی حضور ﷺ (یا دواشت کمزور ہے۔ آپ کے ارشادات گرامی یاد نہیں رہتے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا!

ابسط مرداءك

اپنی چادر پھیلاؤ

میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ اور آپ نے اس میں کچھ پھونکا۔ یا ہاتھ کے اشارہ سے کچھ ڈالا پھر فرمایا!

ضمہ بالقلب۔

اب اسے اپنے سینے سے لگاؤ۔

میں نے وہ چادر اپنے سینے سے لگائی تو میرا بھولنے کا مرض ہمیشہ کیلئے ختم ہو گیا۔

مأنسیت بعدہ ابدأ (2)

اس کے بعد میں کبھی نہیں بھولا

اصحاب صفہ کے گزراوقات کا سلسلہ اس طرح چلتا رہا کہ مختیر حضرات انگوروں اور کھجوروں کے گچھے لاکر مسجد نبوی شریف میں لٹکا دیتے۔ اصحاب صفہ ان سے توڑ توڑ کر کھایا کرتے تھے۔ سیدنا معاذ بن جبل ان مقدس طلباء میں بحیثیت امیر خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔ سیدنا ابوہریرہ ایک اور

(1) الترمذی، سنن الترمذی، ما جاء فی معیشتہ اصحاب النبی ﷺ، الرقم 2291، ص 372/8

ابن حبان، الصحيح، الورع والتوکل، الرقم 725، ص 443/3

الطبرانی، المعجم الكبير، ب 4، الرقم 15193، ص 246/13

(2) البخاری، صحيح البخاری، حفظ العلم، الرقم 116، ص 202/1

واقعہ فرماتے ہیں۔ ایک دن میں بھوک کی شدت کے باعث سر راہ بیٹھ گیا۔ کہ کوئی کھانے کیلئے ساتھ لے جائے گا۔ صدیق اکبرؓ گزر گئے۔ مجھے نہ پوچھا اس طرح سیدنا عمر فاروقؓ گزر گئے توجہ نہ فرمائی۔ جب حضور ﷺ گزرے تو مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا! اٹھو میرے ساتھ چلو اور مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ (1)

انہی لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے۔ ایسے لوگ رحمت الہی کا خیال کر کے ہنستے ہیں اور خوف خدا سے روتے ہیں۔ زمین پر عجز سے چلتے ہیں اکڑتے نہیں۔ ایسی نفوس قدسیہ کے بارے میں ہے جو کسی بات پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس بات کو پورا کر دیتا ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اصحاب صفہ کے اسماء گرامی

حضرت ابوہریرہ ابو بشر، کعب بن عمر، عمیر بن عوف، حبیب بن سلمان ثوبان، عبداللہ بن انیس، معاذ بن حارث، جناب بن جنادہ، ثابت دریعہ، عتبہ بن مسعود عدیم بن ساعد، عبداللہ بن عمر، ابولبابہ، سلمان فارسی، سالم بن عمر، خدیفہ بن یمان، مسطح بن اثاثہ، ابودرداء، کاسالم مولیٰ ابو حذیفہ، عبداللہ بن زید، صفوا بن بیضا، عکاشہ بن محض ابو عیس، حجاج بن عمر، خیاب بن اردت مسعود بن ربیع، عبداللہ بن مسعود، مقداد بن عمر، عمار بن یاسر، ابو عبیدہ عامر بن جراح بلال بن رباح، صہیب بن سنان، زید بن خطاب، مجز دین دمار، ابوکبشہ، ابو عبس، اوس بن ثابت، عامر بن فہیرہ، ابودجانہ، ذوالثمالین، ابوالہیثم، رافع بن معلیٰ، سعد بن خیشمہ، عبداللہ بن رواحہ، عاصم بن ثابت، عبداللہ بن جحش، عدیم بن ساعدہ، حاطب بن ابی بلتعہ، ابورویحہ، عباد بن بشر، ابوالیوب خالد، عتبان بن مالک، سلامہ بن سلامہ، مقداد، رضی اللہ عنہم ان صحابہ کرام کی تعداد میں کمی بیشی ہوتی رہی ہے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، الحق اہل الصفہ، الرقم 4258، ص 73/10

البخاری، صحیح البخاری، کیف کان عیش النبی ﷺ، الرقم 5971، ص 87/20

(2) ابن ماکولا، الاکمال، ص 88/1

مسجد نبوی شریف میں پہلا خطبہ

مسجد نبوی شریف میں حضور ﷺ نے جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اسے اکثر اصحاب سیر نے لکھا ہے۔ ابن ہشام کے حوالہ سے اس کا خلاصہ عرض ہے۔ اے لوگو! مرنے سے پہلے سامانِ سفر تیار کرو۔ اللہ کی قسم! یکدن موت طاری ہوگی۔ پھر تم اپنے مال و متاع کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے اور پھر اللہ تعالیٰ تم سے پوچھے گا جسے کسی ترجمان کی ضرورت نہیں کسی دربان کی حاجت نہیں کیا تمہارے پاس میرا رسول نہیں آیا تھا؟ اس نے میرا پیغام نہیں پہنچایا تھا کیا میں نے تمہیں مال و دولت سے نہیں نوازا تھا۔ اب تم بتاؤ تم نے اپنے فائدہ کیلئے کیا کیا ہے۔ اس وقت انسان حیران رہ جائیں گے اور کچھ بھی سمجھائی نہ دے گا۔ پھر وہ سامنے دیکھے گا۔ تو اسے دوزخ کے شعلوں کے سوا کچھ نظر نہیں آئے گا۔ جان لو جو شخص آگ سے بچنا چاہتا ہے۔ اور وہ کھجور کا ایک ٹکڑا دینے کی ہمت رکھتا ہے تو وہ اللہ کی راہ میں دے کر اپنے کو بچالے اور جو اس کی گنجائش نہ رکھتا ہو وہ لوگوں سے اچھی بات کہہ دیا کرے تاکہ آگ سے بچ سکے۔ کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ہے۔ (1)

ہم اسی کے ساتھ ہی ایک اور خطبہ شریف بھی نقل کر دیتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں۔ اسی سے مدد چاہتا ہوں۔ اپنے نفس کے شر سے اور برے اعمال سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا۔ اور جسے اللہ تعالیٰ راستہ سے بھٹکا دے اسے کوئی سیدھی راہ دکھانے والا نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں سب سے اچھا کلام اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے۔ جس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتارا وہ اس کو ذہن نشین ہوگئی۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر کے بعد دین اسلام میں داخل کر دیا۔ اور جس نے لوگوں کی بے ہودہ باتیں چھوڑ کر اس کتاب کو راہنما بنا لیا۔ وہ شخص ضرور کامیاب ہوگا۔ بامراد ہوگا۔ اور نجات پائے گا۔ اللہ کی کتاب بہترین کتاب ہے۔ تم ان چیزوں کو محبوب

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ 301/2

السہیلی، الروض الانف، 2/343

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص3/331

ابو محمد، سیر قاتل ہشام، ص500/1

بناؤ جنہیں اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے۔ تم دل سے اللہ تعالیٰ کی محبت اختیار کرو۔ اللہ کے کلام سے اور اس کی یاد سے غافل نہ رہو۔ اپنے دلوں کو سیاہ نہ کرلو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے جو اس نے پیدا کی ہیں۔ اور پسند کی ہیں۔ نیک باتوں یا حلال و حرام اور بہترین عبادتوں میں سب سے اچھا اور برگزیدہ اور نیک اعمال میں سب سے افضل اپنا ذکر قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور جہاں تک ہو سکے اس سے ڈرتے رہو۔ اور جو اچھی بات منہ سے نکالو وہ پوری کر دکھاؤ اور اللہ کے فضل و کرم سے ایک دوسرے کے مددگار بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ اس سے بہت ناراض ہوتا ہے جو اپنا وعدہ پورا نہ کرے۔ تم اللہ کی سلامتی میں رہو۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مواخات پہلی حکیمانہ تنظیم تھی

جب مہاجرین و انصار مدینہ منورہ میں اکٹھے رہنے لگے تو ان کی زندگیوں کو بہتر بنانے کیلئے ایک دوسرے کے کام آنے دکھ سکھ میں ساتھ رہنے کیلئے حضور ﷺ نے مواخات فرمائی۔ بھائی چارہ فرما دیا کہ ایک دوسرے کے مددگار و معین رہیں کمزور آدمی کو اپنے طاقتور بھائی کا سہارا رہے۔ بیمار کو اپنے تندرست بھائی کا تعاون رہے۔ اعلیٰ شخص ادنیٰ سے فائدہ اٹھاسکے۔ اور ادنیٰ اعلیٰ کا تعاون حاصل کر سکے۔ اس طرح سے حضور نے اپنے حکیمانہ انداز میں امیر، غریب، ادنیٰ، اعلیٰ، کمزور، طاقتور کو اس طرح سے بھائی چارہ کے رشتہ میں اکٹھا کر دیا۔ پھر یہ کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہو سکے۔ مواخات کی یہ سیاسی حکمت دینی تجویز ملکی تدبیر دشمن کی بربادی کا سبب بن گئی۔ حضور ﷺ نے اس عظیم تجویز کو کچھ ایسے انداز میں پروان چڑھایا۔ کہ رشتہ انسلاک نے فخر و مباہات، نخوت و غرور، تفاخر کو چکنا چور کر دیا۔ خادم و مخدوم، غلام و مولّا، محمود و ایاز ایک نظر آنے لگے۔ اس حکیمانہ انداز نے سارے امتیاز ختم کر دیئے صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کا شرف باقی رکھا۔ حافظ ابن عبد اللہ فرماتے ہیں یہ بھائی چارہ دو مرتبہ قائم ہوا۔

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ 302/2

السہیلی، الروض، ص 334/2

الشمسی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 331/3

ایک مرتبہ صرف مہاجرین کے درمیان دوسری مرتبہ مہاجرین و انصار کے درمیان مہاجر کو مہاجر کا بھائی قرار دینے والی مواخات مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ مہاجر اور انصار کو بھائی بھائی قرار دینے والی مواخات مدینہ منورہ میں ہوئی۔ جیسے کہ سیدنا ابن عباس سے ہے حضور ﷺ نے حضرت زبیر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے درمیان مواخات فرمائی حالانکہ یہ دونوں مہاجرین ہیں۔ حاکم میں، ابن عمرؓ سے ہے حضور ﷺ نے ابوبکر اور عمر میں مواخات فرمائی۔ آخر میں جب سیدنا علی المرتضیٰ اکیلے رہ گئے تو انہوں نے عرض کی حضور ﷺ آپؐ نے اصحاب میں مواخات فرمادی۔ میرا بھائی کون ہے۔ فرمایا تیرا بھائی میں ہوں۔ یہ مواخات مکہ میں ہوئی تفصیل یہ ہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مہاجرین میں مواخات

ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ، سیدنا حمزہؓ اور زید بن حارثہؓ، عثمان غنیؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ، زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ، عبیدہ بن حارثؓ اور بلال بن رباحؓ اور سالم مولیٰ حذیفہؓ، سعید بن زیدؓ اور طلحہؓ حضور ﷺ اور علی المرتضیٰؓ۔ (2)

مہاجرین و انصار میں مواخات

یہ مواخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد حضرت انسؓ کی رہائش گاہ پر ہوئی ایک مہاجر کو ایک انصاری کا بھائی بنایا گیا۔ یہ مواخات مسجد نبویؐ شریف کی تعمیر کے دوران ہوئی ہے یا تکمیل کے فوراً بعد۔ (3)۔

ان بھائیوں کی تفصیل اس طرح ملتی ہے، پہلا نام مہاجر کا ہے اور دوسرا انصار کا۔ ابوبکر صدیقؓ، اور خارجہ بن زیدؓ، عمر بن خطابؓ، اور عثمان بن مالکؓ، ابوعبیدہ اور سعد بن معاذؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن رباحؓ، زبیر بن عوامؓ اور سلامہ بن سلامہؓ، عثمان بن عفانؓ اور اوس بن ثابتؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ، اور

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 264/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 264/1

(3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 264/1

کعب بن مالکؓ، سعید بن زیدؓ، اورابی بن کعبؓ، مصعب بن عمیر اور ابویوب خالدؓ، ابو حذیفہ اور عباد بن بشرؓ، عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن یمانؓ، ابو ذر بخاری اور منذر بن عمرؓ، سلمان فارسی اور ابوالدرداءؓ، بلال اور ابوادیحہؓ، حاطب بن ابی بلتعہ اور عویم بن ساعدؓ، ابو مرثد اور عبادہ بن صامتؓ، عبداللہ بن جحش اور عاصم بن ثابتؓ، عتبہ بن غزوہؓ اور ابودحانہؓ، ابوسلمہ اور سعد بن خیشمہؓ، عثمان بن مظعون اور ابو الہیثم بن تہیانؓ، عبیدہ بن حارث اور عمیر بن حمامؓ، طفیل بن حارث اور سفیان خزاعیؓ، صفوان بن بیضاء رافع بن معقلؓ، مقداد اور عبداللہ بن رواحہؓ، ذوالشمالین اور یزید بن حارثؓ، ارقم اور طلحہ بن زیدؓ، زید بن خطاب اور معین بن عدیؓ، عمر بن سراقہ اور سعد بن زیدؓ، عاقل بن کبیر اور مبشر بن منذرؓ، حنیس ابن حذافہ منذر بن محمدؓ، ہبیرہ بن ابی رهم اور عبادہ بن النخاشؓ، مسطح ابن اثاثر اور زید بن مزینؓ، عکاشہ بن محض اور مجذوب بن دماڑؓ، عامر بن فہرہ اور حارث بن صمہؓ، یحییٰ بن مویسؓ، عمر بن عطاءؓ، (1)

بے مثال مظاہرہ

حضور ﷺ کے اس حکیمانہ عمل مواخات میں مہاجرین و انصار نے بے مثال مظاہرہ کیا اور مواخات کا حق ادا کر دیا۔ صحابہ کرام کے مخلصانہ جذبہ کی مثال نہ ممکن ہے۔ مال و دولت سے مہاجرین نے ایثار کیا وہ تو ہے ہی کہ انصار نے مال و دولت، باغ زر، زمین مہاجرین کو دے ڈالے۔ حیرت یہ ہے کہ جس انصاری کی دو بیویاں تھیں۔ اس نے اپنے مہاجر بھائی سے یہ کہا جس بیوی کو تم پسند کرو۔ میں طلاق دے دیتا ہوں۔ عدت کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ کوئی انصاری اپنے درہم و دینار میں اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ حقدار نہ سمجھتا تھا۔ (2)

چنانچہ مہاجرین نے انصار کی اس عظیم ہمدردی پر حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ جس قوم پر ہم اترے ہیں۔ ان سے بڑھکر کوئی دوسرا ہمدرد اور نمکسار نہیں ہے۔ ہمیں اندیشہ ہے تمام اجر انہیں کو مل جائے اور ہم اجر سے محروم رہ جائیں۔ فرمایا نہیں جب تک تم ان کیلئے دعا کرتے رہو۔ یعنی دعا کا

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 266/1

(2) البیہقی، دلائل النبوة، ابواب دعوات النبی ﷺ، الرقم 2478، ص 439/6

البخاری، صحيح البخاری، رضاء النبی ﷺ، الرقم 3496، ص 132/12

امام احمد، مسند احمد، انس بن مالک، الرقم 12649، ص 196/26

احسان درہم و دینانیر سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے بلکہ صحیح صورت تو یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ اگر تم خزانوں کو ایک پلہ میں رکھ دو اور مخلصانہ دعا کو دوسرے پلہ میں۔ تو بھاری پلہ مخلصانہ دعا کا ہی ہوگا ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ سائل کو صدقہ بھی دیتیں اور ساتھ ہی دعائیں بھی کسی نے پوچھا ام المؤمنین آپ صدقہ کے ساتھ سائل کو دعا بھی دیتی ہیں۔ یہ کیوں ہے فرمایا اگر میں اسے دعائے دوں تو اس کا احسان مجھ پر زیادہ رہے گا۔ اس لئے دعا صدقہ سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ مجھے دعا دیتا ہے۔ میں دعا کا بدلہ دعا سے چکا دیتی ہوں۔ اور صدقہ کا ثواب زائد رہ جاتا ہے۔ پھر اس لئے بھی کہ میرا صدقہ خالص ہو کسی کے احسان کے مقابلہ میں نہ ہو۔ یہ رشتہ مواخات اس قدر مضبوط تھا جب کوئی انصاری فوت ہو جاتا تو یہ مہاجر اس کی جائیداد کا وارث بن جاتا۔ جیسے کہ قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا!

والذین اودنصروا اولئک بعضہم اولیاء بعض۔ (1)

وہ لوگ جنہوں نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور ان کی مدد کی یہ لوگ باہم ایک

دوسرے کے وارث ہونگے۔ (2)

چند دنوں بعد میراث کا حکم تو منسوخ ہو گیا۔ اور تمام مؤمنین کو ایک دوسرے کا بھائی بنادیا گیا۔

اور یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

انما المؤمنون اخوة۔ (3)

ایمان دار بھائی بھائی ہیں

اب مواخات کا رشتہ ہمدردی، بھلائی کیلئے رہ گیا۔ اور میراث نسبی رشتہ داروں کیلئے خاص کر دی گئی یہ مواخات (بھائی چارہ) اپنی نوعیت کی منفرد اسلامی عالمی اخوت کی اساس تھی۔ ایک عظیم امت کے قیام کا مقدمہ تھی۔ جو ایک نئی دنیا کی تعمیر کیلئے برپا ہو رہی تھی۔ دنیا کو بد بختی اور بد نظمی سے نجات دینے کیلئے قائم ہو رہی تھی۔ چنانچہ یہ مواخات انسانیت کی نئی زندگی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس لئے رب قدوس جل مجدہ نے ایک چھوٹے شہر کی اس جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا!

(1) الانفال، 72:8

(2) الآلوسی، مروح المعانی فی تفسیر القرآن، ص

(3) الحجرات، 10:49

الافعال، 73:8 (1)

السهيلي، الروض، 350/2 (2)

الشامي، سبل الهدى والرشاد، 367/3

الافعال، 73:8 (1)

السهيلي، الروض، 350/2 (2)

الشامي، سبل الهدى والرشاد، 367/3

یہ مؤاخات پہلے سن ہجری کے اہم واقعات میں سے ایک ہے۔ اس بھائی چارہ سے عرصہ سے بگڑے ہوئے تعلقات درست ہو گئے۔ قبائل کی خون ریز جنگیں دم توڑ گئیں۔ شدید عداوتیں محبتوں میں بدل گئیں ہجرت کر کے آنے والے فرزندان اسلام میں مختلف قسم کے اختلافات موجود تھے۔ خطرہ تھا کہ ہمیں اسلامی وحدت کو پارہ پارہ نہ کر دیا جائے۔ چنانچہ اس عظیم انسانی معاشرے سے ملت کا تحفظ کر دیا گیا اور مہاجرین کی آبرومندانہ آبادکاری کا منصوبہ مکمل کر دیا گیا۔ اس بھائی چارہ میں ایک حکمت کو صاحب سبل الہدی نے اس طرح بیان کیا ہے۔

لیذہب عنہم وحشة الغربة من مفارقة الہل والعیشرۃ۔ (2)

تاکہ ان کی غریب الوطنی کے احساس کو دور کیا جائے۔ اپنے اہل و عیال سے جدائی کے وقت ان کی دل جوئی کی جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دوسری حکیمانہ اور رفاہی تنظیم

چونکہ مدینہ منورہ میں یہودی ایک طاقتور قوم کی حیثیت رہ رہے تھے۔ جیسا کہ گذشتہ صفحات پر واقعات درج کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ لوگ معاشی لحاظ سے بھی خوش تھے۔ صاحب کتاب ہونے کے ناطہ سے علمی حیثیت بھی رکھتے تھے۔ انہیں نظر انداز کر کے معاشرہ میں اتحاد پیدا نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ضروری تھا کہ اسلام کی اس پہلی ریاست کو امن کے زیور سے آراستہ کرنے کیلئے یہودیوں سے معاہدہ ہو۔ اس معاہدے کا متن "الوثائق السیاسیہ للعہد النبی" کے نام سے مشہور ہے

1۔ یہ تحریری دستاویز اللہ کے نبی، قریش، یثرب کے اہل ایمان اور لوگوں کے باب میں جو ان

الانفال، 73:8 (1)

السهيلي، الروض، 350/2 (2)

الشامي، سبل الهدى والرشاد، 367/3

- کے اتباع میں ان کے ساتھ شامل ہوں۔ اور ان کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیں۔
- 2- یہ تمام گروہ دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ایک علیحدہ سیاسی وحدت تصور ہونگے۔
- 3- مہاجرین جو قریش میں سے ہیں اسی طرح دیتوں اور خون بہا وغیرہ کے معاملات میں اپنے قبیلہ کے طے شدہ رواج پر عمل کریں گے۔ اپنے قیدیوں کو مناسب فدیہ دے کر چھڑائیں گے۔ اور دوسرے مسلمانوں کیساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کریں گے۔
- 4- بنو عوف بھی اپنی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق قائم رہے گا۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 5- بنو ساعدہ بھی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب دستور سابق رہے گا۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 6- بنو حارث بھی اپنی جگہ پر قائم رہیں گے۔ اور خون بہا کا طریقہ ان میں حسب دستور سابق رہے گا۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کے ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 7- بنو جشم بھی اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے۔ اور حسب سابق اپنے خون بہا ملکر ادا کریں گے۔ ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے۔ اپنے قیدیوں کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 8- اور بنو نجار اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے حسب دستور اپنا خون بہا ملکر ادا کریں گے۔ اور ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 9- اور بنو الیث اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا حسب سابق ادا کریں گے۔ اور ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا۔
- 10- بنو الاوس اپنی جگہوں پر قائم رہیں گے اور خون بہا وغیرہ کا طریقہ ان میں حسب سابق رہے گا ہر گروہ عدل و انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے قیدی کو فدیہ دیکر چھڑائے گا
- 11- اور اہل ایمان اپنے کسی زیر بار قرض دار کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑیں گے۔ بلکہ قاعدہ کے مطابق فدیہ، دیت اور تاوان ادا کرنے میں اس کی مدد کریں گے۔
- 12- اور کسی مومن کے آزاد کردہ غلام کو کوئی مومن حلیف نہیں بنائے گا۔

13- اور یہ کہ تمام تقویٰ شعار مومنین متحد ہو کر ہر اس شخص کی مخالفت کریں گے جو سرکشی کرے گا۔ گناہ اور ظلم کے ہتھ کنڈوں سے کام لے اور ایمان والوں کے درمیان فساد پھیلانے ایسے شخص کی مخالفت میں ایمان والوں کے ہاتھ ایک ساتھ اٹھیں گے۔ اگرچہ وہ ان میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

14- کوئی مومن کسی دوسرے مومن کو کافر کے عوض قتل نہیں کرے گا۔ اور نہ مومن کے خلاف کسی کافر کی مدد کرے گا۔

15- اور اللہ کا ذمہ اور پناہ سب کیلئے یکساں ہے۔ ادنیٰ مسلمان بھی کافر کو پناہ دے سکتا ہے۔ اہل ایمان دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں باہم بھائی بھائی اور مددگار و کارساز ہیں۔

16- یہودیوں میں جو بھی ہماری اتباع کرے گا۔ تو اسے مدد و مساوات حاصل ہوگی۔ اور ان پر نہ تو ظلم ہوگا اور نہ ان کے خلاف کسی دشمن کی مدد کی جائے گی۔

17- تمام اہل ایمان کی صلح یکساں اور برابر کی حیثیت رکھتی ہے۔ کوئی مومن دوسرے مومن کو چھوڑ کر دشمن سے صلح نہیں کرے گا۔ اور اسے

مسلمانوں کے درمیان عدل و مساوات کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

18- جو لشکر ہمارے ساتھ جہاد میں شریک ہوگا اس کے افراد آپس میں باری باری ایک دوسرے کی جانشینی کریں گے۔

19- اہل ایمان کفار سے انتقام لینے میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

20- تمام تقویٰ شعار مسلمان اسلام کے احسن اور مضبوط طریق پر ثابت قدم رہیں گے۔

21- اور مدینہ منورہ کا کوئی مشرک قریش کے کسی شخص کو مالی یا جانی یا کسی طرح کی پناہ نہیں دیگا۔ اور نہ مسلمان کے مقابلہ پر اس قریشی کی حمایت و مدد کرے گا۔

22- اور جو شخص ناحق کسی مومن کا خون کرے گا۔ اسے مقتول کے عوض بطور قصاص قتل کیا جائے گا۔ الا یہ کہ اس مقتول کا ولی اس کے عوض خون بہا لینے پر رضامند ہو جائے اور تمام اہل ایمان قاتل کے

خلاف رہیں گے۔

23- کسی ایمان والے کیلئے جو اس دستور العمل کے مندرجات کی تعمیل کا اقرار کر چکا ہے۔ اللہ اور

روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ ہرگز جائز نہ ہوگا۔ کہ وہ کوئی نئی بات نکال کر فتنہ انگیزی کے ذمہ دار کی حمایت کرے یا اسے پناہ دے جو ایسے کسی مجرم کی حمایت کرے گا۔ یا اسے پناہ دے گا تو وہ قیامت کے دن اللہ کی لعنت اور اس کے غضب کا مستوجب ہوگا۔ اور جہاں اس کی نہ تو توبہ قبول کی جائے گی اور نہ عذاب کے بدلہ میں کوئی فدیہ لیا جائے گا۔

24۔ جب تم مسلمانوں میں کسی قسم کا تنازعہ ہوگا۔ تو اسے اللہ اور اس کے رسول محمد ﷺ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

25۔ اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مسلمانوں کے ساتھ ملکر اخراجات برداشت کریں گے۔

26۔ اور یہودی بنی عوف اور ان کے اپنے حلیف سب ملکر مسلمانوں کے ساتھ ایک جماعت متصور ہونگے۔ یہودی اپنے دین پر رہنے کے مجاز ہونگے اور مومن اپنے دین پر کاربند رہیں گے۔ البتہ جس نے ظلم کیا عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ تو وہ محض اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو مصیبت میں ڈالے گا۔

27۔ اور بنی نجار کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ مراعات ہیں جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہیں۔

28۔ اور بنی حارث کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہے۔

29۔ اور بنی ساعدہ کے یہودیوں کیلئے بھی وہی ہے جو یہودی بنی عوف کیلئے ہے۔

30۔ بنی الاؤس کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کے یہودیوں کیلئے ہے۔

31۔ اور بنی ثعلبہ کے یہودیوں کیلئے بھی وہی کچھ ہے جو بنی عوف کیلئے ہے۔ البتہ جو عہد شکنی اور ظلم کا مرتکب ہوگا تو خود اس کی ذات اور اس کے گھرانے کے سوا کوئی دوسرا مصیبت میں نہیں پڑے گا۔

32۔ اور جضہ ثعلبہ کی شاخ ہے اسے بھی وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو اصل کو حاصل ہیں۔

33۔ اور بنی الخطیہ کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے جو یہودی بنی عوف کیلئے ہیں۔ اور ہر ایک پر اس دستاویز کی وفا شعاری لازمی ہے۔

34۔ اور بنی ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو اصل کیلئے ہونگے۔

35۔ اور یہودی قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہونگے۔ جو اصل کے ہیں۔ اور یہ

کہ ان قبائل میں سے کوئی فرد حضرت محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر نہیں نکلے گا۔ اور کسی مال یا زخم کا بدلہ لینے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔ اور ان میں سے کوئی فرد یا جماعت قتل ناحق اور خون ریزی کا ارتکاب کرے تو اس کی ذمہ داری اسکی ذات اور اس کے اہل و عیال پر ہوگی۔ ورنہ ظلم ہوگا اور اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس سے بری الذمہ ہے۔

36۔ اور یہودیوں پر ان کے مصارف کا بار ہوگا۔ اور مسلمانوں پر ان کے مصارف کا اور اس کے صحیفہ والوں کے خلاف جو بھی جنگ کرے گا۔ تو تمام فریق یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔ نیز خلوص کے ساتھ ایک دوسرے کی خیر خواہی کریں گے۔ اور ان کا شیوہ وفاداری ہوگا۔ نہ کہ عہد شکنی اور ہر مظلوم کی بہر حال حمایت کی جائے گی۔

37۔ اور یہ کہ جب تک جنگ رہے یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ مل کر مصارف اٹھائیں گے۔

38۔ اور اس صحیفہ والوں کے لئے حدودِ شراب کا داخلی علاقہ جوف حرم کی حیثیت رکھے گا۔

39۔ پناہ گزین پناہ دہندہ کی مانند ہے۔ نہ کوئی اس کو ضرر پہنچائے گا اور نہ وہ خود عہد شکنی کرے گنہگار رہے۔

40۔ اور کسی پناہ گاہ میں وہاں والوں کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

41۔ اور اس صحیفہ کے ماننے والوں میں اگر کوئی نئی بات پیدا ہو یا کوئی جھگڑا جس سے کسی کو نقصان اور فساد کا اندیشہ ہو تو اس متنازعہ فیہ امر میں فیصلہ کیلئے اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اللہ کی تائید اس شخص کے ساتھ ہے جو اس صحیفہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ احتیاط اور وفا شعار کی کے ساتھ تعمیل کرے۔

42۔ اور شراب پر جو بھی حملہ آور ہو تو اس کے مقابلے میں یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے

43۔ ان مسلمانوں میں سے جو اپنے حلیف کے ساتھ صلح کرنے کیلئے یہود کو دعوت دے تو یہود اس سے صلح کر لیں گے۔ اسی طرح اگر وہ (یہود) کسی ایسی صلح کی دعوت دیں تو مسلمان بھی اس دعوت کو قبول کر لیں گے۔ یہ کہ کوئی دین اور مذہب کیلئے جنگ کرے۔

44۔ اور تمام لوگ اپنی اپنی جانب کے علاقہ کی مدافعت کے ذمہ دار ہوں گے اور قبیلہ اوس کے یہودیوں کو خواہ موالی ہوں۔ یا اصل وہی حقوق حاصل ہوں گے۔ جو اس تحریر کے ماننے والوں کو حاصل ہیں اور وہ بھی اس صحیفہ والوں کیساتھ خالص وفا شعاری کا برتاؤ کریں گے۔ نیز قرار داد کی پابندی کی جائے گی۔ نہ کہ عہد شکنی ہر کام کرنے والا اپنے عمل کا ذمہ دار ہوگا۔ زیادتی کرنے والا اپنے نفس پر زیادتی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے۔ جو اس صحیفہ کے مندرجات کی زیادہ سے زیادہ صداقت اور وفا شعاری کیساتھ تعمیل کرے۔ یہ نوشتہ کسی ظالم یا مجرم کو اس کے نتیجہ سے بچانے کیلئے آڑ نہ آئے گا۔ جو جنگ کیلئے نکلے وہ بھی جو گھر میں بیٹھا ہے وہ بھی امن کا حقدار ہوگا۔ اس پر کوئی مواخذہ نہیں البتہ اس سے صرف وہ لوگ مستثنیٰ ہوں گے۔ جو ظلم یا جرم کے مرتکب ہوں۔ اور جو اس نوشتہ کی وفا شعاری اور احتیاط سے تعمیل کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بھی اس کے نگہبان اور خیر اندیش ہیں۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دستوری خلاصہ

☆ مدینہ منورہ میں طے پانے والے اس دستور اس ضابطہ کو مندرجہ ذیل جھلکیوں کے رنگ میں پیش کیا جاسکتا ہے۔

1۔ یہ ایک حسین معاہدہ تھا۔ جو کسی بحث و تمحیص کے بغیر طے پایا گیا۔

2۔ اسلام کی پہلی ریاست مدینہ منورہ کیلئے پایہ دستور تھا۔ جو مدینہ کے آنے والے حسن و جمال کا پیش خیمہ بنا۔

3۔ یہ دنیا بھر کا سب سے پہلا تحریری دستور تھا جو آج تک اصلی اور حسین شکل میں موجود آ رہا ہے۔

4۔ دستوری انداز سے پتہ چلتا ہے یہ قوت حاکمہ کی طرف سے جاری کردہ فرمان بھی ہے۔

(1) محمد طفیل، نقوش رسول نمبر، ص 353/5، مطبوعہ ادارہ فروع

(لاہور)، (دسمبر 1983ء)

جس کے سامنے سرخم ہو گئے۔

- 5- جانمیں کیلئے اس کی پابندی لازم ہے۔
- 6- مہاجرین انصار، یہود، مشرکین، بھی اس کے پابند ہیں۔
- 7- معاہدہ سے لاتعلقی کرنے والے کیلئے ضروری ہے کہ اعلان کرے۔
- 8- معاہدہ سے وابستہ رہ کر مخالفت نہیں کر سکتا۔ (اسے اس نفاق کی سزا بھگتنا ہوگی)
- 9- خلاف ورزی کرنے والے پر بغاوت کا مقدمہ ہوگا کوئی حلیف آڑے نہیں آئے گا
- 10- یہودی قبائل نے دستور کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بدر اور خندق میں مشرکین کا ساتھ دیا

تھا۔ اور سزا پائی۔

- 11- اس دستور میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور رسول اللہ کی اطاعت کا حکم ہے۔
- 12- اس دستور میں اچھے کاموں پر جزا اور برے کاموں پر سزا کا بھی حکم ہے۔
- 13- اس دستور میں عدل و انصاف کو بار بار دہرا کر عدل کی اہمیت و ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔

14- اس دستور میں وضاحت کردی گئی ہے۔ یہود کے مذہب ان کے رسم و رواج میں ریاست مداخلت نہیں کریگی۔

- 15- اس دستور میں ملکی تحفظ کیلئے غیر مسلموں سے معاہدہ ان سے روابط کی گنجائش نکلتی ہے۔
- 16- یہ دستاویز بتاتی ہے اسلام میں مذہبی آزادی کا اصول پختہ ہے۔ کسی پر کوئی مذہب قبول کرنے کیلئے جبر نہیں

17- اس دستور میں معاشرہ کے رسم و رواج کو نہیں چھڑایا گیا۔ نجی معاملات میں مداخلت نہیں کی گئی۔ اس منشور سے پہلے عرب حد درجہ کی انفرادیت کا شکار تھے۔ وہ کس قاعدہ و قانون کے پابند نہ تھے۔ کس قوت حاکمہ کے سامنے سر جھکانے کے عادی نہ تھے۔ کوئی اجتماعی نظم و ضبط نہ تھا۔ اس منشور نے جاہلانہ اور متکبرانہ رسم و رواج کو ختم کر کے نئے معاشرہ میں مرکزی قیادت قائم کردی۔ جس سے نسلی اور مذہبی لحاظ سے بکھرے لوگ ایک لڑی میں پروئے گئے اور مرکزیت کی دشمن قوتیں اپنی موت آپ مر گئیں۔ اس دستور نے مدینہ منورہ کی آبادی کو شہری مملکت کی صورت میں منظم کر دیا۔ اس آبادی کو اس

قابل عمل دستور نے مرکزیت کا مقام دلایا۔ اس طرح مدینہ منورہ میں ایسا سیاسی نظام چلایا گیا۔ جو بعد میں ایشیا، یورپ، افریقہ کے تین براعظموں پر پھیلی ہوئی ایک وسیع بادشاہت کا صدر مقام بھی بن گیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ مکمل اختیار کے ساتھ پہلا عربی، معاشرہ حضور ﷺ نے قائم فرمایا۔ پھر حیرت یہ کہ یہ عظیم معاشرہ وجود میں آیا۔ خون ریزی نہیں ہوئی۔ فساد کا نام تک نہیں۔ یہ معاشرہ خالصتاً دین کی بنیاد پر قائم ہوا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا کہ حضور ﷺ نے قبائل کی خود مختاری پر حسین انداز میں ضرب لگا کر اسے ہمیشہ کیلئے ختم کر دیا۔ اگرچہ اس معاشرہ میں مسلمان یہود مشرک سبھی تھے۔ مگر یہ صاف طور پر بات نکھر گئی تھی۔ کہ مستقبل میں اس معاشرہ کے غالب حصہ مسلمان ہی ہونگے۔ بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا کہ حضور ﷺ کو ابتدائی دنوں میں مدینہ منورہ میں مکمل حکمرانی حاصل نہ تھی۔ بلکہ محض ایک قبیلے کے سردار کی حیثیت تھی۔ ان کا یہ شبہ قطعی غلط اور لغو ہے۔ کیونکہ پھر حضور ﷺ کے مدینہ منورہ داخلے سے قبل ہی جب عقبہ ثانیہ میں ستر سے زائد لوگوں نے اسلام قبول کیا مدینہ منورہ آنے کی دعوت دی تو حضور ﷺ نے انہیں اسی وقت فرمایا تھا کہ تم ہر حال میں میرا حکم مانو گے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔ اور ہر حالت میں میرا فرمان سنو گے (1)

اس مقدس دستاویز میں بھی وضاحت ہے کہ جب کبھی کسی مرحلہ پر جھگڑا پیدا ہوگا تو آخری فیصلہ دربار رسالت سے صادر ہوگا۔ جس کی پابندی ہر فرد پر لازم ہوگی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اذان کا آغاز

مدینہ منورہ میں اذان کا آغاز اس طرح ہوا اولاً تو اس طرح معمول رہا کہ جب نماز کا وقت ہوتا لوگ خود بخود مسجد شریف میں چلے جاتے۔ اس لئے یہ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ نماز کیلئے کوئی علامت بھی ہونی چاہئے۔ جس سے تمام اہل محلہ بیک وقت آسانی کیساتھ مسجد میں حاضر ہو جایا کریں۔ اس پر کسی نے مشورہ دیا کہ ناقوس بجا دیا جائے۔ جیسے عیسائی اپنے گرجہ میں بجایا کرتے تھے۔ آجکل اس کا متبادل

گھنٹی بجتی ہے۔ مگر حضور ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جانے کی وجہ سے رد فرمادیا۔ کسی نے کہا کہ نماز کا وقت ہو جانے پر بوق بجا دیا جائے۔ جیسے یہودی اپنی عبادت گاہوں میں بجایا کرتے تھے۔ اسے بھی رد فرمادیا گیا۔ کہ یہودی مشابہت پائی جاتی ہے۔ کسی نے کہا نماز کا وقت ہو جانے پر کسی اونچی جگہ پر آگ جلا دی جائے۔ کہ لوگ دیکھ کر جمع ہو جایا کریں گے۔ اسے بھی رد فرمایا گیا۔ کہ مجوسیت سے مشابہت ہوتی ہے۔ بغیر فیصلہ کے محفل ختم ہو گئی۔ اسی اثناء عبداللہ ابن زید نے یہ خواب دیکھی کہ ایک سبز پوش شخص ناقوس ہاتھ میں لئے میری طرف آ رہا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن زید پوچھتے ہیں تم اسے پیچو گے۔ اس سبز پوش نے کہا تم نے اسے خرید کر کیا کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا نماز کیلئے لوگوں کو بلایا کریں گے۔ اس سبز پوش نے کہا میں تمہیں اس سے بہتر طریقہ نہ بتا دوں آپ نے پوچھا وہ کیا ہے ضرور بتاؤ۔ اس شخص نے کہا اس طرح کہو

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر - اشہد ان لا الہ الا اللہ، اشہد ان
لا الہ الا اللہ۔ اشہد ان محمدًا رسول اللہ، اشہد ان محمدًا رسول
اللہ۔ حی علی الصلوۃ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح حی علی
الفلاح اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

پھر اسی سبز پوش نے کہا جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس طرح کہو

حی علی الفلاح

کے بعد دو مرتبہ

قد قامت الصلوۃ

کا اضافہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عبداللہ ابن زید نے اپنی یہ خواب حضور ﷺ سے بیان کی۔ تو آپ نے خواب سنتے ہی فرمایا۔

انہا لروایا حق (1)

(1) البیہقی، دلائل النبوة، من راہی فی منامہ، الرقم 2946، ص 46/8

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 390/1

امام احمد، مسند احمد، عبداللہ بن زید، الرقم 15882، ص 239/33

ابن حبان، صحیح ابن حبان، الاذان، الرقم 1708، ص 355/7

پیشک یہ خواب سچی اور حق ہے۔

حضرت عبداللہ ابن زیدؓ نے اللہ کی طرف سے اس عظیم کرم نوازی پر شکرانہ کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ جسے سنن ابن ماجہ نے بھی نقل کیا ہے۔

احمد اللہ ذو الجلال والاکرام
حمداً علی الاذان کثیراً
میں خداوند ذوالجلال والاکرام کا اذان پر بہت شکر گزار ہوں۔

اذا اتانی بشیر من اللہ
فاکرم به لدیی بشیراً
اللہ کی طرف سے میرے پاس ایک بشارت دینے والا آیا اور کیسا اچھا بشارت دینے والا تھا۔

فی لیال وآتانی بہن ثلاث
کلماً جائئنی ذادوقیرا (1)
مسلل تین رات تک خدا کا بشیر آیا اور برابری عزت میں اضافہ کرتا رہا۔

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ کلمات بلال کو بتادو۔ کہ وہ اذان دے کہ اس کی آواز تم سے بلند ہے۔ جو نبی حضرت بلالؓ نے اذان دی تو حضرت عمرؓ چادر گھسیٹتے ہوئے آئے اور عرض کی حضور ﷺ

والذی بعثک بالحق لقد مرایت مثل الذی امری۔ (2)
قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دیکر بھیجا میں نے بھی ایسا ہی دیکھا ہے
جیسا عبداللہ ابن زید کو دکھایا گیا
بین کر حضور ﷺ نے فرمایا
وللہ الحمد

امام ترمذی فرماتے ہیں۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کی بابت دریافت کیا تو آپ

(1) ابن ماجہ، السنن، بدء الاذان، الرقم 698، ص 403/2

(2) امام احمد، مسند احمد، عبد اللہ بن زید، الرقم 15882، ص 239/33

علی بن عمر أبو الحسن الدار قطنی البغدادی، الدار قطنی، ذکر الاقامة، الرقم 947، ص 32/3

ابن خزيمة، الصحيح، الرقم 363، ص 145/2

بتایا ہے میرے نزدیک یہ حدیث صحیح ہے (1)
محمد بن یحییٰ نے بھی اس حدیث کو صحیح بتایا ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح
فرمایا (2)

حافظ علاء الدین فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی شرط پر پورے اترتے ہیں۔
صدیق اکبرؓ نے بھی ایسی ہی خواب دیکھی تھی۔ (3)
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اذان دعوت حق ہے

اذان کے کلمات نہایت پر معنی، حقیقت سے لبریز اور حق کی زبردست دعوت ہیں۔ اللہ اکبر
میں خدا تعالیٰ کی بڑائی اور کبریائی کا محبوب انداز ہے۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ

میں توحید کا ذکر ہے کفر کی نفی ہے

اشھد ان محمد رسول اللہ

رسالت کا اعلان ہے

اور یہ واضح کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا طریقہ رسول ﷺ کے ذریعہ سے ہے، ہم تک

پہنچا ہے۔

حییٰ علی الصلوٰۃ

میں نماز کی طرف بلانا ہے

اسکی اہمیت کو واضح کرنا ہے اور لوگوں کو بتانا ہے کہ توحید و رسالت کے بعد افضل عبادت نماز

ہے

(1) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 391/1

(2) الترمذی، سنن ترمذی، ما جاء فی الاذان، الرقم 174، ص 138/1

(3) عبد الرحمن بن ابی بکر جلال الدین السیوطی، (المتوفی 911ھ) بیروت، الخائص

الکبریٰ، ص 223/1

حبیب علی الفلاح

میں آخرت کی دائمی کامیابی سرخروئی مراد ہے۔

آخر میں پھر کہہ دیتے ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ (1)

ہی سب سے اعلیٰ ہے۔ وہی سب سے برتر ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور کسی کی بندگی نہیں۔

اذان میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ ہر نماز پر حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ معراج کی شب نماز کا حکم دیا گیا اور آسمانوں کے نزول و عروج میں آپ کو اذان سنائی گئی۔ آسمان میں فرشتہ نے اذان دی۔ (2)

حضور ﷺ نے فرمایا جبریل امین نے آسمان میں اذان دی اور مجھ کو امامت کیلئے آگے کیا اور میں نے فرشتوں کو نماز پڑھائی۔ (3)

پھر جب ہجرت کے بعد اعلام کی ضرورت محسوس ہوئی تو عبداللہ ابن زید کو خواب میں سیکھا دی گئی۔ عبداللہ ابن زید نے جو نبی خواب سنائی تو حضور ﷺ نے فوراً تصدیق فرمادی۔ بعض معترضین کہتے ہیں کہ اذان تو عبداللہ ابن زید کی خواب سے ہوئی۔ اور خواب کی بات حتمی نہیں ہوتی۔ جواباً عرض ہے ہم اس کی مشروعیت کے قائل اس لئے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ ابن زید کے خواب کی زبردست تصدیق فرمائی۔

انہا لرویا حق۔

اگر عبداللہ ابن زید کی خواب معتبر نہیں تو حضور ﷺ کا اسے حق فرمانا تو معتبر ہے گزشتہ سطور میں یہ گزر گیا ہے کہ یہ خواب صرف عبداللہ ابن زید کو ہی نہیں آئی عمر فاروق نے بھی یہی خواب دیکھی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی یہ مشاہدہ کیا۔ یہی وہ اذان ہے جو رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر سنی تھی۔ اور

(1) ابن حجر، فتح الباری، الاذان، ص 396/2

(2) السیوطی، الخائص الکبری، ص 15/1

(3) السیوطی، الخائص الکبری، ص 291/1

جبریل امین کی درخواست پر فرشتوں کو نماز پڑھائی تھی۔

اذان اسلام کا ایک عظیم شعار ہے۔ اس کے کلمات مبارکہ میں بے پناہ انوار و برکات جمع ہیں۔ اسی باعث شریعت کا حکم ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اذان دی جائے۔ کہ توحید و رسالت کا نعرہ سن سکے۔ اور

الست بربکم

کے عہد کی تجدید ہو جائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رکعات نماز میں اضافہ

اسی سن اول ہجری کے واقعات میں نماز میں تعداد دو رکعات کا بھی اضافہ ہوا ہے۔ صاحب مواہب لدنیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کو مدینہ منورہ آئے دو ماہ گزر گئے تھے۔ کہ اقامت کی نمازوں کی تعداد رکعات میں اضافہ ہوا۔ اس سے پہلے مغرب کی تین رکعات کے سوا تمام نمازیں دو دو رکعات تھیں۔ اس کے بعد نماز ظہر، نماز عصر، نماز عشاء میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا۔ اور فجر کی دو رکعتیں بدستور رہیں۔ کیونکہ ان میں قراۃ طویل ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دو دو رکعتیں نماز فرض کی گئی۔ پھر جب حضور ﷺ مدینہ منورہ آئے تو دو اور چار رکعت فرض ہوئیں۔ اور سفر کی نماز کو پہلے فریضہ پر برقرار رکھا گیا۔ (205)

یہ حدیث نماز قصر کے وجوب میں احناف کی دلیل ہے۔ حنفی مذہب میں قصر کا وجوب ہے۔ اور شافعی مذہب میں رخصت و اجازت اسی سن اول ہجری میں ایک اور اہم واقعہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ کے باہر ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا۔ کہ بھیڑ یا اس کی بکری لے گیا۔ چرواہا اس بھیڑیے کے پیچھے دوڑا اور اس سے اپنی بکری چھڑالی۔ بھیڑیے نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے رزق دیا تھا۔ تو نے مجھ سے چھین لیا چرواہا حیران رہ گیا کہ بھیڑ یا باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے کہا یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ تعجب تو یہ ہے

(1) البخاری، صحيح البخاری، التأمیخ من این امر خوال التأمیخ، الرقم 3642، ص 323/12

کہ ایک شخص مدینہ کے ریگستانوں میں گزشتہ اور آئندہ کی خبریں دیتا ہے۔ اور تو اس کی تصدیق نہیں کرتا اس کے بعد وہ چرواہا بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور اپنا واقعہ سنایا۔ (1)

اسی سن اول ہجری کے عاشورہ کا روضہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ سیدنا ابن عباسؓ سے ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ منورہ رونق افروز ہوئے۔ تو یہود کو دیکھا وہ عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس دن موسیٰ نے فرعون سے نجات پائی اور تمام فرعونی لشکر دریا میں غرق ہوا تھا۔ اس نعمت کے شکرانہ میں حضرت موسیٰ باقی عمر اس دن روزہ رکھتے رہے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا! ہم اپنے بھائی موسیٰ کی سنت کو زندہ رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اور حکم دے دیا کہ اس دن روزہ رکھا کریں۔ (2)

جب ماہ رمضان کا روزہ فرض ہوا۔ تو پھر روزہ عاشورہ رکھنے کا اہتمام باقی نہ رہا۔ آپؐ نے فرمایا! جو چاہے رکھ لے اور جو نہ چاہے نہ رکھے۔ (3)

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے زمانہ جاہلیت میں قریش روزہ رکھا کرتے تھے۔ قریش کا عاشورہ کے روزہ کی پابندی اس لیے کہ وہ اس دن کی عظمت کرتے تھے۔ اور خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا کرتے تھے۔ (4)

حضرت عکرمہؓ سے روایت ہے قریش سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تھا جس کے کفارہ کیلئے یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ حضور ﷺ عاشورہ کا روضہ باقاعدگی سے رکھا کرتے تھے۔ (5)

-
- (1) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 20808، ص 383/11
 - (2) امام احمد، مسند احمد، ابی ہریرۃ، الرقم 7718، ص 259/16
البخاری، صحيح البخاری، صیام يوم عاشورۃ، الرقم 1865، ص 127/7
البیہقی، سنن الکبریٰ، ص 286/4
ابی شیبہ، المصنف، ص 471/2
 - (3) البخاری، صحيح البخاری، وجوب صوم رمضان، الرقم 1759، ص 454/6
امام مسلم، صحيح مسلم، صوم يوم عاشورۃ، الرقم 1897، ص 459/5
الترمذی، سنن الترمذی، الرخصة فی ترک ال سوم، الرقم 684، ص 217/3
 - (4) البخاری، صحيح البخاری، جعل الله الکعبه البيت الحرام قیاماً، الرقم 1489، ص 7/6
 - (5) امام مسلم، صحيح مسلم، فی عاشورۃ، الرقم 1917، ص 480/5
ابی شیبہ، المصنف، ص 473/2

حضور ﷺ نے چار چیزوں کو باقاعدگی سے ادا فرمایا ہے۔ عاشورہ کا روزہ عشرہ ذی الحجہ کے روزے ایام بیض کے روزے اور فجر کی دو سنتیں۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صرمہ بن انسؓ کا قبول اسلام

حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرمہ بن انس اپنی عمر کے آخری حصہ میں تھے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ یہ اہم واقعہ بھی اسی سن اول ہجری کا ہے حضرت صرمہؓ شروع سے توحید کے دلدادہ تھے۔ ایک مرتبہ عیسائیت قبول کرنے کا فیصلہ کیا۔ مگر نصاریٰ کے مشرکانہ نظریات علم میں آنے پر ارادہ ملتوی کر لیا۔ آپ اپنے پہلے دور میں بھی عابد زاہد تھے۔ راہبانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ باریک کپڑا پہننے سے نفرت کرتے تھے۔ جنابت سے غسل کرتے عبادت کیلئے الگ تھلگ جگہ بنا رکھی تھی۔ جس میں کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ اگر کوئی پوچھتا کہ آپ اندر کیا پڑھتے ہیں۔ تو فرماتے

اعبد مرب ابراہیم (2)

میں ابراہیمؑ کے رب کی عبادت کرتا ہوں

اسلام قبول کر لینے کے بعد حضرت صرمہ بن انسؓ نے مندرجہ ذیل اشعار بارگاہ رسالت میں نظر آنہ پیش کئے۔

فلما اتانا اظهر الله دينه فاصبح مسرورا بطيبة مراضيا

جب حضور ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دین کو غلبہ دیا اور آپ مدینہ سے خوش اور راضی ہو گئے۔

(1) اصمٰ احمد، مسند احمد، حضرت حفصہ، الرقم 25254، ص 414/53

النسائی، سنن الکبریٰ، الرقم 2724، ص 135/2

ابن حبان، صحیح ابن حبان، الخصال التي كان يواظب، الرقم 6529، ص 376/26

(2) السهيلي، الروض الأنف، ص 360/2

ابو محمد، سير قباين هشام، ص 509/1

والقی صدیقاً واطمأنت به النوی وکان له عوناً من اللہ بادیا
یہاں آ کر دوست بھی مل گئے اور فرقت وطن کے غم سے بھی اطمینان ہوا اور وہ
دوست اللہ کی طرف سے آپ کیلئے مددگار ہوا۔

یقص لنا ما قال نوح لقومه وما قال موسىٰ اذا اجاب المنادیا
آپ ہمارے لئے وہ باتیں فرماتے ہیں جو نوحؑ نے اپنی قوم کو فرمائیں اور موسیٰؑ
نے اپنی قوم سے بیان کیں۔

فاصبح لا یخشى من الناس واحداً قریباً ولا یخشى من الناس نائبا
اور یہاں آ کر ایسے مطمئن ہوئے کہ کسی کا ڈرنہ رہا۔ نہ قریب کا نہ بعید والے کا
بذلنا له الاموال من حل مالنا وانفسنا عند الوغی والتاسیا
ہم نے تمام مال آپ کیلئے نثار کر دیا اور جنگ کے موقع پر اپنی جانیں قربان کر دیں۔
ونعلم ان اللہ لاشی غیرہ ونعلم ان اللہ افضل ہادیا
ہمیں اچھی طرح علم ہے کہ اللہ کے سوا حقیقتاً کوئی شے موجود نہیں اور یہ بھی جانتے
ہیں کہ اللہ ہی سب سے اچھی ہدایت دینے والا ہے اور تو مفت دینے والا ہے۔

نعادی الذی عاد من الناس کلهم جمیعاً وان کان الحبيب
مصافیا (1)

ہم ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو اگرچہ وہ ہمارا کتنا محبوب و مخلص
کیوں نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

پہلا خوش نصیب بچہ

مدینہ کے یہود نے مسلمانوں کے خلاف یہ بھی پروپیگنڈہ کر رکھا تھا کہ ہم نے جادو کی ذریعہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 283/2

السہیلی، الروض الانف، ص 365/2

ابو محمد، سیر قابین ہشام، ص 510/1

مسلمانوں کی عورتوں کو بانجھ بنا دیا ہے۔ اب ان کے ہاں کوئی بچہ نہیں ہوگا۔ مسلمان بتقاضائے بشری پریشان تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق کو بیٹا عطا فرمایا۔ جو عبداللہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ امام بخاریؒ نے اس واقعہ کو بخاری شریف میں نقل کیا ہے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو میں امید سے تھی۔ قباء میں قیام کے دوران میرے ہاں عبداللہ پیدا ہوئے۔ میں خوشی خوشی اس بچے کو اٹھائے دربار رسالت میں لے گئی حضور ﷺ نے ازراہ کرم بچے کو اٹھایا اپنی گود میں لٹالیا۔ پھر کھجور منگوائی اسے چبایا نرم کیا پھر بچے کے منہ میں ڈالا۔ پھر اپنا لعاب مبارک بچے کے منہ میں ڈالا وہ بچہ کتنا خوش نصیب ہے جس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا لعاب دہن گیا۔ گویا حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ کو گھٹی دی۔ آپ کی پیدائش پر مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی

فلما ولادته کبر المسلمون تکبیرة عظيمة فرحاً بمولده۔ (1)
جب حضرت اسماءؓ نے انہیں جناتوان کی ولادت پر خوشی سے مسلمانوں نے نعرہ
ہائے تکبیر بلند کئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

یہود کی ہٹ دھرمی

حضور ﷺ کے مدینہ منورہ تشریف لانے پر حق و صداقت تو واضح ہو گئے۔ مگر یہود کی ہٹ دھرمی اور معاندانہ رویہ میں فرق نہ آیا۔ حالانکہ حضور ﷺ کی آمد سے قبل حضور ﷺ کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ یہود کے علماء اپنی قوم کو ساتھ لیکر اپنی مصائب و مشکلات میں اللہ کے حضور اس طرح پکارتے۔

اللهم انا نستنصر بحق محمدن النبی الامی

اے اللہ محمد مصطفیٰ جو نبی ہیں ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کبھی اس طرح بھی

(1) البخاری، صحیح البخاری، تسمیۃ المولود، الرقم 5047، ص 118/17

الاصبہانی، معرفۃ الصحابہ، الرقم 3665، ص 448/11

دعا کرتے۔

اللهم ابعث النبی الامی الذی نجدہ فی التوراة۔ (1)

اے اللہ اس نبی امی کو مبعوث فرما جس کا ذکر ہم توراة میں پاتے ہیں۔

یہ انکی ساری باتیں حضور ﷺ کی آمد سے قبل کی ہیں۔ جب حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے تو آنکھیں پھیر لیں اور پرلے درجے کی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔ ام المومنین حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ میں اپنے والدین کی لاڈلی بیٹی تھی۔ جب وہ مجھے دیکھتے تو تمام بچوں کو چھوڑ کر مجھ سے محبت کرتے۔ جب حضور ﷺ ہجرت کر کے قباء آئے تو ایک دن میرا باپ اور میرا چچا قباء گئے۔ تمام دن وہیں گزارا۔ رات واپس آئے تو پریشان تھے میں آگے بڑھی تو ان کی طرف سے وہ پہلا پیار نہ ملا گویا مجھے کسی نے دیکھا ہی نہ میں نے سنا میرا چچا ابو یاسر میرے والد سے کہہ رہا تھا۔ یہ وہی ہے میرے والد نے کہا ہاں وہی ہے۔ میرے چچا نے کہا کیا تم نے اسے علامات سے پہچان لیا ہے۔ میرے والد نے کہا ہاں پہچان لیا ہے۔ پھر میرے چچا نے کہا کیا خیال ہے۔ ایمان لائیں یا نہ میرے والد نے کہا جب تک زندہ رہوں گا۔ اس کی دشمنی پر پکار ہوں گا۔ (2)

ایسی قسم کی ہٹ دھرمی کا ایک واقعہ قبیلہ بنی نضیر کے ایک فرد کا بھی ہے۔ وہ بھی حضور ﷺ کی محفل پاک سے اٹھ کے آیا تو قوم سے کہا!

اتیت من عند رجل واللہ ازال لہ عدوا (3)

میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جس کا میں ہمیشہ دشمن رہوں گا۔ اگرچہ اکثر یہودی علماء ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہے۔ تاہم چند ایک ایسے بھی گزرے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کی زیارت کی علامات دیکھیں اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 377/3

(2) البیہقی، دلائل النبوة، فلما قدم رسول اللہ ﷺ، الرقم 786، ص 403/2

(3) البیہقی، دلائل النبوة، وبأ المدینة مقدم رسول اللہ ﷺ، الرقم 785، ص 402/2

مخیرق کی جاں نثاری

مخیریق یہود کے ایک مشہور عالم تھے۔ اقتصادی حالت بھی بہت بہتر تھی کتب سماویہ میں حضور ﷺ کی آمد کا ذکر پڑھ کر انہوں نے حضور ﷺ کی نبوت اور صداقت کا اعتراف کر لیا تھا۔ مگر خاندانی تعصب کے سبب اسلام قبول کرنے سے گریزاں تھے۔ یہاں تک کہ احد شریف کا موقعہ آیا تو انہوں نے برملا کہا

یا معشر یہود واللہ انکم لتعلمون ان نصر محمد علیکم لحق (1)

اے کروہ یہود بخدا تم جانتے ہو محمد مصطفیٰ کی مدد کرنا تم پر لازم ہے۔

یہود نے بہانہ سازی کر کے کہا آج ہفتہ کا دن ہے۔ اس میں جنگ ہمارے لئے ممنوع ہے مخیریق نے کہا تم بہانہ بنا رہے ہو۔ یہ کہا اور خود مسلح ہو کر میدان جنگ میں حضور ﷺ کے ہاں چلے گئے۔ اور وارثوں سے کہا اگر میں جنگ میں مارا جاؤں تو میرا سارا سامان رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دیا جائے۔ جب جنگ شروع ہوئی تو مخیریق میدان میں اترے اور داد شجاعت دیتے ہوئے شہید ہو گئے۔ خبر ملنے پر حضور ﷺ نے فرمایا

لخیرق خیر یہود (2)

مخیرق تمام یہود سے بہتر ہے

ان کی وصیت کے مطابق ان کا تمام مال حضور ﷺ کے سپرد کر دیا گیا تھا۔ یہود میں چند گنتی کے آدمی تھے۔ جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ اگرچہ ہر یہودی کے دل میں اسلام کی نفرت تھی۔ مگر چند یہودی ایسے تھے جو ہر مرحلہ پر اسلام دشمنی میں پیش پیش رہے۔ جیسے اخطب کے دونوں بیٹے ابویاسر، حبیبی، جدی، سلام بن شکم، کنانہ بن ربیع، کعب بن اشرف، عبداللہ بن صمدیہ، ابن سلوبہ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1،2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 72/3

ابو محمد، سیرۃ قابین هشام، ص 517/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 277/1

شاس بن قیس کا فتنہ

یہ شخص امت مسلمہ کو فتنہ میں مبتلا کرنے کیلئے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ مدینہ منورہ حضور ﷺ تشریف لائے تو اس اور خزرج جو عرصہ سے برسرِ پیکار تھے۔ حضور ﷺ کی برکت سے وہ شیر و شکر ہو گئے۔ ایک دن اس اور خزرج کے کچھ افراد اکٹھے بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ شاس کو یہ بات ناگوار گزری کہ یہ قبیلے اکٹھے کیوں ہو گئے اس نے اپنے ایک شیریں ساقی سے کہا جاؤ تم بھی ان میں بیٹھ جاؤ۔ اور کوشش کرنا کوئی موقع آئے تو جنگ بعث کا واقعہ یاد دلادینا۔ چنانچہ اس نے جنگ بعث کے موقع پر پڑھے گئے اشعار پڑھ دیئے۔ جس سے فریقین بھڑک اٹھے اور پھر ایک مرتبہ دورِ جاہلیت کی یاد تازہ ہو گئی۔ اس بن قیس کی جو قبیلہ اس کا فرد تھا اور جبار بن سحر جو قبیلہ خزرج کا فرد تھا آپس میں لڑ پڑے اور مرنے مارنے پر تل گئے۔ جونہی یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی آپ ایک جماعت لیکر موقع پر پہنچ گئے حضور ﷺ نے وہاں ایک محبت بھرا خطبہ دیا۔ خطبہ شریف یہ ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ اتَّقُوا اللَّهَ اتَّقُوا اللَّهَ مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ وَانَا بَيْنَ أَظْهَرِ
كَمْ بَعْدَ انْ هَدَاكُمْ اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ وَكَمْ كَمْ بِهِ وَقَطَعَ بِهِ عَنْكُمْ أَمْرَ
الْجَاهِلِيَّةِ وَاسْتَنْقِزَكُمْ بِهِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفِ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَتَرْجِعُونَ إِلَى
كُنْتُمْ عَلَيْهِ كُفَّارًا (1)

اے مسلمانوں کے گروہ خدا سے ڈرو خدا سے ڈرو کیا تم جاہلیت کا نعرہ بلند کرنے لگے ہو۔ حالانکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور اس کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی۔ اور تمہیں اس کے ذریعے عزت عطا فرمائی۔ اور جاہلیت کی کشمکش سے تمہیں نجات دی۔ اور کفر سے تمہیں بچالیا اور تمہارے دلوں کو رشتہ الفت میں پرو دیا ہے۔ اس کے بعد کیا تم پھر کفر

(1) ابو محمد، سیر قباہین، ص 555/1

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 284/1

السہیلی، الروض الانف، ص 415/2

کیطرف لوٹ جانا چاہتے ہو۔

حضور ﷺ کا یہ خطبہ مبارک سنتے ہی اوس و خراج کے افراد کے دل پکھل گئے۔ آنکھیں کھل گئیں احساس ہو گیا بس کیا تھا کہ شرم و حیا کے آنسوؤں کی چھڑی لگ گئی۔ ایک دوسرے سے معذرت شروع کی اپنی اپنی غلطی کا اعتراف کیا یہ ارشاد خداوندی نازل ہوا۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔ (1)

اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو الگ الگ نہ ہو جاؤ

اور یہ حکم بھی نازل ہوا

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقنہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ (2)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے تمہیں موت نہ آئے مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان رہو۔

یہود کی خدادشمنی

یہ لوگ حضور ﷺ کے ہی مخالف نہ تھے ضد، حسد، عناد نے انہیں خدائے قدوس جل مجدہ کی ذات پر بھی الزام لگانے تک اکسا دیا۔ ایک دفعہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہودی سے فرمایا! کہ ایفخاص اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کر لو تم جانتے ہو حضور ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور وہ اس کی طرف سے حق لیکر آئے ہیں۔ انکی آمد کی بشارتیں توراۃ، انجیل میں موجود ہیں۔ ابوبکرؓ کی بات پر فخاص خدادشمنی کا مظاہرہ اس طرح کیا۔

واللہ یا ابابکر ما بنا الی اللہ من قهر وانہ الینا لفقیر (3)

اللہ کی قسم اے ابوبکرؓ ہم اللہ کے محتاج نہیں۔ وہ ہمارا محتاج ہے۔ (معاذ اللہ)

(1) آل عمران، 3: 103

(2) آل عمران، 3: 102

(3) ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص 558/1

ابو الفتح، عیون الاثر، ص 226/1

السہیلی، الروض الانف، ص 448/2

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 400/3

ہم اس کے سامنے اس طرح عاجزی نہیں کرتے جیسے وہ ہمارے سامنے کرتا ہے۔ ہم اس سے غنی ہیں وہ ہم سے غنی نہیں۔ اگر وہ ہم سے غنی ہوتا تو ہم سے بطور قرض مال نہ مانگتا۔ صدیق اکبرؑ نے اسے اس توہین آمیز تقریر پر تھپڑ دے مارا۔ اور فرمایا اللہ کی قسم اگر ہمارے اور تمہارے درمیان عہد نہ ہوتا تو تجھے قتل کر دیتا۔ منخاص نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر سیدنا ابوبکرؓ کی شکایت کی۔ آپ نے سیدنا ابوبکرؓ سے فرمایا تم نے تھپڑ کیوں مارا۔ صدیق اکبرؓ نے سارا ماجرہ سنا دیا۔ منخاص نے اپنے اس گستاخانہ لہجہ کا انکار کر دیا اور صدیق اکبرؓ کو غلط کہا خلاق کائنات جل مجدہ نے صدیق اکبرؓ کی حمایت میں یہ حکم نازل فرمایا۔

لقد سمع الله قول الذين قالوا ان الله فقير و نحن اغنياء۔ (1)
بیشک اللہ تعالیٰ نے گستاخوں کی یہ بات سن لی جو انہوں نے کہی اللہ تعالیٰ مفلس ہے اور ہم غنی ہیں۔

☆ سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے یہود کا ایک گروہ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور کہا کائنات کو تو اللہ تعالیٰ نے بنایا اللہ کو کس نے پیدا کیا۔ حضور ﷺ یہود کی اس خدا دشمنی پر جلال میں آ گئے۔ تو جھٹ جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی

خفف عليك يا محمد (2)

حضور ﷺ آپ مطمئن ہوں۔

ان کی خرافات کا میں جواب لیکر آیا ہوں۔ انہیں سنائیے تاکہ گمراہی سے بچ سکیں۔

قل هو الله احد ، الله الصمد ، لم يلد ، ولم يولد ، ولم يكن له

كفواً احد، (3)

فرمادیں اللہ ایک ہے۔ اللہ صمد ہیں۔ نہ اس نے کسی کو جنم دیا ہے اور نہ وہ

(1) آل عمران، 3: 181

(2) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، فضائل هذه السورة، الرقم 3946، ص 228/9

الترمذی، سنن الترمذی، سورة اخلاص، الرقم 3287، ص 210/11

اصمٰ احمد، مسند احمد، ابی العالیہ، الرقم 20272، ص 230/43

(3) الاخلاص، 112: 1.2.3.4

جنا گیا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ سننے کے باوجود یہود کی گستاخیاں نہ رکیں۔ پھر کہا اچھا یہ بتا دیجئے وہ ہے کیا اس کے بازو کیسے ہیں۔ ان کی اس بے ہودگی پر حضور ﷺ نے ان کی سرزنش کی۔ پھر جبریل حاضر ہوئے اور آپ کو تسلی دی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

منافقین کی ریشہ دوانیاں

مدینہ منورہ میں یہود نے اسلام کی مخالفت کیلئے ہر وہ طریقہ اپنایا جس میں کامیابی سمجھی۔ یہود کا ایک طبقہ تو اسلام کا کھلا دشمن تھا۔ جیسے گزشتہ مثالوں سے واضح ہے۔ یہود کا دوسرا طبقہ مارآستین تھا۔ وہ بظاہر تو اسلام لے آیا مگر اندر رہ کر دشمنی انجام دیتا رہا۔ یہ طبقہ جنہیں دوسرے لفظوں میں منافقین کہا جاتا ہے۔ یہ کھلے دشمن سے بھی زیادہ نقصان دیتا تھا۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ کسی نہ کسی طرح مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیں۔ چونکہ یہ اتحاد حضور ﷺ نے مواخات بھائی چارہ کی حکیمانہ تجویز پر بنایا تھا۔ اور وہ اتنا مضبوط محل بن گیا تھا۔ کہ ان کی نقب زنی بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ مسلمانوں کو بھگانے کیلئے ان کے چند طریقے تھے۔

- 1- اسلامی احکام پر ایسے لفظوں میں تنقید کرتے کبھی گرفت ہوتی تو حلف اٹھا کر بیچ نکلتے۔
- 2- آیات قرآنیہ کی غلط تاویلات سے بہکاتے۔
- 3- حضور ﷺ کی ذات والاصفات کو تنقید کا نشانہ بناتے۔
- 4- مسلمانوں کی اجتماعی زندگی کو نشانہ بنا کر مذاق کرتے۔
- 5- قریش مکہ سے اندر خانے میل ملاپ رکھ کر نقصان پہنچاتے۔
- 6- زبان سے جانثاری کا دم بھرتے اندر سے منافقین کا کام کرتے۔

مدینہ منورہ کے ایک مشہور منافق زید ابن الاصیت ایک موقع پر حضور ﷺ کے خلاف زبان درازی کی۔ واقعہ یہ ہوا ایک مرتبہ حضور ﷺ کی اونٹنی گم ہو گئی تو منافق نے کہا کہ یوں تو محمد دعویٰ کرتے ہیں کہ آسمانوں کی خبریں رکھتے ہیں ان پر وحی کا نزول ہوتا ہے۔ مگر اپنی اونٹنی کا پتہ نہیں وہ کہاں ہے۔ تو

اس کی اس گستاخی پر حضور ﷺ نے فرمایا! اللہ کی قسم میں اس چیز کو جانتا ہوں جس کا علم مجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹنی کے بارہ میں بتا دیا ہے۔ کہ وہ فلاں گھاٹی میں ہے۔ اس کی ٹکیل اس درخت کی ٹہنی کیسا تھالچھ گئی ہے۔ اور وہ وہاں رکی ہوئی ہے۔ چند مسلمان وہاں پہنچے تو اونٹنی کو اسی حالت میں دیکھا۔ (1)

ایک موقع پر حضور ﷺ نے چند منافقین کو دیکھا وہ مسجد میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔ تو آپؐ نے انہیں مسجد سے نکالنے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ابو ایوب نے عمر بن قیس و رافع بن ربیعہ کو یکے بعد دیگرے مسجد شریف سے باہر نکال دیا اور عمارہ بن حزم نے زید بن عمر کو گھسیٹ کر باہر نکال دیا۔ زید بن عمر منہ کے بل گرا اور زخمی ہو گیا۔ تو اس نے کہا اے عمارہ تو نے مجھے زخمی کر دیا۔ حضرت عمارہؓ نے فرمایا اے منافق اللہ تجھے ہدایت کرے۔ وہ عذاب جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے تیار کر رکھا ہے۔ وہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے خبردار آج کے بعد رسول اللہ کی مسجد میں مت آنا۔ ابو محمد مسعود بدری نے قیس بن عمر پر گرفت کی اور اسے باہر نکال دیا۔ بنی حذرہ کے ایک نوجوان نے حارث بن عمر کو سر کے بالوں سے پکڑ کر نکال دیا۔ حارث نے مسلمان نوجوانوں سے کہا تم نے بڑی سختی کی ہے۔ نوجوان نے کہا اللہ کا دشمن اسی لائق تھا۔ عمر بن عوف کے ایک نوجوان نے اپنے بھائی زدی بن حارث کو مسجد سے نکال دیا حلاس بن سوید بن صامت بھی اسی گروہ کا سرغنہ تھا۔ جھوٹی قسمیں اٹھا کر بیچ نکلتا اس کا معمول بن گیا۔ اسکی اسی بری عادت کا ذکر قرآن مقدس نے اس طرح فرمایا ہے۔ (2)

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ (3)

منافق قسمیں اٹھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کی بات کہی تھی۔ اور وہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے۔

منافقین کے ایک اور گروہ کا سرکردہ کارکن نبیل بن حارث بھی تھا۔ اس نے ایک موقع پر حضور ﷺ کے بارہ میں گستاخی کی۔ (معاذ اللہ) محمد ﷺ کانوں کے کچے ہیں۔ ہر شخص کی بات مان

(1) البیہقی، دلائل النبوة، تسمیة غزوة تبوک، الرقم 1986، ص 307/5

(2) التوبة، 9: 74

(3) آلوسی، مروح المعانی فی تفسیر القرآن، ص 293/7

لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے اس کی اس گستاخی پر سورۃ توبہ کی یہ آیۃ اتاری۔ (1)

ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن (2)

ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو حضور ﷺ کو تکلیف دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کانوں کا کچا ہے اس کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا!

من احب ان ينظر الى الشيطان فلينظر الى نبيل ابن الحارث (3)
جو شخص شیطان کو دیکھنا چاہے وہ نبیل بن حارث کو دیکھ لے۔

اسی بد شکل شخص کے بارہ میں ایک مرتبہ جبریلؑ نے حضور ﷺ سے عرض کی تھی۔ ایک فربہ جسم پر اگندہ بالوں والا، زرد چہرے والا، سرخ آنکھوں والا، اس کا جگر گدھے کے جگر سے بھی زیادہ سخت ہے۔ اور وہ آپ کی محفل میں اکثر بیٹھتا ہے۔ وہ آپ کی باتیں جا کر منافقین کو بتاتا ہے۔ آپ اس سے محتاط رہیں۔ (4)

☆ دشمنان رسول ﷺ کے اس گروہ میں عبداللہ بن ابی بن سلول بھی سرفہرست شمار کیا جاتا ہے۔ اوس و خزرج دونوں اسے عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ وہ مستقبل قریب میں ہی مدینہ منورہ کا رجسٹرڈ سردار بننے والا تھا۔ اس کی تاج پوشی ہونے والی تھی۔ کہ حضور ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر اس کا نظام دھرے کا دھرا رہ گیا۔ کہ اس کا سارا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ بس وہ اسی حسد کی آگ میں جلتا رہا۔ اور دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا تھا۔ اس نے ایک موقع پر کہا تھا کہ ہم مدینہ سے ذلیل لوگوں کو نکال دیں گے۔ (معاذ اللہ) (5)

حضرت اسامہؓ بن زید فرماتے ہیں ایک موقع پر حضور ﷺ سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کیلئے

(1) الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ص 170/4

(2) التوبة، 9: 64

(3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 417/3

(4) السہیلی، الروض الانف، ص 380/2

ابو محمد، سیر قلابین هشام، ص 520/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 417/3

(5) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دمار، مصطفیٰ ﷺ، ص 91/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 272/3

اپنے گدھے پر سوار عبداللہ ابن ابی کے قریب سے گزرے۔ تو آپؐ کچھ دیر کیلئے ازراہ کرم وہاں رک گئے۔ اور چند آیات قرآن مقدس کی تلاوت فرمائیں۔ عبداللہ بن ابی کو نافرمانیوں سے روکا اس وقت تو عبداللہ خاموش رہا بات نہ کر سکا یہی نبوت سے گم سم چپ چاپ کھڑا رہا۔ جب حضورؐ اپنے ارشادات سے فارغ ہو گئے۔ تو کہنے لگا

يَا هَذَا اِنَّهٗ لَا احْسَنَ مِنْ حَدِيثِكَ هَذَا اِنْ كَانَ حَقٌّ فَاجْلِسْ فِي بَيْتِكَ فَمِنْ جَانِكَ فَحَدِّثْهُ۔ (1)

جناب آپ کی بات اگرچہ حق ہے مگر انداز گفتگو پسند نہیں۔ (معاذ اللہ) آپؐ اپنے گھر میں رہا کریں جو وہاں آجائے اسے تبلیغ کریں اور جو آپ کے ہاں نہ آئے۔ آپ اس کے ہاں نہ جائیں۔ عبداللہ بن ابی کی اس بات پر عبداللہ ابن رواحہ جلال میں آگئے اور عرض کی حضورؐ فاتنا فی مجالنا ودومرنا ویوتنا۔ (2)

حضورؐ آپ ہمارے گھروں میں محفلوں میں بصد شوق تشریف لائیں اور ہمیں عزت بخشیں۔

حضورؐ اس سے اٹھ کر آگے سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لے گئے۔ آپ پر اس کی گستاخی کا اثر بصورت ناگواری محسوس ہو رہا تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ہجرت کا پہلا سال ایک نظر میں

سن ایک ہجری کے اہم واقعات میں حضرت اسعد بن زرارہ کی وفات بھی ہے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں انصار کو جمع کرنے کی کوشش کی اور دین اسلام کی اشاعت میں کوشش

(1) ابو محمد، سیر قلابن هشام، ص 586/1

السہیلی، الروض الانف، ص 21/3

(2) ابو محمد، سیر قلابن هشام، ص 586/1

السہیلی، الروض الانف، ص 21/3

فرمائی اور انہی کی کوشش سے بہت سے انصار حلقہ بگوش اسلام ہوئے انہوں نے گھر گھر جا کے تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کیا (1)

اسی سال حضرت براء بن معرورؓ نے وفات پائی۔ آپ ان پہلے مسلمانوں سے ہیں جنہوں نے اپنی قوم کے کہنے پر عقبہ ثانیہ کی رات میں بیعت کی۔ یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے تہائی مال کی وصیت کی۔ (2)

یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے نقباء میں سے سب سے پہلے وفات پائی۔ وہ انصار کے سردار تھے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کی جماعت کیساتھ ان کی قبر کے کنارے نماز پڑھی اور دعا فرمائی۔

اللھم اغفرلھ وارضھ وارض عنھ (3)

اے اللہ اسے معاف کر دے اس پر رحم فرما اس سے راضی ہو جا۔

مسجد قباء کی تعمیر، مسجد نبوی شریف کی تعمیر، اذان کی ابتداء، عقد مواخات، نماز کی رکعتوں میں اضافہ، بھیڑیے کا بولنا، عاشورہ کا روزہ، اسد بن زرارہ کی وفات، اسی سال مشرکین کے دوسر داروں، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل یعنی عمر بن عاص فاتح مصر کے والد نے انتقال کیا۔ اور نسبتاً اسلام دشمنی میں کمی ہوئی۔ (4)

مدینہ منورہ آنے کے ۸ ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہؓ سے شادی فرمائی۔ عقد کے وقت سیدہ عائشہؓ کی عمر چھ یا سات سال تھی اور رخصتی کے وقت نو سال تھی۔ (5)

اس سال میں سیدنا عثمان غنیؓ نے ایک یہودی سے پیر رومہ خرید کر رسول اللہ ﷺ کے دست

(1) أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریمر بن عبد الواحد الشیبانی

الجزری، عزالدین ابن الأثیر (المستوفی: 630ھ) اسد الغابہ، ص 44/1

(2) ابن الأثیر، اسد الغابہ، ص 108/1

(3) ابن الأثیر، اسد الغابہ، ص 109/1

ابن حجر عسقلانی، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص 96/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 372/8

(4) ابوالفتح، عیون الآثار، ص 355/2

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 52/12

(5) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 102/1

مبارک پر جنت کے ایک چشمے کے عوض فروخت کیا اور مسلمانوں کیلئے وقف کیا۔ اس کنوئیں کے علاوہ باقی تمام کنوؤں کا پانی کھاری تھا۔ مسلمانوں سے یہ یہودی قیمت وصول کرتا تھا۔ تو عثمان غنیؓ نے اسے وقف کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔ (1)

☆ صرمہ بن قیس کا قبول اسلام، حضرت عبداللہ ابن زبیر کی ولادت، یہود کی ہٹ دھرمیاں، بحیرہ یق کی جائزہ، شاس بن قیس کا فتنہ، یہود کی خدا دشمنی، منافقین کی ریشہ دوانیاں، عبادت کے اہتمام پر خصوصی توجہ، مسجد کی حاضری اور نماز کی پابندی پر نگاہ، پہلے سن ہجری کے اہم واقعات ہیں۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تحويل قبلہ

یہ اہم واقعہ دو ہجری میں پیش آیا جس کی تفصیل یہ ہے۔ حضور ﷺ کو مدینہ منورہ میں بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے ہوئے تقریباً ۷ مہینے گزر گئے تھے۔ مشرکین یہ شکایت کرتے تھے کہ حضور ﷺ بنی اسماعیل ہو کر بیت المقدس کی طرف نماز کیوں پڑھتے ہیں۔ یہود بطور طعنہ کہا کرتے کہ مسلمان ہماری مخالفت بھی کرتے ہیں۔ اور ہمارے ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ اگر یہود برے ہیں تو ان کا قبلہ کیوں اختیار کر رکھا ہے۔ اور غرور و تکبر سے یہ بھی کہہ دیتے کہ ہماری امداد سے ہی ان کی نمازیں صحیح قرار پاتی ہیں یہ بھی کہہ دیا کرتے جیسے مسلمانوں نے ہمارا قبلہ مان لیا ہے۔ مستقبل قریب میں ہمارے مکمل دین کو بھی مان لیں گے۔ مشرکین و یہود کی ان باتوں پر حضور ﷺ پریشان رہتے۔ آپ کی دلی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو جائے۔ چنانچہ ۱۵ شعبان یا رجب شریف کو حضرت جبریلؑ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا جبریلؑ میں چاہتا ہوں قبلہ کعبہ ہو جائے۔ جبریلؑ عرض کرتے ہیں آپؐ بلند مقام رکھتے ہیں اللہ کے حضور دعا فرمائیں اس کے بعد جبریلؑ چلے گئے۔ (2)

(1) امام احمد، مسند امام احمد، عثمان بن عفان، الرقم 481، ص 486/1

النسائی، سنن الکبریٰ، الرقم 6433، ص 95/4

النسائی، السنن، وقف المساجد، الرقم 3551، ص 375/11

(2) البغوی، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن، ص 161/1

حضور ﷺ نے نماز ظہر شروع فرمائی۔ آپ انتظار و جی میں بار بار آسمان کی طرف دیکھتے تھے۔ چنانچہ یہ آیه کریمہ نازل ہوئی۔

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنُبَيِّنَ لك قِبلةَ ترزىها فول

وجهك شطر المسجد الحرام (1)

ہم دیکھ رہے ہیں بار بار آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہے۔ ضرور ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں آپ راضی ہیں آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں۔

چنانچہ آپ نے اپنا چہرہ کعبہ کی سمت پھیر لیا۔ حضور ﷺ کی اقتداء میں تمام نمازی بھی پھر گئے۔ عباد بن بشر حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کے بعد انصار کے محلہ میں گئے۔ اور وہاں لوگ نماز عصر پڑھ رہے تھے۔ حضرت عباد بن بشر نے بلند آواز سے کہا میں اللہ کے نام کی گواہی دیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے بیت اللہ شریف کی طرف مڑ کر نماز پڑھی ہے۔ یہ سنتے ہی وہاں بھی نمازیوں نے اپنا رخ بدل دیا۔ (2)

اسی طرح محلہ بنی اشہل میں بھی نماز پڑھی جا رہی تھی۔ کہ منادی نے کہا قبلہ بدل گیا اور لوگوں نے اسی وقت منہ کو کعبہ کی طرف کر لیا۔ (3)

تحویل قبلہ میں کئی حکمتیں ہیں اور رسول ﷺ کی کئی عظمتیں ہیں۔

1۔ کعبہ شریف کو منہ کرنے میں حضور ﷺ کی عزت کا اظہار ہے۔ کہ یہ واقعہ حضور ﷺ سے رب کے پیار کی یادگار ہے۔

2۔ کعبہ معظمہ کا قیامت تک قبلہ ہونا حضور ﷺ کی رضا خوشنودی کیلئے ہے۔

(1) البقرة، 2: 144

(2) امام احمد، مسند امام احمد، براء بن عازب، الرقم 17765، ص 452/37
البيهقي، سنن الكبرى، ص 3/2

ابی عوانہ، المستخرج، ابواب المساجد، الرقم 909، ص 57/3
(3) ابی شیبہ، المصنف، ص 369/1

- 3- حضور ﷺ کی وجہ سے کعبہ کو یہ شرف مل گیا کہ قیامت تک مسلمانوں کا قبلہ اور سجدہ گاہ بن گیا۔
- 4- تحویل قبلہ کی ساری صورتحال پر نگاہ ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ پوری کائنات قانون کی پابند ہے اور قانون رضائے مصطفیٰ کے تابع ہے۔
- 5- تحویل قبلہ میں یہ بھی حکمت تھی کہ رب قدوس جل مجدہ کو تمام جہات سے نسبت ہے۔ پہلے بیت المقدس تھا اب کعبہ ہے۔
- 6- یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عبادت کیلئے کسی نہ کسی جہت کا مقرر ہونا انسانیت میں رہا ہے۔
- 7- یہ بھی حکمت ہے کہ کعبہ کو بھی قبلہ ہونے کا شرف ہوا۔ اور حضور ﷺ امام القبلین ثابت ہوں۔
- 8- قرآن مقدس نے ایک حکمت یہ بھی فرمائی کہ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون ہمارے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اور کون اپنی نفسانی خواہشات کا قیدی بنا رہتا ہے۔
- الا نلعلم من يتبع الرسول (1)
- 9- یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ تعین قبلہ کا بڑا مقصد یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے متبعین کیلئے ایک نمایاں علامت قرار دے دی جائے۔ تحویل قبلہ کا واقعہ مسجد بنو سلمہ میں پیش آیا بعد میں اس کا نام مسجد قبلتین پڑ گیا۔ (2)
- تحویل قبلہ کے بعد یہ سوال پیدا ہو گیا کہ آج سے پہلی نمازیں جو پڑھی گئیں ان کا کیا ہوگا۔ تو یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔
- مَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ (3)
- اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں فرمائے گا۔

(1) البقرة، 2: 143

(2) ابو الفتح، عیون الاثر، ص 308/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 56/12

(3) البقرة، 2: 143

ایمان سے مراد نماز ہے۔ جس سے ایمان اور نماز کے تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ تحویل قبلہ کے بعد مسجد نبوی شریف کی تعمیر دوبارہ ہوئی۔ اور مسجد قبا شریف کو نہیں بدلا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مسجد قبلتین

یہ مسجد مبارک وادی حقیق میں واقع ہے۔ مساجد خمسہ بھی اسی مسجد شریف کے قریب پڑتی ہے۔ بنیر رومہ شریف اس کے دائیں جانب واقع ہے۔ مدینہ یونیورسٹی کی عمارت بھی یہاں سے دکھائی دیتی ہے۔ حضور ﷺ نے یہاں نماز ادا فرمائی۔ یہ مسجد بنو سلمہ کے نام سے متعارف تھی کہ یہاں پر قبیلہ بنو سلمہ آباد تھا۔ ظہر کی دو رکعت ادا فرمائی ہیں۔ کہ تحویل قبلہ کا حکم نازل ہو گیا۔ باقی دو رکعتیں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا فرمائیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام مسجد قبلتین ہوا۔ بیت المقدس کی طرف قبلہ کا نشان دیوار میں موجود ہے۔ زائرین اس نشان کو بھی مس کر کے تبرک حاصل کرتے ہیں۔ تحویل قبلہ کا واقعہ اس دن پیش آیا جس دن حضور ﷺ ام بشر کی بیمار پرسی کیلئے ان کے ہاں تشریف لے گئے تھے۔ (1)

ترک دور میں بنائی گئی اس مسجد کی لمبائی نو میٹر چوڑائی چار میٹر بلندی ساڑھے چار میٹر تھی۔ اب سعودی حکومت نے اس مسجد کو نئے سرے سے حسین انداز میں تعمیر کیا ہے۔ اس مسجد کو شاہین الجمالی نے ۸۹۳ھ میں بنایا تھا۔ پھر مکان سلیمان نے ۹۰ھ میں سعادت حاصل کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تحویل قبلہ پر یہود کا سوال

یہودیوں کا ایک وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ جس میں یہ لوگ شامل تھے۔ رفاعہ بن قیس، قردام بن عمر، کعب بن اشرف، رافع بن ابی رافع، حجاج بن عمر، ربیع بن ربیع، کنانہ بن ربیع،

(1) السہودی، خلاصۃ القول بالآخبار داس مصطفیٰ ﷺ، ص 107/1

الشماسی، سبیل الہدی والرشاد، ص 56/12

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 308/1

انہوں نے آ کر حضور ﷺ سے عرض کی۔ اے محمد ﷺ! آپ نے اس قبلہ سے کیوں منہ موڑ لیا جس پر آپ اب تک رہے حالانکہ آپ کا یہ دعویٰ ہے۔ کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہیں۔ آپ اپنے اس قبلہ سے لوٹ جائیں۔ ہم سب یہودی قبائل آپ کی اتباع کریں گے۔ اور آپ کی نبوت کی تصدیق کریں گے۔ (1)

یہودی کی یہ پیشکش خلوص پر مبنی نہ تھی۔ وہ صرف حضور ﷺ کو آزمانا چاہتے تھے۔ کہ کیا حضور ﷺ اپنے فیصلے پر پکے ہیں۔ ہمارے ایمان لانے کے لالچ میں بدل دیتے ہیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وان الذين اتوا الكتب ليعلمون انه الحق من ربهم وما الله بغافل عما يعملون (2)

پیشک جنہیں کتاب دی گئی ضرور جانتے ہیں کہ یہ حکم ان کے رب کی طرف سے برحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کے کاموں سے بے خبر نہیں۔ اور اس سے اگلی آیت مبارکہ میں بڑے جلال سے فرمایا۔ اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں گے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 409/2

ابو محمد، سیرقاہین هشام، ص 549/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 57/12

(2) البقرة، 2: 144

باب چہارم

فرضیت صیام، زکوٰۃ، جہاد

روزہ کی فرضیت

حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اسی ۲ ہجری میں روزے بھی فرض کر دیئے گئے۔ تفصیل یہ ہے۔ اولاً دس شوال ۲ ہجری میں روزہ فرض ہوا۔ صرف ایک روزہ عاشورہ کا فرض ہوا۔ پھر یہ منسوخ ہو کر چاند کی تیرہ، چودہ، پندرہ کو روزے فرض کئے گئے۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو کر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض ہوئے۔ مگر لوگوں کو اختیار تھا جو چاہے روزے رکھے جو چاہے نہ دے۔ یعنی آدھا صاع فدیہ ادا کر دے۔ پھر یہ اختیار بھی منسوخ ہو گیا۔ اور ہر شخص پر روزہ لازم ہوا۔ مگر یہ پابندی رہی کہ رات کو سونے سے پہلے جو کھالو درست ہے۔ مگر سوکراٹھنے کے بعد کچھ نہیں کھا سکتے تھے۔ پھر حضرت صرمہ کا واقعہ پیش آنے پر صبح تک کھانے پینے کا اختیار دے دیا گیا۔ حضرت صرمہ کا واقعہ یہ ہوا۔ آپ کا شکار قسم کے آدمی تھے۔ روزہ کھولا اور فوراً نیند آ گئی۔ کھانا تیار ہو جانے پر اہلیہ نے جگایا اور کھانا پیش کیا۔ تو انکار کر دیا کہ اب سوکراٹھنے کے بعد کھانا ممنوع تھا۔ اسی حالت میں دوسرا روزہ ہو گیا۔ کام پر چلے گئے۔ دوپہر ہوئی تو کام کاج کی محنت سے غشی طاری ہو گئی۔ رات سے کھایا ہی کچھ نہیں تھا۔ اہلیہ دربار رسالت میں حاضر ہوئی اور اپنے مقدس شوہر کا پورا واقعہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے چاہا اس قانون میں تبدیلی واقع ہو۔ تو قدرت کی طرف سے حکم نازل ہو گیا۔ صبح ظہور فجر تک کھانے کی اجازت دے دی گئی۔ (1)

روزہ میں بے شمار حکمتیں پنہاں ہیں۔ روزہ روح کی قوت کا باعث ہے۔ روزہ رکھنے سے نفس کی سرکشی ٹوٹتی ہے۔ روزہ میں پیاسے بھوکے آدمی کی صورتحال سے آگاہی رہتی ہے۔ ان پر جذبہ رحم پیدا ہوتا ہے۔ روزہ سے بھوک برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ روزہ میں بھوک لگتی ہے۔ اور بھوک کئی بیماریوں کا علاج ہے۔ رمضان کے روزہ سے تراویح و تہجد کی عادت پڑ جاتی ہے۔ جو بے پناہ برکتوں کا باعث ہے۔

☆ روزہ ایک خاموش عبادت ہے۔ جس کے بے شمار فضائل ہیں۔ حدیث قدسی میں رب

قدوس فرماتا ہے کہ

الصوم لي وانا اجزي به (1)

روزہ میرا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

تمام عبادات میں ریا کا شائبہ موجود ہے۔ مگر روزے کی عبادت خاصی حد تک اس سے محفوظ ہے۔ روزے میں انسان ہمیشہ عابد رہتا ہے۔ کام کر رہا ہو یا سو رہا ہو۔ خاموش ہو یا بول رہا ہو۔ بیٹھا ہو یا چل رہا ہو۔ روزے کی مثال یوں سمجھ لیجئے وضو غسل بندے کو پاک صاف کر کے عبادت کے لائق کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی روزہ روح کو پاک کر کے محبوب کے لائق بنا دیتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام جب طور پر جاتے تو روزہ رکھ کر جاتے تھے۔ اور تورات کو لینے کیلئے چالیس روزے رکھ کر گئے۔ (2)

روزے سے غفلت دور ہوتی ہے۔ اور شہوت ٹوٹتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے قیامت کے دن قرآن اور رمضان روزہ دار کی شفاعت کریں گے۔ (3)

ایک اور حدیث شریف میں ہے تین شخص بہت بدنصیب ہیں۔ ایک وہ جو حضور ﷺ کا نام سنے۔ اور ان پر درود شریف نہ پڑھے۔ اور دوسرا وہ شخص جو ماں باپ کا بڑھا یا پا کر جنت حاصل نہ کر سکے۔ تیسرا وہ شخص جو ماہ رمضان پا کر جہنم سے آزاد نہ ہو سکے۔ (4)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

-
- (1) امام مسلم، صحیح مسلم، فضل الصیام، الرقم 1946، ص 19/6
- امام احمد، مسند احمد، ابی ہریرۃ، الرقم 6877، ص 418/14
- ابن خزیمہ، الصحیح، فضائل شہر رمضان، الرقم 1794، ص 140/7
- (2) البغوی، معالم التنزیل، ص 275/3
- (3) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، فی فضائل القرآن، الرقم 1994، ص 100/5
- امام احمد، مسند احمد، عبد اللہ بن عمرو، الرقم 6337، ص 375/13
- البیہقی، شعب الایمان، الصیام والقرآن یشفعان للعبد، الرقم 1938، ص 6/5
- (4) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، لمن ادرك ابواه البکر، الرقم 7365، ص 96/17
- الطبرانی، المعجم الكبير، الرقم 1990، ص 349/2
- ابن حبان، صحیح ابن حبان، حق الوالدین، الرقم 410، ص 308/2

ماہ رمضان کی عظمت

ماہ رمضان میں روزے فرض ہوئے۔ جس سے ماہ رمضان المبارک کی عظمت بھی ظاہر ہے۔ جیسے دنوں میں جمعہ افضل ہے۔ ایسے ہی مہینوں میں رمضان المبارک افضل ہے۔ ماہ رمضان کو ماہ صبر، ماہ مواسات، ماہ وسعت بھی کہا گیا ہے۔ (1)

روزہ میں صبر ہے۔ اس لئے اسے ماہ صبر بھی کہا گیا ہے۔ چونکہ اس ماہ میں عزیزوں سے عوام سے بھلائی کرنا ہوتی ہے۔ اس لئے اسے ماہ مواسات بھی کہتے ہیں۔ اس مہینے میں ہر فرد کا رزق کشادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس ماہ کو ماہ وسعت بھی کہا گیا ہے۔ رمضان المبارک میں ہر لمحہ عبادت ہوتی ہے۔ جبکہ باقی مہینوں میں خاص دنوں کا تعین ہے۔ رمضان المبارک کو یوں سمجھ لیا جائے جیسے بھٹی گندے لوہے کو صاف کر دیتی ہے۔ رمضان گناہگاروں کو پاک صاف کر کے حب الہی کا سبب بناتا ہے۔ رمضان شریف کی عظمت میں یہ حدیث شریف بھی ملتی ہے۔ رمضان المبارک میں نفل کا ثواب فرض کے برابر، اور فرض کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔ (2)

بعض علماء کا یہ قول بھی رمضان پاک کی فضیلت میں دلیل ہے کہ رمضان شریف میں مومن مرجائے تو قبر میں سوالات سے بچ جاتا ہے۔ اس کی عظمت کا باعث یہ بھی ہے کہ اس مہینہ میں شب قدر ہے۔ اس ماہ شریف کا شرف اس سے بھی ہے کہ رمضان شریف میں ابلیس بند کر دیا جاتا ہے۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت آراستہ کر دی جاتی ہے۔ اور اس کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (3)

اس ماہ میں کوئی اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کا باعث شیطان نہیں۔ کہ وہ توقید ہے۔ اس کا

(1) ابن خزیمہ، الصحيح، فضائل شهر رمضان، الرقم، 1780، ص 115/7

البیہقی، شعب الایمان، شهر مبارک، الرقم، 3455، ص 120/8

(2) ابن خزیمہ، الصحيح، فضائل شهر رمضان، الرقم، 1780، ص 115/7

البیہقی، شعب الایمان، شهر مبارک، الرقم، 3455، ص 120/8

(3) البخاری، صحيح البخاری، شهر رمضان، الرقم، 1766، ص 465/6

امام مسلم، صحيح مسلم، فضائل شهر رمضان، الرقم، 1793، ص 337/5

امام احمد، مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، الرقم، 7450، ص 491/15

باعث نفس امارہ ہے۔ حضور ﷺ رمضان میں ہر قیدی کو چھوڑ دیتے تھے۔ اور سائل کو عطا فرماتے تھے۔ (1)

ماہ رمضان کی عظمت کا ایک پہلو یہ بھی نمایاں ہے کہ قرآن مقدس میں رمضان کے علاوہ کسی مہینے کا ذکر نہیں۔ ایک اور حدیث شریف سے اس طرح عظمت واضح ہے کہ رمضان شریف میں سحری اور افطاری کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ مرتبہ اسی ماہ کو ملا ہے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نمازِ عید

اسی سال ۲ ہجری میں ماہ رمضان المبارک ختم ہونے میں ابھی دودن باقی تھے۔ کہ صدقہ فطر اور نماز عید کا حکم نازل ہوا۔ (3)

اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

قد اطلع من ترکی و ذکر اسم ربہ فصلی (4)

اس شخص نے فلاح پائی جو باطنی نجاتوں سے پاک ہو گیا۔ اللہ کا نام لیا اور عید کی نماز پڑھی۔

مفسرین اس آیت کے تحت فرماتے ہیں فلاح پائی اس شخص نے جس نے صدقہ فطر دیا اور عید کی نماز ادا کی۔ (5)

نماز عید کے موقع زائد تکبیرات کا ہونا عید گاہ کے راستہ میں تکبیریں کہنا۔ قرآن مقدس کی

(1) البیہقی، شعب الایمان، دخل شهر رمضان اطلق کل اسیر، الرقم، ص

(2) ابن حبان، صحیح ابن حبان، وصف الجنة، الرقم، ص

الترمذی، سنن الترمذی، صفة الجنة، الرقم، ص

البیہقی، شعب الایمان، معالجة كل ذنب، الرقم، ص

(3) ابن کثیر، السیرة النبویہ، ص 379/2

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 315/1

(4) الاعلیٰ، 14: 87

(5) الزمخشری، الکشاف فی تفسیر القرآن، ص 87/14

اس آیت کریمہ سے ثابت ہیں۔

ولتكبر والله على ما هداكم ولعكم تشكرون (1)
اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا ذکر کرو جیسے اس نے تمہیں ہدایت دی تاکہ تم شکر
گزار بنو۔

صدقہ فطر واجب ہونے میں غریبوں کو خوشیوں میں شریک کرنا اور ان سے پیار و محبت کا
مظاہرہ کرنا ہے۔ ہر ذی استطاعت روزہ دار پر سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت اپنے کنبہ کے ہر فرد کی
طرف سے عطا کرنا ہے۔ (2)

یکم شوال ہجرت کے دوسرے سال عید الفطر کے موقع پر نماز عید کا اجراء کیا گیا۔ (3)
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

زکوٰۃ کا حکم

یہ حکم بھی ہجرت کے دوسرے سال نازل ہوا۔ (4)
قرآن مقدس میں کئی مقامات پر لفظ صدقہ بھی زکوٰۃ کے معنی میں استعمال ہوا۔
جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكهم (5)
اے نبی کریم ﷺ آپ ان کے مالوں سے صدقہ لیکر انہیں پاک کریں۔ اور ان
کا تذکیہ کریں۔

قرآن مقدس میں لفظ زکوٰۃ تیس مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ نماز اور زکوٰۃ کا ذکر اکثر ساتھ ساتھ

(1) البقرة، 2: 185

(2) الترمذی، سنن الترمذی، صدقة الفطر، الرقم 611، ص 91/3

النسائی، السنن، الحنطة، الرقم، 2468، ص 266/8

(3) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 379/2

(4) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 379/2

(5) التوبة، 9: 103

ہے۔ غالباً اسی وجہ سے کہ نماز کا تعلق حقوق اللہ سے ہے۔ اور زکوٰۃ کا تعلق حقوق العباد سے انسانیت کی تکمیل اسی میں ہے۔ کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں صحیح طریقوں پر ادا ہوں۔ یہ دونوں حکم معاشرہ میں جسمانی اور مالی عبادت کا لازمی جز ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم سابقین انبیاء کی قوموں کیلئے بھی رہا ہے۔ جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام کیلئے حکم ہوتا ہے۔

واوحینا الیہم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتا الذکوٰۃ (1)

اور ہم نے ان کی جانب وحی کی کہ وہ نیک کام کریں۔ نماز قائم کریں زکوٰۃ دیں۔

ایسے ہی سیدنا اسماعیل کے بارہ میں قرآن حکیم میں ہے۔

وکان یأمر اہلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ (2)

وہ اپنے ماننے والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا کرتے تھے۔

تیسری جگہ قرآن مقدس میں موسیٰ کا ذکر فرماتے ہوئے ذکر کیا ہے آپ نے بنی اسرائیل

سے فرمایا۔

واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ (3)

یہی عنوان چوتھی جگہ پر بھی ملتا ہے۔

وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ وایتتم الذکوٰۃ (4)

پانچویں مقام پر یہی عنوان سیدنا عیسیٰ کی زبان فیض ترجمان سے اس طرح ملتا ہے۔

واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا (5)

اللہ تعالیٰ نے مجھے تاحیات نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کی تاکید فرمائی ہے۔

حکم زکوٰۃ اتنا اہم حکم ہے۔ قرآن مقدس کے ان ارشادات کے علاوہ حضور ﷺ کے

(1) الانبیاء، 21: 73

(2) مریم، 19: 55

(3) البقرہ، 2: 83

(4) المائدہ، 5: 12

(5) مریم، 19: 31

ارشادات سے بھی واضح دلائل ملتے ہیں۔ سیدنا معاذؓ کو جب یمن روانہ فرمایا تو انہیں تاکید فرمائی کہ وہ یمن جا کر لوگوں کو بتائیں کہ ان پر زکوٰۃ فرض کی گئی ہے۔ لہذا وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ (1)

سیدنا ابن عباسؓ کی طویل روایت کے اس عنوان سے متعلق یہ الفاظ ہیں۔

وقد فرض الله عليهم صدقة تؤخذ من اغنيائهم فترد على فقرائهم۔ (2)

دوسری حدیث شریف میں اس طرح ارشاد ہے۔ اس روایت کو بھی ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے۔ ابوداؤدؓ نے انہی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

قَالَ ان الله لم يفرض الزكوة الا لطيب مابقي من اموالكم۔ (3)

اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ فرض نہیں کی مگر تمہارے باقی ماندہ مال کو پاک کرنے کیلئے۔

ابوداؤد شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک اور روایت ملتی ہے۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے سونے کی بالیاں پہنی ہوئی تھیں۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسولؐ کیا یہ کنز ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو زکوٰۃ کے نصاب تک پہنچ جائے۔ اس کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے وہ کنز نہیں۔ (4)

سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا زکوٰۃ میں زیادتی کرنے والا یعنی جس مقدار میں زکوٰۃ وصول کرنا تھی۔ عامل نے زیادہ وصول کر لی۔ اس کے روک لینے والے کی طرح ہے۔

(1) النسائي، السنن، إخراج الزكوة من بلد الى بلد، الرقم 2475، ص 279/8

أما أحمد، مسند أحمد، عبد الله بن عباس، الرقم 1967، ص 4/499

النسائي، السنن الكبرى، الرقم 2301، ص 2/30

(2) البخاري، صحيح البخاري، أخذ الصدقة من الأغنياء، الرقم 1401، ص 5/356

النسائي، السنن، وجوب الزكوة، الرقم 2392، ص 8/151

(3) أبي داود، السنن، حقوق المال، الرقم 1417، ص 4/474

البيهقي، شعب الإيمان، الرقم 3156، ص 7/307

الحاكم، المستدرک على الصحيحين، الرقم 3239، ص 7/418

(4) أبي داود، السنن، الكنز ما هو، الرقم 1337، ص 4/365

البيهقي، السنن الكبرى، ص 4/140

مندرجہ بالا آیات و روایات میں زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم نمایاں ہے۔ اسلام میں مال و دولت پر زکوٰۃ فرض ہونے کی مدت ایک سال ہے۔ جس کی دلیل ترمذی شریف کی یہ حدیث ہے۔
قال رسول اللہ ﷺ من استفاز مالا فلا زکوٰۃ فیہ حتی یحول علیہ
الحول (1)

عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا جو کوئی مال حاصل کرے اس پر زکوٰۃ نہیں۔ یہاں تک کہ اس پر سال گزر جائے۔
فرضیت زکوٰۃ کی اہمیت اس سے واضح ہے کہ قرآن مقدس میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کو مشرکین کی صف میں شمار کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

وہل للمشرکین الذین لا یوتون الزکوٰۃ (2)

تباہی ہے ان مشرکوں کیلئے جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے۔

یہ یاد رہے ادائیگی میں سستی کرنے والا گنہگار ہے۔ مگر اس فریضہ یا کسی دوسرے فریضہ کا منکر کا فر ہے۔ اس فریضہ کی اہمیت اس سے بھی ثابت ہے۔ زکوٰۃ نہ دینے والوں سے سیدنا صدیق اکبرؓ نے جنگ کا اعلان فرمایا تھا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کے یہ کلمات مبارکہ عظیم جلال کا مظہر ہیں۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ مجھے ایک رسی کے دینے سے انکار کریں گے۔ جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے۔ تو میں ان سے ضرور جہاد کر کے رہوں گا۔ (3)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الترمذی، سنن ترمذی، لا زکوٰۃ علی المال، الرقم 572، ص 27/3

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 103/4

عبدالرزاق، المصنف، الرقم 7023، ص 75/4

(2) الفصلت، 6:41

(3) البخاری، صحیح البخاری، وجوب الزکوٰۃ، الرقم 1312، ص 205/5

امام احمد، مسند امام احمد، عمر بن خطاب، الرقم 232، ص 236/1

النسائی، السنن، وجوب الجہاد، الرقم 3040، ص 132/10

زکوٰۃ اسلامی ریاست کا اقتصادی نظام ہے

☆ اسلامی نظام حکومت کے فلاحی امور سرانجام دینے یا حقداروں کی کفالت معذوروں کی داد رسی کے لئے زکوٰۃ کا حکم بہترین ممد و معاون ہے۔ زکوٰۃ کے نظام میں خصوصیت یہ ہے کہ یہ حکم صرف صاحب حیثیت اداروں پر لاگو ہوتا ہے۔ اور غریب لوگ غیر مناسب بے جا حاصل کی ادائیگی سے بچے رہتے ہیں۔

☆ نظام زکوٰۃ اتنا بڑا زبردست اور ہمہ گیر وسیع نظام ہے۔ جو ہر دور کے تقاضوں کے مطابق بلا ترمیم حالات کے ساتھ پورا اترتا ہے۔ اس نظام میں کسی علاقہ کی تخصیص نہیں کوئی امتیاز حائل نہیں۔

☆ صدیق اکبرؑ کے دور خلافت میں تقریباً وہی نظام زکوٰۃ رہا جو حضور ﷺ کے دور پاک میں تھا۔ البتہ سیدنا عمر فاروقؓ کے زمانہ پاک میں مرکزی بیت المال قائم ہوا۔ جو کہ بحرین سے ملنے والی رقوم تقریباً پانچ لاکھ کور کھنے کیلئے مرکزی خزانہ ضروری تھا۔ (1)

☆ زکوٰۃ امت مسلمہ کی معاشی اور اقتصادی ترقی کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس نظام سے معاشرہ میں دولت کا پھیلاؤ ہوتا ہے۔ روپیہ امیروں سے نکل کر غریبوں کے ہاتھ میں جاتا ہے۔ اور دولت صرف چند ہاتھوں میں نہیں رہ جاتی۔ اس طرح دولت کے انبار سے ایک ہی پشت نہیں بلکہ اس کے پھیلاؤ سے ہزاروں گھر خوشحال ہوتے ہیں۔

☆ سامراجی نظام میں دولت چند ہاتھوں میں رہتی ہے اور دوسروں کے لئے زندگی گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ جبکہ اسلامی نظام میں اقتصادیات میں یہ تصور ہی نہیں۔

☆ آج کے دنیا بھر کے اقتصادی نظاموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ غربت و مسکنت کا بہترین حل معاشی افلاس کا توڑ زکوٰۃ کی ادائیگی ہے۔ جسے مسلمان اپنی دلی خوشی سے ادا کرتے ہیں۔ یہ سرکاری ٹیکس کی طرح جبر نہیں رضا ہے۔

☆ قرآن مقدس نے مال داروں کو اس کی ادائیگی پر حسین انداز میں آمادہ کیا ہے۔ ارشاد ہوتا

ہے

والذین فی اموالہم حق معلوم للسائل و المحرام (1)

اور تمہارے مالوں میں سائلوں اور نادار لوگوں کا حصہ ہے۔

☆ رب قدوس نے یہ فرما کر مومنین کے دلوں میں یہ بات پیدا کر دی ہے کہ وہ اپنے زائد مالوں

میں غرباء اور فقراء کا حصہ رکھ لیں۔ اور اسی حصہ سے غریبوں حاجت مندوں کی کفالت ہوگی۔

☆ قرآن مقدس میں جو حکم فرمایا ہے اس میں یہی کہا گیا ہے کہ تنگ دستوں، محتاجوں، فقراء

مساکین اور ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرو۔ اور معاشرت کا ہر طبقہ اجتماعی طور پر دولت سے

فائدہ اٹھائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فلسفہ زکوٰۃ

قرآن مقدس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو راہ ہدایت قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

ہدیٰ وبشریٰ للمؤمنین الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتوں

الزکوٰۃ (2)

ترجمہ:- مؤمنین کے لئے ہدایت اور خوش خبری ہے جو لوگ نماز قائم کرتے ہیں

اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

☆ قرآن مقدس میں زکوٰۃ کی ادائیگی کو فلاح و کامیابی فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے جو لوگ نماز

قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں وہی لوگ ہدایت پر ہیں۔ اور فلاح

پانے والے ہیں۔ (3)

سورۃ مومنون میں بھی دھرایا گیا ہے

(1) المعارج، 24:70

(2) النمل، 2:27

(3) لقمان، 4.5:31

والذین هم للزکوٰۃ فاعلون (1)

☆ زکوٰۃ کی ادائیگی سے بندے پر خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ قرآن مقدس ارشاد فرماتا ہے۔

و مرحمتی وسعت کل شئی فساکتیہا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ (2)

اور میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔ میں ان لوگوں کیلئے اسے لکھ دوں گا۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس فلسفہ کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات (3)

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے۔ اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

اور دوسری جگہ پر اسی عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا۔

وما آتیتم من زکوٰۃ تردون وجہ اللہ فأولئک هم المضعفون (4)

اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی رضا کیلئے دیتے ہو۔ تو وہ لوگ اپنے مال کو بڑھانے والے ہیں۔

سورۃ سبا شریف میں اس طرح فرمایا جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اسی کی جگہ وہی تم کو اور دیتا ہے۔ اور وہ رزق دینے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

☆ سورۃ توبہ شریف کے اندر زکوٰۃ کی ادائیگی کو مومنین کی صفات میں شمار فرمایا ہے۔ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائی سے روکتے ہیں۔ اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ (5)

(1) المومن، 23:4

(2) الاعراف، 7:156

(3) البقرۃ، 2:276

(4) الروم، 30:39

(5) التوبۃ، 9:71

☆ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا کمایا ہوا مال محفوظ رہے۔ قرآن مقدس نے زکوٰۃ کی ادائیگی کو مال کی حفاظت بھی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے کہ

وانفقوا مما رزقکم سراً وعلانیۃ یرجون تجارۃ لن تبور (1)

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے۔ اس میں سے ظاہر طور پر یا چھپ کر خرچ کرتے ہیں۔ اور اس تجارت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جس میں گھانا نہیں۔

☆ قرآن مقدس نے زکوٰۃ دینے والوں کے متعلق یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ ان پر کسی قسم کا خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

واقامو الصلوٰۃ اوتوا الزکوٰۃ لهم اجرهم عند ربهم لا خوف علیہم ولا هم یحزنون (2)

نماز کو قائم کیا کرو زکوٰۃ ادا کرتے رہو ان کیلئے ان کے رب کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ نہ ان کیلئے خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

☆ ایک جگہ پر قرآن مقدس میں زکوٰۃ دینے والوں کیلئے عظیم اجر کی بھی بشارت سنائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتے ہیں۔ وہی ہیں جنہیں بہت بڑا اجر دیں گے۔ (3)

☆ زکوٰۃ دینے والوں کو طہارت تزکیہ، اطمینان اور حضور ﷺ کی دعا ایسی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا وصل علیہم ان صلاتک سکین لہم (4)

ان کے مالوں سے خیرات لے لیجئے تاکہ وہ ان کو پاک صاف کرے اور ان کیلئے دعا کریں کہ آپ کی دعا ان کیلئے اطمینان کا باعث ہے۔

(1) فاطر، 29:35

(2) البقرۃ، 2:277

(3) النساء، 4:162

(4) التوبۃ، 9:103

☆ ایک جگہ پر قرآن مقدس میں زکوٰۃ دینے والوں کو بہشت کا مالک وارث بھی قرار دیا ہے۔
ارشاد ہوتا ہے۔

والذین هم للزکوٰۃ فاعلمون (1)

اولئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیہا یرسلون (2)
اور جو لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں وہی لوگ وارث ہونگے وہ فردوس کے وارث
ہونگے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

☆ قرآن مقدس نے زکوٰۃ دینے والوں کو اللہ تعالیٰ کا دوست اور رسول ﷺ کا دوست اور
ایمانداروں کا دوست بھی قرار دیا ہے۔

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون
الذکوٰۃ وهم مراکعون (3)

بیشک تمہارا دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول ہے۔ اور وہ ایمان والے ہیں۔
جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ رکوع کرتے ہیں۔

☆ زکوٰۃ دینے والوں سے قرآن مقدس نے جنگ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

فان تابوا قاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلہم (4)

اگر وہ توبہ کر لیں اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیں تو ان کے راستہ سے ہٹ جاؤ۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مستحقین زکوٰۃ

زکوٰۃ وصول کرنے کے حقدار لوگوں کا ذکر قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔
انما الصدقات للفقراء والمساکین والعملین علیہا والمؤلفۃ قلوبہم

(1) المومنون، 23:4

(2) المومنون، 23:9-10

(3) البائدة، 5:55

(4) التوبة، 9:5

وفي الرقاب والغامرين و في سبيل الله وابن السبيل فريضة من الله (1)

زکوٰۃ تو انہیں لوگوں کیلئے ہے۔ جو فقراء، مساکین، اور جو تحصیل کر کے لائیں اور جن کے دلوں کو اسلام سے الفت دی جائے، گردنیں چھڑانے والے، اور قرضہ داروں کو، اور اللہ کی راہ میں، اور مسافر کو، یہ فريضة اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے۔

۱۔ فقیر وہ نادار شخص ہے۔ جو بنیادی ضروریات زندگی روٹی، کپڑا رہائش سے محروم ہو یا اس کے وسائل اتنے کم ہوں جن سے زندگی گزارنا مشکل ہو۔ قرآن مقدس نے فقیر کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ ان فقیروں کیلئے جو راہ خدا میں روکے گئے ہیں۔ زمین میں چل نہیں سکتے۔ نادان لوگ انہیں ان کے نہ سوال کرنے کے باعث تو گمراہ سمجھتے ہیں۔ تو انہیں ان کی صورت سے پہچانے گا۔ لوگوں سے سوال نہیں کرتے کہ گمراہ بنا پڑے۔ اور جو تم خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔ (2)

یتامیٰ یتوگان محتاج، ایتام، دینی مدارس کے طلباء مستحقین میں شامل ہیں۔

۲۔ مسکین وہ شخص ہے جس کی آمدن اخراجات کی نسبت کم ہو۔ عزت نفس کی خاطر کسی سے مانگتا نہیں۔ اگرچہ کاروبار تو ہے مگر اس سے گزراوقات نہیں ہو پاتا۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو۔ امام مالک کے نزدیک مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ فقیر سے بھی زیادہ حاجتمند ہو۔ امام شافعی کے نزدیک فقیر وہ شخص ہے۔ جس کا حلال مال اس کی آدھی ضروریات پوری کر سکے۔

۳۔ عامل وہ شخص ہے جسے حکومت نے زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر کر رکھا ہو۔ وہ بھی زکوٰۃ سے اپنی اجرت لے سکتا ہے۔ خفی مالکی، شافعی، حنبلی، مسلکوں میں متفقہ طور پر عامل وہی ہے جو زکوٰۃ وصول کرنے پر مقرر ہو۔

(1) التوبة، 9: 60

(2) البقرة، 2: 273

- ۴۔ مؤلفۃ القلوب وہ شخص ہے جسے اسلام قبول کرنے کی طرف مائل کرنے کیلئے زکوٰۃ دی جائے۔ کہ اس کی دلجوئی ہو اور آسانی سے مسلمانوں کے ضابطہ حیات کے مطابق اپنی زندگی گزار سکے۔ اور اسلامی قوانین پر عمل پیرا ہو سکے۔ دوسرے لفظوں میں اس کا ترجمہ یہ کیا جاسکتا ہے۔
- ۵۔ غلاموں کی آزادی: کسی شخص کو کسی کی غلامی سے آزاد کرانے کیلئے بھی زکوٰۃ کی مد سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام کا یہ طریقہ مروت، ہمدردی انسانیت سے پیارا کا درس دیتا ہے۔
- ۶۔ قرض کی ادائیگی کسی مقروض شخص کو قرض سے نجات دلانے کیلئے بھی زکوٰۃ کے فنڈ سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ غارم وہ ہے جو مقروض ہو۔
- ۷۔ فی سبیل اللہ زکوٰۃ کے مصارف میں ساتواں مصرف فی سبیل اللہ ہے۔ راہ خدا میں خرچ کرنا یہ ایک وسیع مفہوم ہے۔
- ۸۔ مسافر اس سے مراد ایسا مسافر ہے جس کا زادراہ ختم ہو گیا ہو۔ یا کم ہو گیا ہو۔ تو ایسے شخص پر زکوٰۃ کے فنڈ سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ یہ سفر حصول علم کیلئے ہو یا حصول معاش کیلئے دینی تبلیغ کیلئے ہو یا جہاد فی سبیل اللہ کیلئے ہو۔ مسافر کا مفہوم بھی اپنے اندر بہت سی وسعت رکھتا ہے۔
- وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شرح زکوٰۃ

- ☆ رائج الوقت سکہ دھات ہو یا نوٹ چیک ہو یا ڈرافٹ ہو یہ نقدی کے زمرہ میں آتے ہیں۔ ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر نقدی ہو تو زکوٰۃ لاگو ہوگی۔ انعامی بانڈ، سیونگ سرٹیفکیٹس سال بھر خرید کر پڑے رہیں تو نقدی کی حیثیت سے ان پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔
- ☆ سونے پر زکوٰۃ اس وقت ہوگی جب ۲۰ مثقال یعنی ساڑھے سات تولے ہوگا۔ اس سے کم پر نہیں۔ یہ زیور ہو یا ڈلی۔ (۱)

(۱) عبدالرزاق، المصنف، الرقم 7077، ص 89/4

ابن ماجہ السنن، زکوٰۃ الورق، الرقم 1781، ص 358/5

چاندی پر زکوٰۃ اس وقت ہوگی جب اس کی مقدار ساڑھے باون تولے ہوگی جس کے پاس اتنی چاندی ہوگی وہ صاحب نصاب کہلائے گا۔ اور اس پر زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔ (1)

سامان تجارت: پر بھی زکوٰۃ لاگو ہوگی۔ جس سامان تجارت پر سال گزر گیا تو اس کی قیمت لگا کر زکوٰۃ دینا ہوگی۔ (2)

کارخانوں فیکٹریوں سے تیار شدہ مال پر بھی زکوٰۃ ہوگی۔ جیسے اموال تجارت پر ہے۔ مگر کارخانوں فیکٹریوں پر لگائی گئی رقم پر نہیں ہوگی۔ اس کارخانہ کی قیمت کتنی ہی کیوں نہ ہو۔

اونٹ پانچ سے کم اونٹوں پر زکوٰۃ نہیں پانچ یا اس سے زائد 9 تک ایک بکری زکوٰۃ میں دی جائے گی۔ اس سے چودہ تک ہو جائے تو دو بکریاں۔ (3)

گائے بھینس یا بیل ان کی تعداد میں ہو جائے تو ایک سال کا چھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ زکوٰۃ میں دیا جائیگا جب ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی تو دو سال کا چھڑا زکوٰۃ میں دینا ہوگا۔ (4)

بکریاں چالیس سے ایک سو بیس تک بکریاں ہو گئیں تو زکوٰۃ میں ایک بکری دینا ہوگی۔ ایک سو اکیس سے دو سو تک بکریوں میں زکوٰۃ دو بکریاں دینی ہوں گی۔ (5)

زمین سے پیدا ہونے والی فصلوں پر عائد ہونے والی زکوٰۃ کو عشر کہا جاتا ہے۔ قرآن مقدس میں اس زکوٰۃ کو اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

-
- (1) عبدالرزاق، المصنف، الرقم 7077، ص 89/4
ابی شیبہ، المصنف، 14/3
 - (2) عبدالرزاق، المصنف، الرقم 19278، ص 334/10
ابی شیبہ، المصنف، 34/10
 - (3) الترمذی، سنن الترمذی، زکوٰۃ الابل والغنم، الرقم 564، ص 13/3
النسائی، السنن، زکوٰۃ الابل، الرقم 2404، ص 167/8
 - (4) الترمذی، سنن الترمذی، زکوٰۃ الغنم، الرقم 565، ص 15/3
الدارمی، السنن، زکوٰۃ البقر، الرقم 1676، ص 71/5
 - (5) البخاری، صحیح البخاری، زکوٰۃ الابل، الرقم 1362، ص 292/5
الترمذی، سنن الترمذی، زکوٰۃ الغنم والابل، الرقم 564، ص 13/3

واتوا حقہ یوم حصادہ۔ (1)

اور اللہ کا حق ادا کریں جس دن اس کی فصل کاٹے۔

ہر مسئلہ کی تفصیل و وضاحت کتب فقہ میں موجود ہے۔ حسب ضرورت رجوع کریں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قصاص (بدلہ) کا حکم

سرکش مغرور متکبر ظالموں کو ایک دائرہ کار میں محدود رکھنے کیلئے اسلام نے قصاص کا حکم دیا ہے۔ یہ حکم بھی ۲۴ھ میں نازل ہوا۔ اس قانون کے نافذ کرنے کی حکمت کو قرآن مقدس نے اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

ولکم فی القصاص حیوة یا ولی الالباب لعلکم تتقون (2)

اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم قتل کرنے سے پرہیز کرو۔

اسلام کے اس حکم قصاص سے ظالموں کی گردنیں جھک گئیں۔ کسی کو بلا وجہ مار ڈالنے سے قاتلوں نے سوا بار سو چنا شروع کر دیا۔ اس طرح قتل و غارت کی اندھیری دم توڑ گئی۔ عدل و انصاف کا چرچہ عروج پکڑ گیا۔ اس قصاص کے حکم میں خون بہا بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔ کہ اگر مقتول کے وارث اپنے مقتول کا خون معاف کر کے خون بہا لینا چاہیں تو انہیں اجازت دے دی گئی ہے۔ قصاص کے حکم نے وضاحت کر دی ہے کہ کسی غریب کو معمولی جان سمجھ کر قتل نہیں کیا جائیگا۔ اگر ایسا ہو گیا اور کرنے والا رہیں ہے تو اسے بھی معاف نہیں کیا جائیگا۔ بلکہ اس جان کے بدلہ جان ہوگی۔ اس قصاص کے حکم کو قرآن مقدس نے اس طرح ذکر فرمایا ہے۔ اے ایمان والو تم پر قصاص لازم کر دیا گیا ہے۔ (جو منافق مارے گئے) آزاد کے بدلے آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت، پس جس کو معافی

(1) الانعام، 6: 141

(2) البقرة، 2: 179

دی جائے اس کے بھائی کی طرف سے کوئی چیز تو چاہئے کہ طلب کرے (مقتول کا وارث) خون بہا لے۔ دستور کے مطابق (اور قاتل کو چاہئے) کہ اسے ادا کرے اچھی طرح یہ رعایت ہے تمہارے رب کی طرف سے اور رحمت ہے جس نے زیادتی کی اس کے بعد اس کیلئے دردناک عذاب ہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ فاطمہ الزہراء کا نکاح

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی ۲ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۱۶ یا ۱۸ سال تھی۔ جبکہ سیدنا علی المرتضیٰ کی عمر ۲۱ سال پانچ ماہ تھی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں بڑے بڑے شرفاء نے درخواست کی مگر ہر مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا میں وحی کا انتظار کرتا ہوں۔ پھر ام ایمن نے حضرت علی المرتضیٰ کو ترغیب دی کہ آپ اس سلسلہ میں پیام دیں۔ آپ نے فرمایا جب پہلے صدیق اکبرؓ، عمر فاروقؓ کا پیام رد فرمادیا گیا۔ تو میرا پیغام کیسے قبول ہوگا۔ صحابہ نے کہا آپ مقرب ہیں۔ اور حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے بھی ہیں۔ چنانچہ آپ بصداد ب شرم و حیا سے لبریز بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سلام عرض کیا فرمایا علیؓ کیسے آنا ہوا۔ عرض کی اس لئے کہ فاطمہؓ کا پیام عرض کروں۔ تو آپؐ پر وحی کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ کیفیت دور ہونے پر حضور ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا اے انسؓ جبریل میرے پاس آئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد سنایا کہ فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دو۔ جاؤ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، اور انصار کی جماعت کو بلا لاؤ۔ جب یہ سارے حاضر ہو گئے تو حضور ﷺ نے خطبہ پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے پڑھ دیا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے قبول کیا۔ پھر حضور ﷺ نے کھجوروں کا ایک طباق لیا اور جماعت صحابہ پر بکھیر کر لٹایا۔ اسی وجہ سے فقہاء کی ایک جماعت نے کھجور وغیرہ کا بکھیر کر لٹانا عقد نکاح کی ضیافت میں مستحب کیا ہے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) البقرة: 2: 178

(2) أبو بکر محمد بن الحسين بن عبد الله الأجرى البغدادى (المتوفى: 360)، الشريعة، ذکر تزویج

فاطمہ، الرقم 1569، ص 282/4

محب الدين أحمد بن عبد الله الطبري (المتوفى: 694) ذخائر العقبى، ص 31/1

علی و فاطمہؑ حفاظتِ الہیہ میں

ابن حبان نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے نکاح کے بعد حضور ﷺ گھر تشریف لے گئے۔ اور سیدہ فاطمہ الزہرہؑ سے پانی کا پیالہ منگوایا۔ پھر اس میں لعابِ دہن ڈالا اور وہ پانی سیدہ فاطمہؑ کے منہ پاک پر اور پیٹھ پر چھڑکا دیا اور بارگاہِ قدس میں عرض کی اے اللہ میں فاطمہؑ اور فاطمہؑ کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر اس طرح دوسرا پیالہ منگوایا اور لعابِ دہن ڈالا اور حضرت علی المرتضیٰؑ کو بلا کر اس پانی کے چھینٹے حضرت علی المرتضیٰؑ کے سر پر چہرے پر ڈالے۔ اور بارگاہِ قدس میں عرض کی اے اللہ میں انہیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ (1)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں تقریبِ نکاح کے بعد سیدہ فاطمہ الزہرہؑ کے چند آنسو بہہ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہؑ رونا کس لئے ہے۔ عرض کی حضور (ﷺ) میرا نکاح ایک سادہ غریب نوجوان سے کر دیا گیا ہے۔ فرمایا فاطمہؑ تو راضی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر دو شخصوں کو برگزیدہ فرمایا ہے۔ ایک تمہارا والد دوسرا تمہارا شوہر (2)

سیدنا ابو ہریرہؓ کی روایت میں اس طرح ہے۔ فاطمہؑ تو راضی نہیں کہ میں نے تیرا نکاح دانا ترین انسان سے کیا ہے۔ وہ سب سے پہلے اسلام لانے والا ہے۔ اور تو میری امت کی عورتوں میں سب سے بہترین ہے۔ جیسے حضرت مرثیٰؑ اپنی قوم میں تھیں۔ (3)

ام سلیم نے جہیز کا سامان تیار کیا جس میں امور خانہ داری کا سامان تھا۔ بان کی چار پائی دو چادریں، دوسوتی کی رضائیاں، چار بالشت کپڑا، دو چاندی کے نگن، گدا، تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک مشکیزہ اور کچھ مشروبات۔ حضور ﷺ نے امور خانہ کو اس طرح تقسیم فرمایا کہ گھر کا کام روٹی پکانا، چکی پیسنا، جھاڑو دینا وغیرہ سیدہ فاطمہ الزہرہؑ انجام دیں گیں۔ اور باہر کے کام اونٹ کو پانی پلانا چارہ ڈالنا، بازار سے سودا سلف لانا، حضرت علی المرتضیٰؑ انجام دیں گے۔ باہر کا کام علیؑ کی والدہ فاطمہ بنت

(1) ابن حبان، صحیح ابن حبان، وصف تزویج علی، الرقم 7070، ص 28/429

(2) الاجری، الشریعة، ذکر تزویج فاطمہ بعلی، الرقم 1568، ص 4/281

(3) الزمرقانی، المواہب الدنیہ، ص 2/357

اسد کریں۔ چنانچہ تقسیم کار کے مطابق سیدہ فاطمہ الزہرہؓ بیٹھ کر روٹی پکاتیں، جھاڑ دیتی تھیں، چکی پیستی تھیں، جس سے رنگ مبارک متغیر ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور (ﷺ) کوئی خادمہ عنایت کر دیجئے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا میں تمہیں ایسی چیز بتاتا ہوں جو خادمہ سے کہیں زیادہ بہتر ہوں۔ جب تم سونے کا ارادہ کرو تو تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس بار الحمد للہ، چونتیس بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سیدنا علی المرتضیٰ فرماتے ہیں میں نے بھی اس وظیفہ کو کبھی نہیں چھوڑا۔ (1)

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ حضور (ﷺ) نے سیدہ فاطمہؓ کے جواب میں فرمایا بیٹی میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ میں اصحاب صفہ کو نظر انداز کروں۔ جبکہ ان کے پیٹ شدت فاقہ سے سکن کر رہ گئے ہیں اور میرے پاس کچھ نہیں جو میں ان پر خرچ کروں۔ میں ان غلاموں کو فروخت کروں گا۔ اور ان کی قیمت سے ان کی ضرورتیں پوری کروں گا علامہ شبلی نے سیدۃ النساء کا جہیز مبارک یہ لکھا ہے۔ بان کی چار پائی، چڑے کا گدا، جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے۔ ایک چھاگل، ایک مٹک، دو چکیاں، مٹی کے دو گھرے تقریب نکاح کے بعد اب دوسرا مسئلہ تلاش مکان کا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ نے ابتدائی چند ایام کرایہ کے مکان میں بسر فرمائے۔ پھر سیدہ فاطمہ الزہرہؓ نے عرض کی۔ حضور (ﷺ) حارثہ بن نعمان کے پاس کئی مکان ہیں۔ اگر انہیں فرما دیں تو مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا بیٹی مجھے حارثہ نے پہلے کئی مکانات دیئے ہیں۔ اب اسے کہنے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ یہ بات کسی طرح حارثہ نے سن لی اور عرض کی حضور (ﷺ) میرا ہر مکان آپ کا ہے۔ جو مکان پسند ہو قبول فرمائیں۔ مجھے مسرت ہوگی۔ حضورؐ نے حضرت حارثہ کے لئے دعا فرمائی۔ چنانچہ سیدہ اپنے شوہر کے ساتھ اس مکان میں منتقل ہو گئی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الزمر قانی، المواہب الدنیہ، ص 367/2

(2) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دمار مصطفیٰ ﷺ، ص 119/1

جہاد کا حکم

اسلامی احکام میں سے حکم جہاد بھی ۲ھ میں نازل ہوا۔ قرآن مقدس فرماتا ہے
اذن للذين يقاتلون بأنهم ظلموا وان الله على نصرهم لقدير۔ (1)
ان لوگوں کو قتال کی اجازت دیدی گئی ہے کہ ان کے ساتھ ظلم کیا گیا ہے۔
اور یقیناً اللہ انکی مدد کرنے پر قادر ہے۔

ابن عباس، ابو ہریرہ، سیدہ عائشہ صدیقہ، زہری، سعید بن جبیر، عروہ بن زبیر، زید بن
اسلم، قتادہ، مقاتل بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں جہاد کی سب سے پہلی یہی آیت مبارکہ
ہے (2)
اس حکم سے قبل حضور ﷺ کو قتال کی اجازت نہ تھی۔ دوسری جگہ جہاد کے حکم کو اس طرح ارشاد
فرمایا گیا۔

وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب
المعتدين۔ (3)

اللہ کی راہ میں لڑو ان سے جو تم سے لڑتے ہیں اور حد سے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ حد
سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت ربیع بن زید فرماتے ہیں یہ آیت جہاد کی پہلی آیت ہے۔ فی سبیل اللہ کے ارشاد سے
واضح ہے کہ اے ایمان والو! اللہ کے لئے لڑو مال، دولت اور ذاتی مفاد کے لئے نہیں صرف اور صرف
دین اسلام کی سربلندی کیلئے اگر حد سے نہ بڑھنے کا معنی یہ کیا جائے کہ حملہ میں پہل نہ کرو۔ تو پھر یہ حکم
منسوخ ہے کہ اب پہلے بھی حملہ کی اجازت ہے۔ حد سے نہ بڑھنے کا یہ معنی کہ کفار کے بچوں معذوروں،

(1) الحج، 22: 39

(2) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، اول ایۃ نزلت فی القتال، الرقم 2337، ص 487/5

امام احمد، مسند احمد، عبد اللہ بن عباس، الرقم 1768، ص 4/300

النسائی، السنن، وجوب الزکوۃ، الرقم 3035، ص 10/127

(3) البقرة، 2: 190

عورتوں، ذمیوں کو قتل نہ کرو یہ حکم اب بھی ہے حد سے نہ بڑھنے کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ کفار کو قتل کرنے کے بعد انکے ناک، کان کاٹنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ حکم اب بھی ہے کہ شکل کو نہ بگاڑا جائے۔ علامہ اسماعیل حنفی حقی نے روح البیان میں جہاد کے عنوان سے صوفیانہ تصور اس طرح بیان کیا ہے کہ اے روح تو اپنے ساتھی ملائکہ کے ساتھ شریعت کے اسلحہ اور طریقت کی ڈھال کے ذریعہ نفس و شیطان سے جنگ کر جو ہر وقت تیری تباہی میں رہتے ہیں۔ مگر حد سے نہ بڑھنا کہ نفس کے شرعی حقوق مار کر اسے بالکل تباہ کر دو۔ بلکہ اسکی سرکشی مٹا کر اسے راہ راست پر لگا دے۔ (1)

تیسرے مقام پر جہاد کے عنوان کو اس طرح بھی بیان فرمایا گیا ہے۔

وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ۔ (2)

اور ان سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے اور صرف اللہ وحدہ لا شریک کی پرستش ہو۔

جہاد کے عنوان سے غیر مسلم بہت سخ پا ہیں کہ اسلام قتل کا درس دیتا ہے۔ شاید وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ تمام جہادوں میں مرنے والے کفار کی تعداد ایک ہزار آٹھ ہے۔ جب انسانی ہمدردی کے دعویداروں کے ایک ایک بم سے لاکھوں مر گئے اور زمین بیکار ہو گئی کاش وہ ہیر و شیماء کی تباہی پر نظر کر لیتے تو اسلام پر یہ بے معنی اعتراض نہ کرتے۔ حکم جہاد کی فرضیت کے سلسلہ میں چند مراحل بھی ذہن میں رہیں تو اچھا ہے۔ اولاً حضور ﷺ پر صرف تبلیغ فرض تھی جنگ کی اجازت نہ تھی۔ حکم تھا

وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ (3)

کفار کی سختیاں جھیلنے اور ان سے درگزر کرنے کا حکم

فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا (4)

اسی کی تائید ہے۔

ثانیاً یہ ساری آیات جن میں درگزر خاموشی کا ذکر

(1) الخازن، لباب التأویل فی تفسیر القرآن، ص 166/1

(2) البقرة، 2: 193

(3) الشورى، 42: 48

(4) البقرة، 2: 109

فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ (1)

کے حکم سے منسوخ ہو گیا۔ جس سے آٹھ مہینے جنگ جائز رہی اور چار محترم مہینوں میں حرام۔
ثالثاً: یہ حرمت بھی اس آیت سے منسوخ ہو گئی۔

وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ كَافَّةً (2)

اب حرم شریف کے علاوہ ہر جگہ ہر وقت کافر حربی سے جنگ جائز ہے۔
رابعاً: ابتداً جنگ کرنا ممنوع تھی۔ حملہ کا جواب دینے کی اجازت تھی۔ پھر یہ بھی منسوخ ہو گئی۔
اب ہر طرح کی جنگ جائز ہے۔ ابتدائی ہو یا دفاعی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جہاد کے معنی

لغت میں مشقت و محنت کے ہیں اور شرع شریف میں جہاد جیم کی زیر کے ساتھ کفار کے مقابلہ میں اپنی طاقت کو اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے خرچ کرنا ہے۔ اگر کسی نے کفار سے قتال تو کیا مگر اس میں رضائے الہی نہ تھی تو اس پر دنیا میں احکام تو جہاد کے مرتب ہونگے۔ مگر آخرت میں اس کے عظیم اجر سے محرومی ہوگی کہ اگر خیریت سے واپس ہوا تو غنیمت کا حقدار ہوگا۔ اگر قتل کیا گیا تو کفن پہنایا جائے گا۔ نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور غسل نہیں دیا جائیگا۔ وہ اپنے اس جہاد میں رضائے الہی سے محروم رہا ہے۔ جہاد کی کئی قسمیں ہیں۔

- 1- جہاد بالسیف۔ تلوار کے ساتھ کفار سے جنگ کرنا۔
- 2- جہاد باللسان، زبان سے حق و صداقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دشمن سے مقابلہ کرنا۔
- 3- جہاد بالمال، اللہ کی راہ میں مال سے جہاد کرنا۔
- 4- جہاد بالرائی، حق و صداقت پر مبنی رائے کو صاف صاف کہنا۔

(1) التوبة، 9:5

(2) التوبة، 9:36

5- جہاد بالقلم، اسلام کی حقانیت ثابت کرنے اور دشمنان اسلام کو جواب دینے کیلئے اسلام کی حمایت میں کتب و رسائل کی تحریر۔

6- شیطان اور نفس سے جہاد کرنا۔ اسے جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

7- خواہشات کے خلاف جہاد کرنا۔

حضور ﷺ کے ارشاد پاک سے یہ واضح ہے

لا یومن احدکم حتی یكون هواہ تبعاً لما جئت بہ (1)

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ حتیٰ کہ اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے کے مطابق ہو جائیں۔

جب غلبہ کفار کی وجہ سے سلطان وقت اذن عام دیدے تو پھر جہاد فرض عین ہو جاتا ہے۔ ورنہ فرض کفایہ کے درجہ میں رہتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا

اذا ترکتم الجہاد فسلط اللہ علیکم ذلہ۔ (2)

جہاد چھوڑ دینے سے کمزوری اور ذلت مسلط ہو جاتی ہے۔

جہاد کی فرضیت میں قرآن مقدس کا یہ ارشاد بھی واضح حکم ہے۔

کتب علیکم القتال وھو کرب لکم۔ (3)

تم پر جہاد فرض کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ وہ تمہیں ناگوار ہے۔

ایک اور مقام پر اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

یا ایہا النبی جاهد الکفار والمنافقین۔ (4)

اے نبی کریم ﷺ کفار و منافقین سے جہاد کیجئے۔

(1) أبو عبد اللہ عبید اللہ بن محمد بن محمد بن حمدان العکبری المعروف بابن بطۃ العکبری

(المتوفی: 387ھ) (الابانة الكبرى، الرقم 291، ص 1/298)

(2) أصمہ احمد، مسند احمد، عبد اللہ بن عباس، الرقم 4765، ص 10/301

(3) البقرة، 2: 216

(4) التحريم، 66: 9

حدیث شریف میں جہاد کی اہمیت کو اس طرح بھی واضح فرمایا گیا ہے۔

امرت ان اقاتل الناس حتى يشهد وان لاله الله وان محمد رسول
الله يقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة فان فعلوا ذلك عصموا مني دماءهم
واموالهم الا بحق الاسلام و حسابهم على الله تعالى۔ (1)

ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں
یہاں تک لوگوں سے جہاد کروں۔ کہ وہ توحید رسالت کو مان لیں۔ نماز پڑھنا ،
زکوٰۃ دینا شروع کر دیں۔ جب وہ ایسا کر لیں گے۔ تو مجھ سے محفوظ رہیں گے۔

ان کے مال اور جان مگر اسلام کا حق اور ان کا حساب اللہ پر باقی رہے گا۔
یہاں پر امر و وجوب کیلئے ہے استحباب کیلئے نہیں اس پر مزید یہ کہ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی
الجہاد ماضی الی یوم القیمة۔ (2)

جہاد قیامت تک جاری ہے۔

اسی عنوان کی زبردست تائید ہے۔ مجاہدین کی فضیلت کو قرآن مقدس نے اس طرح بیان
فرمایا ہے۔

وفضل الله المجاہدین علی القاعدین اجراً عظیماً۔ (3)

اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو جہاد نہ کرنے والوں پر فضیلت بخشی ہے۔ اور اجر عظیم
سے نوازا ہے۔

مجاہدین کی فضیلت میں حضور ﷺ کے ارشادات کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ سیدنا ابوہریرہؓ
سے ہے امام بخاریؒ نے اس طرح نقل کیا ہے۔

(1) صحیح البخاری، فان تأبوا واقاموا الصلوة، الرقم 24، ص 42/1

سنن ابن ماجہ، الکف عن قال لا اله الا الله، الرقم 3917، ص 412/11

صحیح مسلم، الامر بقتال الناس حتى يقولوا، الرقم 31، ص 116/1

سنن الترمذی، سورة الغاشیة، الرقم 3264، ص 172/11

(2) ابی عوانہ، المستخرج، اثبات الجہاد، الرقم 6059، ص 479/14

(3) النساء، 95:4

قال ﷺ ان في الجنة مائة درجة اعدّها الله للمجاهدين في سبيل
الله۔ (1)

جنت میں ایک سو درجات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لئے تیار کر رکھے
ہیں۔

ایک اور حدیث شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

لغوة في سبيل الله او مروحة خير من الدنيا وما فيها۔ (2)
اللہ کی راہ میں صبح و شام دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

شہید کی فضیلت

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی اس طرح ہے جسے امام بخاری و مسلم نے سیدنا انس سے نقل کیا
ہے۔

ما من احدٍ يدخل الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا وله ما في الارض من
شئ الا الشهيد يسمي ان يرجع الى الدنيا فيقتل عشر مرات ما من
الكرامة۔ (3)

کوئی ایسا شخص نہیں جو جنت میں داخل ہونے کے بعد دنیا میں آنے کی تمنا

(1) البخاری، صحیح البخاری، درجات المجاہدین فی سبیل اللہ، الرقم 2581، ص 354/9

امام احمد، مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ، الرقم 8067، ص 709/17

ابن حبان، الصحیح، فضل الجہاد، الرقم 4694، ص 227/19

(2) البخاری، صحیح البخاری، الغدوة الروحۃ فی سبیل اللہ، الرقم 2583، ص 357/9

امام مسلم، صحیح مسلم، الغدوة الروحۃ فی سبیل اللہ، الرقم 3492، ص 461/9

الترمذی، السنن، ما جاء فی فضل الغدو والروح، الرقم 1573، ص 205/6

امام احمد، مسند احمد، مسند ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، الرقم 10463، ص 7/22

(3) البخاری، صحیح البخاری، تمنی المجاہد ان يرجع، الرقم 2606، ص 396/9

امام مسلم، صحیح مسلم، فضل الشهادة فی سبیل اللہ، الرقم 3489، ص 457/9

امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 12309، ص 355/25

- کرے۔ مگر تمنا کرے گا دنیا میں جائے اور دس مرتبہ شہید ہو۔
- کہ اس نے شہادت کے درجہ کو دیکھ لیا ہے۔ اور اس کی عظمت کو معلوم کر چکا ہے۔
- ☆ جیسے فوجی بادشاہ کو پیارا ہوتا ہے۔ ایسے ہی شہید خدا کو پیارا ہوتا ہے۔
- ☆ شہید قیامت کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔
- ☆ شہید موت سے پہلے جنت دیکھ لیتا ہے۔
- ☆ شہید گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔
- ☆ شہید کا گوشت خون زمین نہیں کھا سکتی۔
- ☆ شہید کی نیند وضو نہیں توڑتی شہید کی موت غسل نہیں توڑتی۔
- ☆ شہید کی دو قسمیں ہیں۔
- 1- شہید فقہی وہ مسلمان جو ظلماً ہتھیار سے مارا جائے یا زخمی ہو جائے اور پھر جان دے دے۔
- یہ شخص شہید فقہی ہے اسے غسل نہیں دیا جائے گا۔ انہیں خون آلود کپڑوں میں دفن کر دیا جائے گا۔
- 2- شہید حکمی ہے اس پر اگرچہ فقہ کے یہ احکام تو جاری نہیں ہونگے مگر آخرت میں انہیں درجہ شہادت کا دے دیا جائے گا۔ جیسے جل کر یا ڈوب کر مرنے والا یا جیسے عورت دردزہ سے مر گئی ہو۔ شہید کی زندگی کو قرآن مقدس نے کئی مقامات پر درج فرمایا۔

ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔

(1)

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے انہیں مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ مگر تمہیں شعور نہیں۔

دوسری جگہ اسی عنوان کو اس طرح فرمایا گیا ہے۔

ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتاً بل احياء عند ربهم يرزقون۔

(2)

(1) البقرة: 2: 154

(2) آل عمران، 3: 169

جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیے گئے انہیں مردہ گمان بھی نہ کرو۔ وہ تو زندہ ہیں اور انہیں اپنے رب کے پاس سے رزق دیئے جاتے ہیں۔
تیسری جگہ بھی یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔
والذین هاجروا في سبيل الله ثم قتلوا او ماتوا ليرزقهم الله مرزقا حسنا۔ (1)

جنہوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور شہید ہو گئے۔ یا طبعی موت سے چل بسے انہیں اللہ تعالیٰ بہتر رزق دے گا۔

اگرچہ اسلام میں جہاد کا حکم بظاہر تو کڑوی دوا ہے۔ مگر سبھی لوگ جانتے پہنچتے ہیں کہ کڑوی دوا میں شفا بھی ہوتی ہے۔ جیسے وفادار غلام اپنے آقا کے ہاتھ سے کڑوی دوائی بخوشی پی لیتا ہے۔ اور شفا یاب ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایمانداروں کی بات ہے۔ وہ اپنے رب قدوس جل مجدہ کے حکم جہاد کو بھی بصد عجز و نیاز قبول کر کے اپنی بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مجاہدین کے لئے ہدایات

قرآن مقدس نے مجاہدین کیلئے کئی ہدایات و آداب کا ذکر فرمایا ہے۔ جو مجاہدین کی جماعت کو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے۔

- 0۔ جہاد میں ثابت قدمی کو اپناؤ
- 0۔ اپنی کثرت ساز و سامان پر ناز نہ کرو۔
- 0۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔
- 0۔ ہر حال میں خدائے ذوالجلال پر بھروسہ رکھو۔
- 0۔ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو۔

- 0۔ بلندی پر چڑھو تو اللہ اکبر کو پستی میں اترو تو سبحان اللہ کہو۔
 - 0۔ آپس میں جھگڑانہ کرو۔ ورنہ ہوا اکھڑ جائے گی۔
 - 0۔ فتح نصیب ہو جائے تو امیر لشکر مجاہدین کی صفوں میں حمد و ثناء کرے۔
 - 0۔ تکبر و غرور سے نہ چلو جیسے بدر کے موقع پر کفار تکبر و غرور میں آئے تھے۔
 - 0۔ فتح کے بعد بطور فخر و غرور اپنی فتح کا ذکر نہ کرو
 - 0۔ حضور ﷺ جب جہاد سے واپس آتے تو خدائے قدوس کی حمد و ثناء میں رطب اللسان ہوتے۔
 - 0۔ جہاد کیلئے نکلو تو ساتھ میں اہولہب کا سامان نہ ہو عجز و انکساری اللہ کے حضور کثرت سے ہو۔
- وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک اعتراض کا جواب

جہاد اور مجاہدین کے الفاظ سے غیر مسلم بڑبڑاتے ہیں کہ جہاد کا حکم غیر مسلموں کو تباہ کرنے کا حکم ہے۔ یہ تصور قطعی غلط ہے رب قدوس یہ نہیں چاہتا کہ تمام کفار کو ہلاک کر دیا جائے۔ بلکہ اسلام میں جہاد کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دین اسلام دنیا میں حاکم بن کر رہے۔ اور مسلمان عزت کی زندگی بسر کر سکیں۔ اور امن و عافیت کے ساتھ اطاعت الہیہ میں رہ سکیں۔ اسلام کفار کے وجود کا دشمن نہیں بلکہ ان کے کبر و غرور کا مخالف ہے۔ اس سے اسلام کو خطرہ ہے۔ تمام دنیا کی مہذب قومیں اس ضابطے کو تسلیم کرتی ہیں کہ اپنی جان و عزت کی حفاظت کیلئے جنگ کرنا اس کا فطری حق ہے۔ اور تمام قومیں بھی کچھ کرتی آرہی ہیں کر رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ بغیر کسی امتیاز کے اس قوم کا تعلق کس سے ہے۔ مگر حیرت ہے کفار یہی حق اسلام کے لئے تسلیم نہیں کرتے نامعلوم جس کام کو وہ خود کرتے ہیں۔ مسلمانوں کیلئے وہ حق کیوں تسلیم نہیں کرتے۔ حیرت ہے دشمنان اسلام اپنے لئے تو ہر جائز و ناجائز طریقے سے اقتدار کے خواستگار ہیں۔ مگر جو عدل و انصاف کیلئے جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اس کے خلاف ہیں۔ وہ جنگ جس کا مقصد امن و عافیت ہو حق و صداقت کا بول بالا ہو۔ برائی بے حیائی کا خاتمہ ہو ایسی جنگ کے ساتھ شریک نہیں۔ حالانکہ مخلوق خدا کیلئے یہ امن کی ضمانت ہے۔ دشمنان اسلام مسئلہ جہاد کو سمجھنے کیلئے اس مثال پر غور کریں۔ اگر جسم پر پھوڑا نکل آئے۔ تو اس کے علاج کا پہلا مرحلہ مرہم ہے۔ کہ اس کے

لگانے سے خراب مادہ نکل جائے اگر مرہم کا لگانا بے سود رہا اور پھوڑا شدید نوعیت کا ہے تو دوسرا علاج یہ ہے اسے نشتر سے چیرا دے دیا جائے۔ کہ خراب مادہ خارج ہو جائے۔ اور جسم محفوظ رہ جائے۔ اگر پھوڑا اس علاج کو بھی چیر گیا اور اس پھوڑے کا زہر آگے سیرایت کر رہا ہے۔ تو آخری علاج یہ ہے کہ وہ عضو کاٹ دیا جاتا ہے۔ تاکہ باقی جسم اس کے زہر سے محفوظ رہ سکے۔ ایسے ہی سمجھ لیا جائے انسانیت کے وجود پر کفر ایک زہریلا پھوڑا ہے اولاً تو اس کا علاج واضح نصیحت سے کیا جائے کہ لوگ حق پر آجائیں۔ اگر یہ پھوڑا واضح نصیحت کے مرہم کو چیر گیا تو اس پر جزیہ اور استرقاق کا نشتر چلایا جائے گا۔ کہ انسانیت کا وجود اس سے نجات حاصل کر سکے۔ اگر کفر کا یہ پھوڑا جزیہ کے نشتر سے بھی نہ درست ہوا اور خطرہ ہے کہ یہ زہر پورے عضو کو بیکار کر دے گی۔ تو ضروری ہو جاتا ہے کہ سارا عضو کاٹ دیا جائے تاکہ انسانیت کے باقی اعضاء محفوظ رہ سکیں۔ بس یہ جہاد ہے جس سے کسی بھی سلیم العقل انسان کو انکار نہیں۔ اگر مال و دولت کے چوروں ڈاکوؤں کیلئے سزائیں دینا جائز ہیں اور حکومت کے باغیوں کو تختہ دار پر لٹکانا درست ہے۔ تو اسی طرح ایمان کے چوروں کا قتل کیوں جائز نہیں۔ جب کوئی ایسی حکومت اپنے باغی کا وجود پسند نہیں کرتی اور اسے سزا دیتی ہے۔ تو اسلام کے لئے یہ حق کیوں نہیں مانا جاتا۔ کہ وہ اپنے باغیوں کو اپنے وفاداروں سے سزا دلانے اور قزاقوں کا قلع قمع کرائے۔ بعض لوگ اسلام کے حکم جہاد پر یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ چلو کفار حملہ کریں تو تم بھی جواب دو۔ جب وہ کچھ کہتے ہی نہیں تو ان کے ساتھ جہاد کیوں۔ یاد رہے ایک وقت تھا کہ کفار سے جنگ کی اجازت ہی نہ تھی۔ پھر وقت آیا دفاع کا حکم دے دیا گیا۔ پھر حکم ملا کہ دشمن کو جہاں پاؤ قتل کرو۔ اب اسلام میں ابتدائی اور دفاعی دونوں جنگوں کا حکم ہے۔ یہ اعتراض تو بالکل ایسے ہے جیسے کوئی کہے کہ تم سانپ کیوں مارتے ہو۔ اس نے تمہیں ڈسا تو تھوڑا ہے۔ وہ تو آرام سے اپنے بل کی طرف جا رہا ہے۔ جیسے یہ کہنا غلط ہے ویسے ہی کفار کے سلسلہ میں ابتدائی حملہ کا غلط کہنا بھی بے معنی ہے۔ سانپ جان کا دشمن ہے ڈسے یا نہ ڈسے اسے ہلاک کر دو۔ ایسے ہی کافر ایمان کا دشمن ہے۔ حملہ کرے یا نہ کرے۔ اسے سبق سکھا دو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غضب الہی کا ظہور

اللہ تعالیٰ جل مجدہ کے انعامات میں سے سب سے بڑا انعام یہ ہے کہ اس نے انسانیت کیلئے انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا۔ انسان کبھی بھی اس نعت کے شکر یہ کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اگر انبیاء شریف نہ لاتے تو ہمیں خدا کی پہچان کیسے ہوتی۔ نیکی برائی کا امتیاز کیسے ہوتا۔ خدا کی رضا اور عدم رضا سے واقفیت کیسے ہوتی۔ دین و دنیا کے اصول و ضوابط کون بتاتا۔ غرضیکہ نور نبوت کے بغیر عقل بے کار تھی۔ جیسے میری آنکھ کا نور تہا بیکار ہے۔ جب تک سورج کی روشنی کی چمک نہ ہو۔ آنکھ دیکھ نہیں سکتی۔ ایسے ہی سمجھیں عقل کس قدر رہی روشن کیوں نہ ہو۔ مگر جب تک اسے نور نبوت کی رہنمائی نہ ہو۔ قطعی بیکار ہے۔ جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء سے وفاداری کی ان کے حکموں کی اطاعت کی خدائے ذوالجلال نے ان پر اپنی رحمتوں کے دروازے کھول دیے۔ اور جن لوگوں نے اس کے رسولوں کی مخالفت کی ان پر عذاب مسلط ہوا۔ ایمانداروں کو بچا لیا گیا۔ اور منکرین کو برباد و غرق کر دیا۔ کسی کو غرق کرایا گیا تو کسی کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔ کسی پر آسمان سے پتھر برسائے گئے۔ تو کسی پر زلزلہ بھیجا گیا۔ کسی پر تند و تیز ہوائیں مسط کر دیں گئیں۔ کسی کو بندروں کی شکلوں میں بدل دیا گیا۔ یہ درست ہے کہ منکرین نبوت پر یہ عذاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی آئے۔ مگر اس کا ظہور تو مختلف مخلوق کے پردہ سے ہے۔ کبھی دریا کو حکم دیا ڈبونے کا، کبھی زمین کو ہڑپ کرنے کا ساری مخلوق خدا کی لشکری ہے۔ جس سے چاہے جو چاہے کالے لے۔ مچھر سے ہلاکتِ نمرود کا کام لے لیا۔ چڑیوں سے ہاتھیوں کو مروادیا۔ پانی سے قوم نوح کا صفایا کروادیا۔ عذاب الہی کا ظہور کبھی فرشتوں سے کبھی انسانوں سے خدا تعالیٰ جل مجدہ کا اپنے اور اپنے انبیاء کے باغیوں کو ہلاک کرنا عین مصلحت ہے۔ یہ سارا نظام تو منکرین سمجھ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے جو کام لے لے مگر جب اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کے ذریعے اپنے گستاخوں کو سزا دیتا ہے۔ تو اس پر اعتراض نامعلوم کیوں۔ مومنین کا کفار کو قتل کرنا بھی تو دراصل خدائے قدوس کا ہی فعل ہے۔ قرآن مقدس غزوہ بدر کے سلسلہ میں فرماتا ہے۔

فلم تقتلوہم ولكن قتلہم اللہ۔ (1)

(1) الانفال، 17:8

تم نے تو نہیں مارا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کیا
نامعلوم بائبل کے پڑھنے والے تورات وانجیل کے گرویدہ لوگ حضرت یوشع بن نون ،
حضرت داؤد، حضرت سلیمانؑ کے جہادوں کو کیوں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور اسلام میں جہاد پر طعن
شروع کر دیتے ہیں۔ عیسیٰؑ اپنے نزول آسمان کے بعد قیامت تک جہاد فرمائیں گے۔ ابتدائے افرینش
سے ہر دور میں یہ ضروری رہا ہے کہ خدا کے دین کو بلند رکھنے اور باغیوں کی سرکوبی کیلئے جہاد کرتے رہو
وہی جہاد آج بھی جاری ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

باب پنجم غزوات

غزوہ بدر

یہ عظیم جنگ بھی سن ۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ حضور ﷺ نے کل انیس جہاد فرمائے۔ جن میں خود شریف لے گئے جس غزوہ میں باقاعدہ جنگ ہوئی وہ غزوہ بدر ہے باقی غزوات معمولی جنگوں یا صلح پر ختم ہوتے رہے۔ بعض لوگوں کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ جنگ بدر میں مسلمانوں نے پہل کی ہے حالانکہ ایسا قطعاً نہیں۔ بعض ارباب کتب سیر نے تو اس جنگ کو بھی اقدامی لکھا ہے۔ جس کی تردید کی ضرورت نہیں کہ اسلام میں دونوں اقدامی اور دفاعی جنگوں کا وجود ملتا ہے دراصل کفار مسلمانوں کے مدینہ منورہ میں امن سے رہنے سے نالاں تھے۔ کہ انہیں سکون کیوں مل گیا۔ وہاں کی پذیرائی دکھ دہ تھی۔ چنانچہ مسلمانوں کے خلاف تدبیریں شروع کر دیں۔ ابوسفیان تجارتی قافلہ لیکر شام روانہ ہوا۔ اور یہ فیصلہ کیا کہ اس تجارت سے جتنا نفع ملے گا وہ سب مسلمانوں کے خلاف استعمال ہوگا۔ اتفاقاً ایسا ہوا کہ اس تجارت سے ابوسفیان کو خاصہ نفع ہاتھ آیا۔ اس کی اس بد نیتی کی خبر رسول اللہ ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ کے راستے سے گزرنے لگا تو اس کو روکنے کا منصوبہ بنالیا گیا۔ اب یہ منصوبہ دفاعی ہے۔ ابتدائی نہیں اگرچہ ابتدائی بھی ہوتا تو جائز تھا۔ اس قافلہ کو روکنے کیلئے کل 313 تین سو تیرہ صحابہ لکے ان میں 77 ستر مہاجرین تھے۔ اور 236 انصار تھے۔ مہاجرین کے علمبردار سیدنا علی المرتضیٰؑ تھے اور انصار کے سعد بن عبادہ تھے۔ اس لشکر کا کل سامان حرب یہ تھا۔ آٹھ تلواریں، چھ زرهیں، اور ستر اونٹ اس قافلہ کے سپہ سالار خود حضور سید دو عالم ﷺ تھے۔ یہ لشکر بارہ 12 رمضان مبارک کو مدینہ منورہ سے چلا۔

یہ لشکر ساری دنیا سے انوکھا تھا نرالا تھا

کہ اس لشکر کا افسر ایک کالی کملی والا تھا

اس جنگ میں بوجہ مجبوری شریک نہ ہو سکے والوں میں سے سیدنا عثمان غنیؓ بھی تھے۔ کہ ان کی اہلیہ سیدہ رقیہؓ بیمار تھیں۔ حضرت طلحہؓ اور سعید بن زیدؓ بھی شامل نہ ہو سکے تھے۔ کہ انہیں حضور ﷺ نے مشرکین کی تلاش کیلئے بھیجا ہوا تھا۔ اسی طرح انصار سے پانچ افراد تھے۔ سوار یوں کی کمی کے باعث صحابہ باری باری سوار ہو کر سفر طے کرتے رہے۔ حضور ﷺ پیدل چلتے تو صحابہ عرض کرتے حضور آپ

سوار ہو جائیں۔ آپؐ فرماتے ہیں تم سے کمزور نہیں اور ثواب سے بے نیاز بھی نہیں۔ ابو سفیان کو جب یہ پتہ چلا کہ مسلمان قافلہ روک رہے ہیں اور ناکہ بندی کر رہے ہیں۔ تو اس نے مضمض بن عمر کو مکہ مکرمہ ابو جہل کی طرف بھیجا کہ وہ دوڑ کر آئے۔ ابو جہل نے یہ خبر سنتے ہی اپنی قمیض پھاڑ ڈالی۔ اور اپنے اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی۔ یہ صورتحال اس زمانہ میں انتہائی خوف کی علامت ہوا کرتی تھی۔ ابو جہل غصے سے آگ بگولا تھا۔ اس نے پورے مکہ مکرمہ میں اعلان کروادیا کہ تمام نو جوان مسلمانوں کے خلاف جنگ کیلئے آئیں۔ ابو لہب نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام کو بھیج دیا۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ امیہ بن خلف چپ چپ منہ چھپائے پھر رہا تھا۔ جنگ میں جانے سے کئی کترار ہا تھا۔ اس کی بیوی کریمہ بنت معمر نے پوچھا تو آج بزدل کیوں ہے۔ منہ کیوں چھپا رہا ہے۔ جنگ میں کیوں نہیں جاتا؟ وہ بولا کریمہ بات یہ ہے میرے ایک دوست سعد بن معاذ نے خبر دی ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے بتایا ہے کہ امیہ ہمارے ہاتھوں مارا جائے گا اور اس کی بات جھوٹی نہیں ہوتی۔ امیہ نے نہ آنے کے لاکھ بہانے بنائے۔ مگر ابو جہل نے زبردستی ساتھ کھینچ لیا۔ (1)

ابو جہل نے 950 افراد کی فوج تیار کر کے ابو سفیان کی مدد کیلئے مکہ سے سفر شروع کر دیا۔ ابو جہل کے لشکر میں عتبہ بن ربیعہ بڑا تھا۔ ان کے پاس سات سو سے بھی زائد گھوڑے تھے۔ اسلحہ وافر تھا۔ تکبر و غرور کی کمی نہ تھی۔ لہو و لعب اور شراب کے مکے ساتھ تھے۔ گانے بجانے کیلئے فاحشہ عورتیں ساتھ تھیں۔ ابو سفیان نے قافلہ کی بچت اسی میں سمجھی کہ مشہور راستہ سے ہٹ کر سمندری راستہ اختیار کیا جائے۔ ابو جہل کو یہ پتہ چل گیا تھا کہ ابو سفیان نے راستہ بدل کے قافلہ بچا لیا ہے۔ اور اب جنگ کی ضرورت بھی نہیں۔ مگر تکبر و غرور کا بھرا ہوا تھا۔ اس نے ایسے جنگ پر آمادہ رکھا کہ اب رک جانا بزدلی ہے۔ ہتھیار پہن کر لڑے بغیر ہتھیار اتار دینا بہادروں کا شیوہ نہیں۔ جن روایات میں یہ ہے کہ کفار کی تعداد 1000 تھی۔ ان کی مطابقت یوں ہے۔ وقت روگنی تعداد 900 اور بوقت جنگ 1000 ہوگئی تھی۔ صحابہ کو حالات کا پتہ چلا تو یہ قاضائے بشری پریشانی ہوئی مگر حوصلہ نہیں ہارے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) اللبیہقی، دلائل النبوة، جماع ابواب غزوة بدر، الرقم 871، ص 500/2

(2) اللبیہقی، دلائل النبوة، هذا ابو سفیان قافلاً بتجارة، الرقم 874، ص 4/3

جاٹا رول سے مشورہ

اس انتہائی کٹھن مرحلہ پر حضور ﷺ نے اپنے جاٹا صحابہ سے اس سلسلہ میں مشورہ فرمایا کہ اب دشمن سر پر آ گیا ہے۔ مسلح ہے غیض و غضب سے بھرا ہے۔ کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے۔ فرمایا جنگ ہوگی تو میرا ساتھ دو گے سب سے پہلے حضرت سعد بن معاذ اٹھے اور عرض کی حضور فیصلہ تو آپ نے ہی فرمانا ہے۔ ہم تو با وفاؤں کی جماعت ہیں۔ جنگ کیا سمندر میں کود جانے کو بھی تیار ہیں۔ قریش سے جنگ تو کوئی بات ہی نہیں ہمیں دیووں سے بھی لڑنا پڑا تو لڑیں گے۔ سیدنا مقدادؓ نے عرض کی حضور ہم موتی کی قوم ہنسی اسرائیل کی طرح نہیں کہ اپنے پیغمبر سے یہ کہیں کہ تو جا اور تیرا رب دونوں لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ اس تقریب کے بعد حضور ﷺ نے دعا فرمائی اور وہاں سے چل کر میدان بدر کے اس کنارے پر قیام فرمایا جو مدینہ منورہ کے قریب ہے۔ اور کفار نے اپنا ڈیرہ اس کے مقابل کنارہ پر جمالیا۔ اس جگہ کو بدر کہنے کی ایک وجہ یہ ہے یہاں سے قریب بدر نامی گاؤں تھا۔ جسے بدر بن نخلہ نے آباد کیا تھا۔ اسی جگہ پر بدر بن حارث نے کنواں کھودوایا تھا۔ اسی باعث اس کنویں کا نام چاہ بدر مشہور ہو گیا۔ اور بستی کا نام قریہ بدر مشہور ہوا۔ ایک وجہ اور بھی کہی گئی ہے۔ اس کنویں میں چاند کا پورا عکس پڑتا تھا۔ تو اسی باعث بدر مشہور ہو گیا۔ (1)

اتفاق ایسا ہوا مسلمانوں کا کنارہ ریتلہ تھا جہاں چلنا مشکل تھا۔ پانی کم تھا۔ کفار کا کنارہ مٹی والا تھا وہاں کنواں کھود لیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو دشواری پیش آئی تو قدرت نے بدر کی طرف بارش نازل فرمائی۔ یہ ٹکراؤ کچھ عجیب منظر پیدا کر رہا تھا۔ اسلام اور کفر کی ٹکڑھی۔ یا مسلمانوں اور کافروں کی۔ ایمان و تقیان کا مقابلہ تھا یا رحمن و شیطان کا۔ سعادت و شقاوت کی ایسی جنگ اس سے قبل چشم فلک نے بھی نہیں دیکھی۔ ایک طرف سید الانبیاء ﷺ کی قیادت میں صحابہ سراپا عجز و نیاز بارگاہ قدس میں سر بسجود ہیں تو دوسری طرف کفار نشہ میں چور کبر و غرور سے بھرپور سرکشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

(1) اللبیہقی، دلائل النبوة، هذا ابو سفیان قافلا بتجارة، الرقم 874، ص 4/3

(2) اللبیہقی، دلائل النبوة، هذا ابو سفیان قافلا بتجارة، الرقم 874، ص 4/3

جنگ بدر کے بکھرے موتی

جنگ بدر میں کئی ایک حیران کن واقعات کا ظہور ہوا جنہیں تاریخ نے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

☆ حضور ﷺ نے جنگ شروع ہونے سے قبل میدان بدر میں خط کھینچ کر ہر مرنے والے کی جگہ مقرر کر دی تھی۔ (1)

☆ صفیں درست کرتے ہوئے سواد ذرا آگے بڑھے ہوئے تھے۔ تو حضور ﷺ نے اپنی چھڑی مبارک ان کے سینے پر لگا کر فرمایا سواد سیدھے ہو جاؤ قطار درست کرو۔ اسی وقت حضرت سواد نے عرض کی حضور آپ کی بارگاہ سراپا انصاف ہے۔ آپ نے مجھے چھڑی ماری ہے۔ میں بھی بدلہ چاہتا ہوں۔ حضور نے سیدہ مبارک کھول دیا اور عکاشہ کو چھڑی پکڑادی کہ بدلہ لے لے۔ سواد چھڑی پھینک کر الم نشرح کے سینے سے چٹ گئے اور چومنے لگے۔ عرض کی حضور یہ میرا آخری وقت ہے۔ شہید ہو جاؤں گا مناسب سمجھا کہ آخری وقت اپنا جسم آپ کے جسم مبارک سے لگا دوں کہ فیض حاصل کر سکوں۔ (2)

☆ مسلمان مجاہدین میں دو ننھے بچوں معوذ بن عفر اور معاذ بن عفر نے عبدالرحمان بن عوف سے پوچھا ابو جہل کہاں ہے۔ آپ نے پوچھا تم کیا کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا۔

قسم کھائی ہے مرجائیں گے یا ماریں گے ناری

کو سنا ہے گالیاں دیتا ہے وہ محبوب باری کو

اتفاقاً ابو جہل سامنے آ گیا یہ دونوں جھپٹے اور اسے جہنم رسید کر دیا۔ (3)

-
- (1) امام مسلم، صحیح مسلم، غزوہ بدر، الرقم 3330، ص 247/9
- امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 13207، ص 254/27
- النسائی، السنن، امر و اح البعث منین، الرقم 2047، ص 214/7
- (2) الاصبہانی، معرقۃ الصحابہ لابی نعیم، من اسبہ سفیان، الرقم 3133، ص 71/10
- (3) البخاری، صحیح البخاری، من لم یخمس الاسلاب، الرقم 2908، ص 393/10
- امام مسلم، صحیح مسلم، استحقاق القاتل سلب القتل، الرقم 3296، ص 196/9
- امام احمد، مسند احمد، حدیث عبدالرحمن بن عوف، الرقم 1583، ص 95/4

☆ ابو جہل کے بیٹے عکرمہ نے حضرت معاذ کے کندھے پر وار کر کے بازو کاٹ دیا۔ مگر بازو ٹکلتا رہا۔ یہ ٹکلتا ہوا بازو جنگ میں آڑے آ رہا تھا۔ اس لئے آپ نے اسے اپنے پاؤں کے نیچے دیکر کندھے کو جھٹکا دیکر توڑ ڈالا پھر یہ کٹا ہوا بازو لیکر دربار رسالت میں پیش ہو گئے۔ حضور سید عالم نے اس کٹے ہوئے کندھے پر لعاب دہن لگا کر بازو چپکا دیا۔ ہاتھ بالکل درست ہو گیا۔ آپ خلافت عثمانی تک زندہ رہے اور ہاتھ مضبوط رہا۔ (1)

☆ ہر صحابی کے ہاتھ سے اس کا رشتہ دار کافر مارا گیا۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے اپنے والد جراح کو معصب بن عمر نے اپنے بھائی عبداللہ کو حضرت عمرؓ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو حضرت علیؓ نے ربیعہ کے بیٹوں کو قتل کیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو لاکارا۔ حضورؐ نے روک دیا کہ انہوں نے ایک دن صحابی ہونا تھا۔ (2)

☆ اسی جنگ میں چودہ صحابی شہید ہوئے چھ مہاجر اور آٹھ انصار ستر کافر مارے گئے اور ستر گرفتار ہوئے۔ (3)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے میدان جنگ میں ابو جہل کو سسکیاں لیتے دیکھا اور کہا تو تو بہادر تھا۔ اب رو کیوں رہا ہے موت سے کیوں ڈرتا ہے۔ کہا افسوس اس کا ہے کہ مجھے محمد ﷺ کے چھوٹے چھوٹے دو بچوں نے مارا ہے۔ کاش کوئی بڑا مارتا۔ چنانچہ عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کا سرتن سے جدا کر دیا۔ اس جنگ میں کفار کے چوبیس بڑے بڑے آدمی ہلاک ہوئے۔ (4)

☆ مقتولین کفار کی لاشیں بدر کے کنوئیں میں ڈال دی گئیں۔ حضورؐ نے ان کی لاشوں پر کھڑے ہو کر فرمایا اے فلاں اے فلاں تم نے میرے رب کے وعدہ کو سچا پالیا۔ حضرت عمرؓ عرض کرتے ہیں

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 50/4

ابو الفتح، عیون الاثر، ص 342/1

(2) البصری، البدایہ والنہایہ، ص 356/3

(3) البصری، البدایہ والنہایہ، ص 52/4

(4) البخاری، صحیح البخاری، قتل ابی جہل، الرقم 3667، ص 360/12

امام مسلم، صحیح مسلم، قتل ابی جہل، الرقم 3358، ص 286/9

ابو عوانہ، المستخرج، بیان محاربہ النبی ﷺ، الرقم 5448، ص 295/13

اللبیہقی، دلائل النبوة، من یظہر ما منع ابو جہل، الرقم 944، ص 84/3

حضورؐ آپ بے جان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا عترتم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔ (1)

☆ اس جنگ میں صحابہ کے شانہ بہ شانہ فرشتے بھی لڑتے رہے رہا یہ اشکال کہ فرشتہ تو ایک ہی کافی تھا۔ اتنی بڑی تعداد میں کیا حکمت ہے۔ تو غالباً فرشتوں کو اعزاز دینا مقصود تھا کہ انہوں نے حضورؐ کی کمان میں جنگ لڑی ہے۔

☆ اسی خیمہ جنگ میں حضورؐ پر نیند طاری ہوئی پھر بیدار ہو گئے تو چہرے پر مسکراہٹ تھی۔ فرمایا ابو بکر مدد آگئی۔ جبریلؑ اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے آگئے ہیں اور ان کے دونوں سامنے والے دانتوں پر گرد جمی ہوئی ہے۔ (2)

☆ اسلام اور کفر کے دونوں لشکروں کے تصادم کے وقت حضورؐ نے مٹھی کی لیکر کفار کے منہ پر ماری اور کہا

شأمت الوجوه

ان کے چہرے مسخ ہوں۔

بس اسپر وہ شکست کا شکار ہو گئے اور بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہی کام حضورؐ نے حنین کے معرکہ میں بھی کیا تھا۔ (3)

☆ ابن اسحاق فرماتے ہیں لڑتے لڑتے حضرت عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ تو آپ بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور اپنی تلوار ٹوٹ جانے کا شکوہ کیا۔ حضورؐ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی دی کہ جاؤ جنگ کرو۔ وہ لکڑی عکاشہ کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ آپؐ نے فقال کیا اس تلوار کا نام ”عون“ رکھایہ تلوار برابر آپؐ کے ساتھ رہی کئی غزوات میں اسی سے کام لیا جب شہید ہوئے تو یہ تلوار ان کے

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، عرض مقعد المیت، الرقم 5121، ص 37/14

امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 13551، ص 99/28

ابن حبان، الصحيح، الاخباس عن مصارع من قتل، الرقم 6606، ص 28/27

(2) البيهقي، دلائل النبوة، اللهم انك ان تهلك هذه العصابة، الرقم 939، ص 78/3

(3) امام احمد، مسند احمد، حديث ابو عبد الرحمن الفهدي، الرقم 21430، ص 449/45

ابن حبان، الصحيح، ذكر ما اكرم الله عز وجل، الرقم 6629، ص 73/27

الطبراني، المعجم الكبير، باب 5، الرقم 3057، ص 335/3

ہاتھ میں تھی۔ (1)

☆ معرکہ کے بعض خصائص میں ایک یہ بھی ہے کہ تین ہزار فرشتوں نے فوجی بن کر شمولیت کی ہے۔ جنگ بدر کے علاوہ فرشتوں نے اس طرح کسی جنگ میں باقاعدہ شمولیت نہیں کی اگرچہ حضرت سعد نے احد کے دن بھی حضور ﷺ کی دائیں جانب دو فرشتوں کو دیکھا ہے۔

☆ بدر میں فرشتوں کا نزول مندرجہ ذیل آیات سے واضح ہے قرآن مقدس فرماتا ہے۔
اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم اتي مئذكم باللف من الملكة
مردفین۔ (2)

جب تم اپنے رب سے التجا کر رہے تھے۔ تو اس نے تمہاری دعا قبول کی بیشک
میں تمہاری مدد پے درپے ہزار فرشتوں سے کرنے والا ہوں۔
سورۃ آل عمران شریف میں اس طرح ہے۔

ان يكفيكم ان يمدكم ثلثة الاف من الملكة منزليـن۔ (3)
یہ کفایت نہیں کرتا کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کو اتار کر تمہاری مدد فرمائے۔
بدر میں نزول فرشتوں کی تائید میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت بھی ہے۔ آپ فرماتے
ہیں کہ مجھ سے بنی غفار کے ایک شخص نے کہا کہ وہ بدر کی ایک پہاڑی پر چڑھایا ایک ہم نے دیکھا
کہ ایک بادل ہمارے قریب ہوا جس میں گھوڑوں کے ہنہانے کی آواز آ رہی تھی اور کوئی کہہ رہا تھا۔

اقدام حیزوم (4)

حیزون آگے بڑھ

یہ سن کر میرا ساتھی ڈر گیا اور فوت ہو گیا۔ علماء فرماتے ہیں حیزون حضرت جبریلؑ کے گھوڑے

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 52/4

ابو الفتح، عیون الاثر، ص 637/1

السہیلی، الروض الانف، ص 81/3

(2) الانفال، 9:8

(3) آل عمران، 124:3

(4) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 39/4

کا نام ہے۔ ایک روایت میں اس طرح بھی ہے کہ جبریلؑ پانچ سو فرشتوں کیساتھ اور میکائیلؑ بھی پانچ سو فرشتوں کیساتھ انسانی شکل و صورت میں گھوڑوں پر سوار اترے اسی طرح حضرت عباسؓ سے دوسری روایت ہے۔ کہ ایک انصاری نے بھی یہی کلمات اقدم یا حیزون سنے انصاری نے ایک کوڑے لگنے کی آواز سنی ان لمحوں میں ایک کا فر مرا ہوا پڑا تھا۔ انصاری نے یہ واقعہ حضورؐ سے عرض کیا تو آپؐ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان سے مدد آئی تھی۔ اہل مدینہ نے بدر کی جنگ کے بعد لڑنے والے صحابہ کو مبارک دی تو انہوں نے کہا ہمیں مبارک کا ہے کی۔ یہ فتح ہماری قوت سے نہ تھی بلکہ ہم نے تو کافروں کو گرے پڑے دیکھا سر جسم سے الگ ہیں۔ صحابہ کی یہ بات سن کر حضور ﷺ نے فرمایا یہ فرشتے تھے جو باذن الہی کافروں کو ہلاک کر رہے تھے۔ (1)

مواہب میں تقی الدین سبکی روایت کرتے ہیں کسی نے مجھ سے پوچھا کہ حضورؐ کیساتھ ملائکہ کثیر تعداد میں مسلمانوں کی مدد میں آنے میں۔ حکمت کیا تھی، شیخ فرماتے ہیں میں نے جواب دیا تاکہ یہ کام حضورؐ اور صحابہ کا ہوا اور فرشتے بطور کمک ہوں اس ضمن میں میرا جواب گزر چکا ہے کہ ممکن ہے۔ فرشتوں کی درخواست پر کثیر تعداد بھیجی گئی ہو کہ وہ یہ اعزاز حاصل کر لیں۔ کہ میدان بدر میں حضورؐ کی کمان میں کام کرتے رہے۔ اس سوال کا بنیادی تعلق یہ ہے کہ وہ تدبیرات الہیہ ترتیب اسباب اور اللہ تعالیٰ کی غیر متناہی حکمتوں کی طرف سے صرف نظر نہ کریں۔ ورنہ وہ اس طرح کیوں نہیں کہتے کہ حضورؐ کو جہاد و قتال کی ضرورت ہی کب تھی۔ اللہ تعالیٰ خود قادر ہے۔ کہ اپنے قہر و جلال سے تمام کافروں کو ہلاک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ کی لامتناہی حکمتیں ضبط و حصر اور گنتی و شمار کی حد سے باہر ہیں۔ اس جنگ میں کفار مشرکین کی امداد کیلئے ابلیس لعین اپنا لشکر لے کر آیا اس لئے حق تعالیٰ جل مجدہ نے مسلمانوں کی امداد کیلئے جبریلؑ و میکائیلؑ کی سرگردگی میں فرشتوں کو نازل فرمایا چونکہ شیطان خود سراقہ بن مالک کی شکل میں تھا اور اس کے لشکر کے لوگ بنی مدج کے مردوں کی شکل میں تھے۔ اسی وجہ سے فرشتے بھی مردوں کی شکل میں نمودار ہوئے۔ (2)

(1) اسامہ مسلم، صحیح مسلم، امداد الملتکة فی غزوة بدر، الرقم 3309، ص 214/9

اللبیہقی، دلائل النبوة، فاستقبل نبی اللہ ﷺ، الرقم 900، ص 34/3

ابن حبان، الصحیح، التقلید والجرس لدواب، الرقم 4880، ص 101/20

(2) اللبیہقی، دلائل النبوة، فکث رسول اللہ ﷺ، الرقم 971، ص 113/3

یہاں پر اگر یہ کہہ دیا جائے تو حرج نہیں کہ آسمانی فرشتے زمینی فرشتوں کی مدد کیلئے آئے۔ صحابہ کرام اگرچہ صورتاً انسان تھے۔ مگر معنأً فرشتے تھے۔ بدر کے دن فرشتے عمامے باندھے اترے تھے۔ ان کے شملے کندھوں کے درمیان تھے ان عماموں کے رنگوں کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ سبز بھی تھے، سیاہ بھی تھے، زرد بھی تھے ممکن ہے آسمان سے اترنے والے مختلف گروپوں کے مختلف رنگ ہوں فرشتے مسلمانوں کے دلوں میں حوصلہ ہمت اور ثابت قدمی القا کرتے تھے (1)

جیسے شیطان لوگوں کے دلوں میں وہم ڈال سکتا ہے۔ فرشتے نیک تخیلات پیدا کر سکتے ہیں اسی طرح فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوط کیا فرشتوں کے نزول میں کئی حکمتیں تھیں۔

- ☆ فرشتوں کا نزول خیر و برکت کا باعث بنا۔
- ☆ فرشتوں نے مسلمانوں کے دلوں میں استقامت پیدا کرنے کی خدمات انجام دیں۔
- ☆ مسلمانوں کی حمایت میں فرشتے اترے۔
- ☆ فرشتوں کو مسلمانوں کا معین و مددگار بنایا۔
- ☆ فرشتوں کے باعث کافروں کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا۔
- ☆ فرشتوں کو حکم تھا ان کی گردنیں مار دو اور پورے کاٹ دو۔
- ☆ فرشتوں اور بندوں کے مقتولین الگ الگ پہچانے جاتے تھے۔
- ☆ ابن عباس فرماتے ہیں محاذ جنگ میں یہ آواز سنی گئی اے حیزون آگے بڑھ حیزون جبریلؑ کے گھوڑے کا نام ہے۔ جب حضورؐ سے یہ بات عرض کی گئی تو آپؐ نے فرمایا یہ تیسرے آسمان کی امداد تھی۔ (2)

ابن عباس فرماتے ہیں حضورؐ نے فرمایا جبریلؑ اپنے گھوڑے کی لگام تھامے جنگ میں آراستہ ہیں سہیل بن حنیف سے ہے کہ بدر کے دن صحابی کی تلوار کا اشارہ ہی ہوتا تھا کہ کافر مرجا تا سہل

(1) الشامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 44/4

(2) امام مسلم، صحیح مسلم، امداد الملئکة فی غزوة بدر، الرقم 3309، ص 214/9

ابن حبان، صحیح، التقلید والجرس، الرقم 4880، ص 101/20

اللبیہقی، دلائل النبوة، فاستقبل نبی اللہ ﷺ، الرقم 900، ص 34/3

بن سعد فرماتے ہیں ابو سعید نے مجھے کہا کہ اگر تو بدر میں ہوتا تو تجھے فرشتوں کے مقامات دکھاتا۔ (1)
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قیدیوں سے حسن سلوک

بدر تین دشمن مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں مگر پھر بھی ان سے حسن سلوک کیا جا رہا ہے۔ مدینہ منورہ پہنچ کر قیدیوں کو صحابہ میں تقسیم فرمایا اور ساتھ ہی یہ فرمایا
استوصوا بالأسارى خیراً (2)
قیدیوں سے حسن سلوک کرنا۔

چنانچہ صحابہ کرام کا یہ حال تھا جن کے پاس قیدی تھے وہ پہلے قیدیوں کو کھانا کھلاتے پھر خود کھاتے اگر کھانا نہ بچتا تو خود کھجور پراکتفا کرتے۔

مصعب بن عمیرؓ کے حقیقی بھائی ابو عزیز بن عمیر بھی قیدیوں میں تھے۔ وہ اپنی کہانی اپنی زبانی بیان کرتے ہیں کہ میں انصار کے جس گھر میں رہا ان کا یہ حال تھا کہ صبح و شام جو کچھ کھانا تیار ہوتا۔ وہ مجھے کھلا دیا کرتے اور خود کھجوروں پراکتفا کرتے۔ مجھے شرم آتی کہ میں قیدی ہو کر کھانا کھا رہا ہوں۔ اور وہ گھر کے مالک ہو کر کھجور پر گزر کر رہے ہیں میں اسرار کرتا کہ آپ گھر والے کھانا کھائیں مجھے کھجوریں دے دیں تو وہ جواب دیتے کہ ہمیں حضور ﷺ نے قیدیوں سے حسن سلوک کا حکم دیا ہے بھلا ہم اس کے خلاف کیسے کر سکتے ہیں حسن سلوک یہی ہے کہ آپ کھانا کھائیں۔ (3)

حضور سید دو عالم ﷺ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ ان سے کیا کیا جائے سیدنا عمر فاروقؓ نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غلبہ دیا ہے کہ ان کی گردنیں اڑادی جائیں۔ حضورؐ نے اس رائے کو پسند نہ فرمایا اور صحابہ کو پھر حسن سلوک کی طرف اس طرح توجہ دلائی۔

ان الله قد امکنکم منهم و انما هم اخوانکم بالامس۔ (4)

(1) اللبیہقی، دلائل النبوة، اللهم انک ان تہلک هذه العصابة، الرقم 939، ص 78/3

(2) الطبرانی، المعجم الكبير، باب 5، الرقم 18410، ص 248/16

(3) الاصبہانی، معرقہ الصحابہ، ابو عزیز بن عمیر العبدی، الرقم، 6298 ص 365/20

(4) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 13066، ص 113/27

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان پر غلبہ بخشا ہے اور یہ کل تمہارے بھائی تھے۔
ابوبکر صدیقؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ میری رائے ہے کہ ان سے فدیہ لیکر انہیں چھوڑ دیا
جائے۔ یہ لوگ آپ ہی کی قوم کے ہیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اسلام کی ہدایت دے دے اور پھر
یہی لوگ کافروں کے مقابلہ میں ہمارے مددگار ہوں۔ حضورؐ نے اسی رائے کو پسند فرمایا۔ (1)
سیدنا عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے حضرت عمر فاروقؓ سے فرمایا عمرؓ تیری شان
حضرت نوحؑ اور حضرت موسیٰؑ کی سی ہے۔ کہ انہوں نے اپنی اپنی قوم کے حق میں بددعا کی تھی۔ نوح علیہ
السلام نے عرض کی تھی کہ

رب لا تؤمر علی الارض من الکفرین دیارہا۔ (2)

اے اللہ روئے زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ

موسیٰؑ نے عرض کی تھی کہ

ربنا اطمس علی اموالہم۔ (3)

اے اللہ ان کے مالوں کو مٹا دے۔

حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا اے ابوبکرؓ تیری شان حضرت ابراہیمؑ، حضرت عیسیٰؑ کی سی
ہے۔ جنہوں نے اپنی اپنی قوم کیلئے دعائیں کیں تھیں۔

فمن تبعنی فانه منی ومن عصانی فأنک غفور رحیم۔ (4)

جس نے میری پیروی وہ مجھ سے وابستہ ہے جس نے میری نافرمانی کی تو بڑی

مغفرت والا ہے اور بڑی رحمت والا ہے۔

سیدنا عیسیٰؑ قیامت کو یہ فرمائیں گے۔

ان تعذبہم فأنہم عبدک وان تغفرلہم فأنک انت العزیز الحکیم۔ (5)

(1) ابی شیبہ، مصنف، ص 673/7

(2) نوح، 71: 26

(3) یونس، 10: 88

(4) ابراہیم، 14: 36

(5) المائدہ، 5: 118

اے اللہ اگر تو انہیں عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اگر معاف کر دے تو
تو بڑی غالب حکمت والا ہے
حضور ﷺ کی شان رحمت نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو پسند فرمایا اور قیدیوں سے فدیہ لیکر
چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ (1)

آپ صحابہ سے مشورہ فرما ہی رہے تھے کہ جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی حضورؐ آپ صحابہ کو
ان کے قتل کرنے اور ان سے فدیہ لیکر چھوڑنے کا اختیار دے دیں۔ حضورؐ نے اختیار دیا تو صحابہ نے
فدیہ لیکر چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا اور حضورؐ نے اس کی منظوری دے دی۔ (2)
یہ وقت دشمن پر سختی کا تھا مگر پھر بھی یہاں رحمت کا غلبہ نظر آ رہا ہے حالانکہ اسلام مجرمین کے
قتل کا حکم دیتا ہے مگر پھر بھی یہاں پر شفقت کا پہلو نمایاں ہے۔ (الحمد للہ) اسلام سنگدلی، بے رحمی،
فسادات سے پاک ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فدیہ کیا تھا

کسی کا فر کو آزاد کر دینے کیلئے فدیہ کیا تھا تو وہ حسب حیثیت طے ہوا تھا۔ ایک ہزار سے چار
ہزار درہم تک تھا۔ جو غریب تھے فدیہ ادا کرنے کے قابل نہ تھے۔ انہیں کسی قسم کا معاوضہ لئے بغیر چھوڑ
دیا گیا تھا۔ (3)

جو لوگ قیدیوں میں لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ ان سے یہ طے پایا کہ وہ دس دس ۱۰ بچوں کو
لکھنا پڑھنا سکھا دیں اور آزاد ہو جائیں۔ یہی ان کا فدیہ ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے اسی طرح
لکھنا سکھا تھا۔ (4)

(1) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ما تقولون فی ہولاء، الرقم 4271، ص 87/10

ابی شیبہ، مصنف، ص 476/8

(2) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، والاصل من کتاب اللہ، الرقم 2570، ص 224/6

(3) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 68/9

(4) البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 322/16

ابو عزمہ عمر بن عبد اللہ بھی مساکین میں سے تھے اور فدیہ دینے کی طاقت نہ تھی۔ حضورؐ سے اپنی غربت کی کہانی سنائی اور چاہا کہ ان پر احسان کرا دیا جائے تو آپؐ نے انہیں بھی فدیہ لیے بغیر رہا کر دیا۔ مگر ایک شرط عائد کی کہ اسلام کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کریں جو انہوں نے مان لی۔ اسی طرح مطلب بن حطب اور صفی ابن ابی رفاعہ بلا فدیہ رہا ہوئے۔ (1)

جونہی کفار کی شکست کی خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی تو تہلکہ مچ گیا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے پوچھا جنگ بدر کا کیا بنا تو ابوسفیان نے کہا

والله ما هو الا ان لقينا القوم فمناحنهم اكتافاً يفعون السلاح
مناحيث شاء لقينا رجلاً بيضاً على خيل بلق بين السماء والارض (2)
اللہ کی قسم کوئی خبر نہیں ہم ایک ایسی قوم کے مقابل ہوئے اور اپنے کندھے ان کے سپرد کر دیے جس طرح چاہتے تھے وہ ہم میں ہتھیار چلاتے تھے۔ اللہ کی قسم سفید مرد گھوڑوں پر سوار زمین و آسمان کے درمیان معلق ہمارے مقابل تھے۔
ابو رافع کہتے ہیں میں نے کہا

والله تلك الملائكة

اللہ کی قسم یہ فرشتے تھے۔

ابولہب اس خبر پر شدید برہم ہوا۔ ایک ہفتہ گزرنے پر وہ شدید قسم کی طاعون میں مبتلا ہوا اور مر گیا لاش اس قدر بدبودار ہو چکی تھی کہ کوئی قریب سے نہیں گزر سکتا تھا۔ تین دن بعد بیٹوں نے شرم کے مارے ایک گڑھا کھد کر لائیں ان سے گھسیٹ کر لاش کو دبا دیا۔

ام المومنین سیدہ عائشہؓ جب کبھی ابولہب کے گڑھے کے قریب سے گزرتیں تو کپڑے سے

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 72/4

السہیلی، الروض الانف، ص 111/3

ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص 659/1

(2) الطبرانی، المعجم الكبير، الرقم 907، ص 392

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر اسلام عباس، الرقم 5411، ص 332/12

البیہقی، دلائل النبوة، کنز ال عباس قد دخلنا، الرقم 1007، ص 154/3

منہ ڈھانپ لیتی تھیں۔ (1)

جیسا کہ حضور ﷺ جب دیارِ ثَمُور سے گزرتے تو چہرہٴ انور کو کپڑے سے چھپا لیتے۔ اور سواری کو تیز کر دیتے۔ حضور علیہ السلام کے اسی عمل کے پیشِ نظر ہی سیدہ عائشہ صدیقہؓ منہ ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔ جو نبی اہل مکہ کو شکست کی خبر ملی تو مکہ مکرمہ میں نوحہ شروع ہو گیا۔ مسلسل ایک ماہ تک رونے پینے کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک ماہ بعد منادی کرادی گئی کہ کوئی شخص گریہ زاری نہ کرے کہ مسلمان اس حالت کی خبر پا کر خوش ہو گئے اور نہ ہی کوئی فدیہ دے ورنہ وہ فدیہ کی قیمت بڑھا دیں گے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چند رہائی پانے والوں کے نام

☆ جن چند افراد نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کی۔ ان میں ابو وراعہ بھی ہیں۔ ان کے بیٹے حطب ابن ابی وراعہ رات کے وقت قریش سے چھپ کر مکہ مکرمہ سے نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے باپ کو ۴ ہزار درہم دے کر رہا کرایا اگرچہ کفار کا اعلان تھا کہ کوئی فدیہ دے کر قیدیوں کو نہ چھڑائے مگر اس پر عمل نہ ہوا اور آہستہ آہستہ ہر کوئی اپنے اپنے رشتہ دار کو چوری چھپ رہا کرتا رہا۔ (3)

☆ انہیں قیدیوں میں سھیل بن عمر بھی تھے۔ جو نہایت دانشمند اور فصیح تھے۔ عام محفلوں میں حضور ﷺ اور اسلام کے خلاف تقریریں کرتے اشعار سناتے حضرت عمر فاروقؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے سھیل کے نچلے دو دانت توڑ دوں کہ آپ کے خلاف زبان نہ کھول سکے۔ حضور ﷺ نے حسن سلوک کا مظاہرہ فرمایا فاروقؓ اعظم کو ایسا کرنے سے روک دیا اور فرمایا بعید نہیں کہ کبھی تمہیں ان کے ذریعہ سے خوشی مل جائے۔ (4)

☆ چنانچہ صلح حدیبیہ میں ان کی کوششوں سے صلح کا معاملہ آگے بڑھا جسے اللہ تعالیٰ نے فتح مبین

(1، 2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 67/4

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 350/1

(3) الطبرانی، المعجم الکبیر للطبرانی، قطعۃ من المفقود، ص 366/18

(4) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین للحاکم، سھیل بن عمرو، الرقم 5229، ص 131/12

الاصبہانی، معرفة الصحابة، الرقم 2947، ص 274/9

فرمایا اور یہ فتح مکہ میں مشرف بہ اسلام ہوئی۔

☆ مسلمانوں کی قید سے رہائی پا جانے والوں میں عمرو بن ابوسفیان بھی تھا۔ ابوسفیان سے کہا گیا اپنے بیٹے کو فدیہ دے کر چھڑاؤ تو اس نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میرا بیٹا حظلہ کو قتل ہو گیا اور دوسرے عمر کا فدیہ دوں۔ جب تک چاہیں قید رکھیں۔ اتفاق سے اسی دن سعد بن انصاری عمرہ کیلئے آئے تو ابوسفیان نے انہیں اپنے بیٹے کے بدلے میں گرفتار کر لیا۔ انصاری کی درخواست پر حضور ﷺ نے ابوسفیان کے بیٹے عمر کو دے کر حضرت سعد کو چھڑا لیا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوالعاص کا فدیہ

☆ جنگ بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے داماد ابوالعاص بن ربیع بھی تھے۔ ابوالعاص کے نکاح میں حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ تھیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ابوالعاص کی خالہ تھیں۔ ابوالعاص سے شفقت رکھتی تھیں۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی درخواست پر ہی یہ نکاح ہوا تھا۔ ابوالعاص مالدار دیانت دار اور بڑے تاجر تھے۔ قریش نے ابوالعاص پر دباؤ ڈالا کہ تو محمد ﷺ کی بیٹی کو طلاق دیدے۔ تیری شادی بہتر جگہ کر دیجائیگی۔ مگر ابوالعاص نے انکار کر دیا اور کہا زینب جیسی شریف خاتون کے مقابلہ میں دنیا کی کسی عورت کو پسند نہیں کرتا۔ (2)

ابوالعاص کی بیوی حضرت زینبؓ نے اپنے شوہر ابوالعاص کو ہار کر انے کیلئے بطور فدیہ اپنا ہار بھیجا۔ جو حضرت خدیجہؓ نے شادی کے وقت انہیں دیا تھا۔ حضور ﷺ اس ہار کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور صحابہ سے فرمایا اگر مناسب سمجھو تو ہار واپس کر دو اور اس قیدی کو چھوڑ دو۔ اسی وقت تسلیم و رضائے کے کشتگاں صدق و صفا کے پیکر صحابہ نے عمل کیا ہار واپس کر دیا اور ابوالعاص کو چھوڑ دیا۔ ابوالعاص سے یہ وعدہ لیا کہ مکہ مکرمہ جا کر زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیں۔ (3)

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص

السہیلی، الروض الانف، ص

(2) الطبرانی، المعجم الكبير، ب 5، الرقم 18482، ص 282/16

(3) امام احمد، مسند احمد، فی فداء الاسیر بالمال، الرقم، ص

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر بات رسول ﷺ، الرقم، ص

چنانچہ ابوالعاص نے حسب وعدہ حضرت زینبؓ کو اپنے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ منورہ بھیج دیا۔ جب کنانہ پہلے دن حضرت زینبؓ کو لے کر مکہ سے نکلا تو قریش نے شدید مزاحمت کی کہ اسمیں قریش کی ذلت ہے۔ اگرچہ ہمیں محمدؐ کی بیٹی کے مدینہ جانے پر اعتراض نہیں مگر ایسے کھلے جانا رسوائی ہے۔ کنانہ اب تم واپس مکہ چلو اور رات کو لے کر سفر کرو چنانچہ کنانہ نے یہ شرط منظور کر لی اور تین دن بعد رات کو سفر کیا۔ ادھر رسول اللہؐ نے حضرت حارثہؓ کو اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جا کر رک جانا جب زینبؓ آجائیں تو انہیں ہمراہ لے آنا۔ یہ لوگ اس جگہ میں پہنچے ہی تھے کہ کنانہ حضرت زینبؓ کو لیکر وہاں پہنچ گئے۔ چنانچہ حضرت زید اپنے ساتھی انصاری کے ساتھ حضرت زینبؓ کو لے کر مدینہ روانہ ہوئے اور جنگ بدر کے ایک ماہ بعد حضرت زینبؓ مدینہ منورہ پہنچ گئیں اور ابوالعاص مکہ میں مقیم رہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوالعاص سے تجدید نکاح

فتح مکہ سے قبل ابوالعاص تجارت کی غرض سے شام روانہ ہوئے شام سے واپسی پر مسلمانوں کے ایک دستہ نے انہیں گھیر لیا اور سارا مال و متاع ضبط کر لیا۔ ابوالعاص چھپ کر مدینہ منورہ حضرت زینبؓ کے ہاں پہنچ گئے حضورؐ صبح نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت زینبؓ نے عورتوں کی طرف سے آواز دی لوگو میں نے ابوالعاص کو پناہ دیدی ہے۔ حضورؐ نے صبح نماز سے فارغ ہونے پر لوگوں سے پوچھا

ایہا الناس هل سمعتم ما سمعت قالو نعم۔

لوگو کیا تم نے سنا جو کچھ میں نے سنا ہے سب نے عرض کی جی (اعلان) سنا

ہے۔

تو حضورؐ نے فرمایا

یجیر علی المسلمین اذناہم۔

مسلمانوں میں سے کوئی بھی پناہ دے سکتا ہے۔

یہ فرما کر اپنی بیٹی حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لے گئے۔ بیٹی اس کا اکرام و احترام کرنا مگر تو اس پر حلال نہیں کہ تو مسلمان ہے وہ مشرک ہے۔ صحابہ سے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ ابوالعاص کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ اگر مناسب جاو تو اس کا مال واپس کر دو ورنہ وہ اللہ کا عطیہ جو اس نے تمہیں دیا اور تم ہی اس کے حقدار ہو۔ یہ سنتے ہی صحابہ نے سارا مال و متاع واپس کر دیا۔ اور ابوالعاص سارا مال لیکر واپس مکہ مکرمہ چلے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر سامان تجارت میں جو جو شریک تھے۔ سب کو ان کا مال واپس کیا اور ان سے پوچھا

هل بقي لاحد منكم عندى۔

تم میں سے کسی کا مال میرے پاس رہ تو نہیں گیا

سب نے جواب دیا۔

لا فجزاك الله خير الجزا۔

نہیں اللہ تجھے جزا دے

ابوالعاص تو معتمد شخص ہے۔ وفادار ہے کریم ہے۔ تو اس کے جواب میں ابوالعاص نے

اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً عبده ورسوله۔ (373)

میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے بغیر کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے

بندے ہیں اور رسول ہیں۔

ابوالعاص نے کہا میں اس سے قبل اسلام نہیں لایا کہ تم کہیں یہ کہہ دو کہ میں نے مال و دولت سنبھالنے کیلئے اسلام قبول کیا ہے۔ اب میں نے تمہارا مال تمہیں پہنچا دیا اب میں ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔ پھر آپ مدینہ منورہ چلے آئے تو حضور ﷺ نے پھر حضرت زینبؓ کو ان کی زوجیت میں دیدیا۔ دوبارہ نکاح کیا گیا اکثر فقہاء و محدثین نے اسے ہی معتبر مانا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ

بدر کے قیدیوں میں حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس بھی تھے۔ انہیں حضرت کعب بن عمر نے گرفتار کیا تھا۔ حضرت عباس طاقتور تھے جبکہ کعب بن عمر کمزور تھے۔ حضور ﷺ نے ابوالیسر کعب بن عمر سے پوچھا تو نے انہیں گرفتار کیسے کیا تو ابوالیسر کعب نے عرض کی حضور ایک شخص نے میری امداد کی جسے میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا نہ بعد میں اور وہ اس شکل کا آدمی تھا۔ تو آپ نے فرمایا

لقد اعانك عليه ملك كريم (1)

بے شک ایک عزت والے فرشتے نے تیری مدد کی۔

یہی روایت معجم طبرانی میں بھی ہے۔ حضرت عباس کی بندش ذرا سخت تھی جس کے باعث آپ کراہتے لگے حضور ﷺ پریشان ہو گئے بند ڈھیلے کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس قدر رعایت دوسروں کو بھی دے دی جائے انصار نے عرض کی حضور ﷺ اجازت دیں تو ہم اپنے بھانجے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں آپ نے فرمایا

والله لاتذمرن منه درهما (2)

خدا کی قسم اس سے ایک درہم بھی نہ چھوڑو۔

حضرت عباس سے جب فدیہ کا مطالبہ کیا گیا تو آپ نے اپنی ناداری کا ذکر کیا اور معذرت کی حضور ﷺ نے فرمایا چچا وہ مال کہاں گیا جو تم نے اور تمہاری بیوی ام فضل نے فن کیا تھا۔ تم نے کہا تھا اگر میں میدان جنگ میں مارا جاؤں تو اس مال سے گھر کا کام چلانا حضرت عباس یہ بات سنتے ہی حیران ہو گئے اور عرض کی میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں میرے اور ام فضل کے علاوہ کوئی بھی نہ جانتا تھا۔ (3)

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، الرقم 3140، ص 173/7

(2) ابن حبان، صحیح، لتقلید والجرس لدواب، الرقم 4881، ص 103/20

اللبیہقی، دلائل النبوة، الرقم 1003، ص 149/3

الطبرانی، المعجم الأوسط، الرقم 4780، ص 336/10

(3) امام احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن العباس، الرقم

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر اسلا م عباس، الرقم 5418، ص 339/12

آپ سے چار ہزار درہم فدیہ لیا گیا۔ اس قدر فدیہ پر حضرت عباس نے عرض کی آپ نے مجھ سے زیادہ فدیہ اس لیے لیا ہے کہ میں قریبی ہوں۔ قرابت کا تقاضا تو ہے کہ فدیہ کم ہو تو قرآن مقدس کا یہ حکم نازل ہو

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي إيديكم مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنَّ يَعْلَمَ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا
يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ (1)

اے نبی آپ ان قیدیوں سے کہہ دیں جو آپ کے قبضہ میں ہیں تم اس فدیہ پر افسوس نہ کرو اگر اللہ نے تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی دیکھی تو جو تم سے لیا گیا ہے اس سے کہیں زیادہ دے گا۔

حضرت عباس فرمایا کرتے تھے کاش اس وقت مجھ سے کئی گنا زیادہ فدیہ لے لیا جاتا اللہ تعالیٰ نے جتنا مجھ سے لیا اس سے زیادہ مجھے دیا سو اوقیہ (چار ہزار درہم) کے بدلہ میں سو غلام عطا فرمائے (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نوفل بن حارث کا فدیہ

جنگ بدر کے قیدیوں میں نوفل بن حارث بھی تھے جب حضور ﷺ نے ان سے فدیہ کا مطالبہ فرمایا تو انہوں نے بھی حضرت عباس کی طرح غربت کی شکایت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا نوفل وہ نیزے کہاں ہیں جو تم جدہ میں چھوڑ آئے ہو نوفل نے جھٹ کہا بخدا اللہ کے بعد میرے سوا کسی کو علم نہ تھا میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں چنانچہ نوفل نے وہ نیزے فدیہ میں دیکر رہائی حاصل کی۔ ان نیزوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ پھر حضور ﷺ نے نوفل بن حارث اور حضرت عباس کے درمیان دوستی قائم فرمادی۔ اور فرمایا زمانہ جاہلیت میں بھی یہ دونوں دوست تھے اور تجارت میں بھی

(1) الانفال، 70:8

(2) الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ص 74/14

شریک رہے تھے۔ (1)

فقیر کہتا ہے شائد دونوں کے قبول اسلام کی وجہ بھی ایک جیسی ہی بنی تھی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

وہب بن عمیر کا قبول اسلام

وہب بن عمیر جو اسلام کے شدید دشمنوں میں شمار ہوتا تھا وہ بھی قیدیوں میں تھا۔ ایک دن وہب کا باپ عمیر اور صفوان دونوں حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ صفوان نے مقتولین بدر کا قصہ چھیڑ دیا۔ عمیر نے کہا میرے بچوں کی حفاظت کا اہتمام ہو جاتا تو میں خود مدینہ جا کر محمد کو قتل کر آتا۔ عمیر نے کہا قریش کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی کا مزہ نہیں رہا۔ صفوان نے کہا گھربا کی فکر مت کر۔ میں ذمہ دار ہوں تو جا۔ محمد کے قتل کا فریضہ ادا کر۔ اسی وقت عمیر نے تلوار اٹھائی اور مدینہ روانہ ہو گیا۔ جونہی اس نے مسجد نبوی شریف کے دروازہ پر اونٹ بٹھایا تو سیدنا عمر فاروقؓ نے اس کی بدعتی کو بھانپ لیا۔ اور پکڑ کر حضور ﷺ کے سامنے لے گئے۔ حضور ﷺ نے عمر فاروقؓ کو اسے چھوڑ دینے کا حکم فرمایا۔ صفوان سے پوچھا تم آئے کیسے۔ عرض کی اپنے قیدی کو چھڑانے آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا سچ بولو کیا تو اور صفوان نے حطیم کے اندر بیٹھ کر میرے قتل کا منصوبہ نہیں بنایا تھا اور تم اسی غرض سے نہیں آئے۔ کیا تو نے میرے قتل کا ذمہ نہیں لیا تھا۔ عمیر نے تیرے اہل و عیال کی خبر گیری کا وعدہ نہیں کیا تھا۔ جونہی عمیر نے نگاہ نبوت کے جوہر دیکھے۔ جھٹ کہہ اٹھا

اشہد انک مرسلو اللہ ان هذا الحديث کان بینی وبنی صفوان فی الحجر

حطیم لم یطلع علیہ احد غیری وغیرہ فأخبرک اللہ فأمنت باللہ

وہرسلوہ (2)

میں گواہی دیتا ہوں بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس واقعہ کا میرے اور

(1) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، مناقب نوفل بن الحارث، الرقم، ص

(2) البیہقی، دلائل النبوة، الرقم 1009، ص 156/3

الطبرانی، المعجم الكبير، الرقم 13586، ص 451/11

الاصبہانی، معرفة الصحابة، الرقم 4704، ص 67/15

صفوان کے بغیر کسی کو علم نہ تھا۔ اللہ نے آپ کو یہ بتا دیا۔ پس میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا۔

ایک روایت میں یہ عنوان اس طرح ہے

واللہ انی اعلم ما اتاک بہ الا اللہ فالحمد لله الذی ہدانی لاسلام ثم تشہد
(1)

اللہ کی قسم میں یقین کرتا ہوں کہ اللہ کے سوا آپ کو کسی نے اس واقعہ کی خبر نہیں دی۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے اسلام کی ہدایت دی اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

اس پر حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا اپنے بھائی کو دین کی باتیں سکھاؤ اور قرآن پڑھاؤ۔ اس کے قیدی چھوڑ دو۔ چنانچہ اسی وقت قیدی عمیر کے حوالے کر دیے گئے۔ عمیر نے عرض کی حضور میں نے اللہ کے نور کو بجھانے کی بہت کوشش کی اور مسلمانوں کو بیدار کیا۔ اب مجھے اجازت فرمائیں میں لوگوں کو اسلام کی طرف بلاؤں۔ اور اللہ کے دشمنوں کو ستاؤں تاکہ پہلے کا بدل بن جائے۔ (پہلے مسلمانوں کو ستایا کرتے تھے) آپ نے اجازت فرمادی۔ عمیر جب مدینہ منورہ سے واپس روانہ ہوئے تو صفوان لوگوں سے کہتا پھرتا تھا چند دنوں میں تمہیں عظیم خوش خبری سناؤں گا۔ کہ تم بدر کے صدمہ کو بھول جاؤ گئے۔ جونہی اسے عمیر کے قول اسلام کی خبر پہنچی تو آگ بگولہ ہو گیا۔ اور کہا اللہ کی قسم عمیر سے کبھی نہیں ملوں گا۔ اور نہ اسے فائدہ پہنچاؤں گا۔ آپ مکہ مکرمہ پہنچتے ہی تبلیغ دین میں مصروف ہو گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مجاہدین بدر کے فضائل

☆ جنگ بدر میں شامل ہونے والے مجاہدین کا مقام بہت بڑا ہے۔ حاطب ابن ابی بلتعہ کے مشہور واقعہ میں حضرت عمر فاروقؓ نے حاطب کے متعلق سخت رویہ اختیار کیا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا

ان للہ اطلع فی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم
الجنة (1)

بیشک اللہ نے اہل بدر کی طرف نظر فرمائی اور کہا جو چاہو کرو جنت تمہارے لئے
واجب ہو چکی ہے۔

اعملوا ما شئتم

کی اجازت کا معنی گناہوں کی اجازت دینا نہیں بلکہ ان کی سچائی اخلاص اور قرب خداوندی
کو ظاہر کرنا ہے۔ مرتے دم تک ان کے قدم پھسلنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ معصیت و نافرمانی کی ان
کے دلوں میں کہیں گنجائش ہی نہیں۔ اگر بالفرض کہیں ایک لمحہ کے لیے صدور ہو تو فوراً توبہ و استغفار سے
ازالہ ہو جاتا ہے۔

☆ سیدنا جابرؓ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا

لن یدخل النار احد شہد بدر (2)

جو شخص بدر میں حاضر ہوا وہ جہنم میں ہرگز نہ جائے گا۔

☆ حضرت رافعؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ جبریلؑ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کی
آپ اہل بدر کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ سب سے افضل اور بہتر ہیں۔
جبریلؑ نے عرض کی اسی طرح وہ فرشتے جو بدر میں حاضر ہوئے سب فرشتوں سے افضل و اعلیٰ ہیں (3)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) البخاری، صحیح البخاری، فضل من شہد بدر، الرقم 3684 ، ص 378/12

امام مسلم، صحیح مسلم، فضائل اہل بدر، الرقم 4550 ، ص 291/12

ابی داؤد، السنن، فی حکم الجاسوس اذا کان مسلماً، الرقم 2279 ، ص 245/7

امام احمد، مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، الرقم 566 ، ص 72/2

(2) ابی شیبہ، مصنف، ص 483/8

الطبرانی، المعجم الاوسط، اسمہ علی، الرقم 3965 ، ص 18/9

(3) البخاری، صحیح البخاری، شہود الملائکۃ بدر، الرقم 3692، ص 387/12

البیہقی، دلائل النبوة، سئل جبریل النبی ﷺ، الرقم 1012، ص 160/3

امام احمد، مسند احمد، مرافع بن خدیج، الرقم 15260، ص 459/31

ابن ماجہ، السنن، فضل اہل بدر، الرقم 156، ص 188/1

بدری صحابہ کے اسماء گرامی

علماء و محدثین نے مجاہدین بدر کے اسماء گرامی کا ذکر کیا ہے۔

علامہ دوانی فرماتے ہیں ہم نے مشائخ سے سنا ہے کہ اہل بدر کے ذکر کے وقت دعا قبول

ہوتی ہے۔

سیدنا عمر بن الخطابؓ	سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ	حضور ﷺ
سیدنا حمزہؓ	سیدنا علی بن ابی طالبؓ	سیدنا عثمان بن عفانؓ
سیدنا مرثد بن ابی مرثدہؓ	سیدنا ابو مرثد کنعانؓ	سیدنا ابو بکر شبہ فارسیؓ
سیدنا حصین بن حارثؓ	سیدنا طفیل بن حارثؓ	سیدنا عبیدہ بن حارثؓ
سیدنا سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ	سیدنا ابو حذیفہؓ	سیدنا مسطحؓ
سیدنا عکاشہ بن محضؓ	سیدنا عبداللہ بن جحشؓ	سیدنا صبیحؓ
سیدنا یزید بن رقیشؓ	سیدنا عقبہ بن وہبؓ	سیدنا شجاع بن وہبؓ
سیدنا محرز بن نضلہؓ	سیدنا شانؓ	سیدنا ابوسنان بن محضؓ
سیدنا مالک بن عمرؓ	سیدنا ثقف بن عمرؓ	سیدنا ربیع بن اکثمؓ
سیدنا عتبہ بن غزوٰؓ	سیدنا سویدؓ	سیدنا مدح بن عمرؓ
سیدنا حاطب بن ابی بلتعہؓ	سیدنا زبیر بن عوامؓ	سیدنا خبابؓ
سیدنا سوہب بن سعدؓ	سیدنا عمیر بن ابی وقاصؓ	سیدنا سعد کلبیؓ
سیدنا مقداد بن عمرؓ	سیدنا ابی وقاصؓ	سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ
سیدنا ذوالعالمینؓ	سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ	سیدنا مسعود بن ربیعہؓ
سیدنا عامر بن فہرہؓ	سیدنا بلال بن ریاؓ	سیدنا خباب بن ارتؓ
سیدنا ابوسلمہؓ	سیدنا طلحہ بن عبیدؓ	سیدنا صہیب بن سنانؓ
سیدنا عمار بن یاسرؓ	سیدنا ارقم بن ارقمؓ	سیدنا شامش بن عثمانؓ
سیدنا جعجؓ	سیدنا زید بن خطابؓ	سیدنا معتب بن عوفؓ

سیدنا عمر بن سراقہؓ	سیدنا عبداللہ بن سراقہؓ	سیدنا واقد بن عبداللہؓ
سیدنا خولی بن ابی خولیؓ	سیدنا مالک بن ابی خولیؓ	سیدنا عامر بن ربیعہؓ
سیدنا عامر بن بکیرؓ	سیدنا عاقل بن بکیرؓ	سیدنا خالد بن بکیرؓ
سیدنا ایاس بن بکیرؓ	سیدنا سعید بن زیدؓ	سیدنا عثمان بن مطعونؓ
سیدنا سائب بن عثمانؓ	سیدنا قدامہ بن مطعونؓ	سیدنا عبداللہ بن مطعونؓ
سیدنا معمر بن حارثؓ	سیدنا خنیس بن حذافہؓ	سیدنا ابوسیرہ بن ابی وہمؓ
سیدنا عبداللہ بن مخرمہؓ	سیدنا عبداللہ بن سہیلؓ	سیدنا عمر بن عوفؓ
سیدنا سعد بن خولہؓ	سیدنا ابوعبیدہ عامرؓ	سیدنا عمرو بن حارثؓ
سیدنا سہیل بن وہبؓ	سیدنا صفوان بن وہبؓ	سیدنا عمر بن ابی سرخؓ
سیدنا وہب بن سعدؓ	سیدنا حاطب بن عمرؓ	سیدنا عیاض بن ابی زہیرؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (یہ تمام صحابہ کرام مہاجرین میں سے تھے) (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انصار بدرین کے اسماء گرامی

سیدنا سعد بن معاذؓ	سیدنا عمر بن معاذؓ	سیدنا حارث بن اوسؓ
سیدنا حارث بن انسؓ	سیدنا سعد بن زیدؓ	سیدنا سلمہ بن سلامہؓ
سیدنا عباد بن بشرؓ	سیدنا سلمہ بن رقیؓ	سیدنا رافع بن یزیدؓ
سیدنا حارث بن خزیمہؓ	سیدنا محمد بن مسلمہؓ	سیدنا مسلمہ بن اسلمؓ
سیدنا ابوالہدیہؓ	سیدنا عبید بن تیہانؓ	سیدنا عبداللہ بن سہیلؓ
سیدنا قتادہ بن نعمانؓ	سیدنا عبید بن اوسؓ	سیدنا نصر بن حارثؓ

(1) ابن حجر، فتح الباری، سہمی اہل بدر، ص 357/11

ابو محمد، سیرت ابن ہشام، حضر بدر من المسلمین، ص 677/1

سیدنا معتب بن عبیدؓ	سیدنا عبداللہ بن طارقؓ	سیدنا مسعود بن سعدؓ
سیدنا ابوعیسٰ بن جبیرؓ	سیدنا ابو بردہؓ	سیدنا عاصم بن ثابتؓ
سیدنا معتب بن قیسؓ	سیدنا عمر بن معبدؓ	سیدنا سہل بن حنیفؓ
سیدنا میسر بن منذرؓ	سیدنا رفاعہ بن عبدالمندرؓ	سیدنا معبد بن عبیدؓ
سیدنا خویم بن ساعدہؓ	سیدنا رافع بن عنجدہؓ	سیدنا عبید بن ابی عبیدؓ
سیدنا ثعلبہ بن حاطبؓ	سیدنا ابولبابہؓ	سیدنا حارث بن حاطبؓ
سیدنا حاطب بن عمرؓ	سیدنا عاصم بن عدیؓ	سیدنا انیس بن قتادہؓ
سیدنا معن بن عدیؓ	سیدنا ثابت بن اقرمؓ	سیدنا عبداللہ بن سلمہؓ
سیدنا ربیع بن رافعؓ	سیدنا عبداللہ بن جبیرؓ	سیدنا عاصم بن قیسؓ
سیدنا ابوضیاح بن ثابتؓ	سیدنا ابوحذیفہ بن ثابتؓ	سیدنا سالم بن عمیرؓ
سیدنا حارث بن نعمانؓ	سیدنا خوات بن جبیرؓ	سیدنا منذر بن محمدؓ
سیدنا ابو عقیلؓ	سیدنا سعد بن خثیمہؓ	سیدنا منذر بن قدامہؓ
سیدنا حارث بن عرفجہؓ	سیدنا تمیمؓ	سیدنا جبیر بن ہتیکؓ
سیدنا مالک بن نمیلہؓ	سیدنا نعمان بن عصرؓ	سیدنا خارجه بن زیدؓ
سیدنا عبداللہ بن رواحہؓ	سیدنا خلاد بن سویدہؓ	سیدنا بشیر بن سعدؓ
سیدنا سماک بن سعدؓ	سیدنا سمیع بن قیسؓ	سیدنا عباد بن قیسؓ
سیدنا عبداللہ بن عیسٰؓ	سیدنا یزید بن حارثؓ	سیدنا خمیب بن اسافؓ
سیدنا عبداللہ بن زیدؓ	سیدنا حریش بن زیدؓ	سیدنا سفیان بن بشرؓ
سیدنا تمیم بن بقاءؓ	سیدنا عبداللہ بن عمیرؓ	سیدنا زید بن مزینؓ
سیدنا عبداللہ بن عرفطہؓ	سیدنا عبداللہ بن ربیعؓ	سیدنا عبداللہ بن عبداللہؓ
سیدنا اوس بن خوئیؓ	سیدنا زید بن وریعہؓ	سیدنا عقبہ بن وہبؓ
سیدنا رفاعہ بن عمرؓ	سیدنا عامر بن سلمہؓ	سیدنا معبد بن عبادؓ
سیدنا عامر بن کبیرؓ	سیدنا نوفل بن عبداللہؓ	سیدنا عبادہ بن صامتؓ

سیدنا اوس بن صامتؓ	سیدنا نعمان بن مالکؓ	سیدنا ثابت بن ہزالؓ
سیدنا مالک بن رستمؓ	سیدنا ربیع بن ایاسؓ	سیدنا ورقہ بن ایاسؓ
سیدنا عمر بن ایاسؓ	سیدنا مجذر بن زیادؓ	سیدنا عابد بن خشاشؓ
سیدنا نجاب بن ثعلبہؓ	سیدنا عبداللہ بن ثعلبہؓ	سیدنا عقبہ بن ربیعہؓ
سیدنا ابودجانہؓ	سیدنا منذر بن عمرؓ	سیدنا ابواسید مالک بن ربیعہؓ
سیدنا مالک بن مسعودؓ	سیدنا عبد ربہؓ	سیدنا کعب بن حمزہؓ
سیدنا حمزہ بن عمرؓ	سیدنا زیاد بن عمرؓ	سیدنا ابوعمیسؓ
سیدنا عبداللہ عامرؓ	سیدنا فراش بن سلمہؓ	سیدنا خباب بن منذرؓ
سیدنا عمیر بن حمامؓ	سیدنا عبداللہ بن عمرؓ	سیدنا معاذ بن عمرؓ
سیدنا معوذ بن عمرؓ	سیدنا خالد بن عمرؓ	سیدنا عقبہ بن عامرؓ
سیدنا حبیب بن اسودؓ	سیدنا ثابت بن ثعلبہؓ	سیدنا عمیر بن حارثؓ
سیدنا بشر بن براؓ	سیدنا طفیل بن مالکؓ	سیدنا طفیل بن نعمانؓ
سیدنا سنان بن معنؓ	سیدنا عبداللہ بن عدیؓ	سیدنا عقبہ بن عبداللہؓ
سیدنا جابر بن صحرؓ	سیدنا عبداللہ بن حمیرؓ	سیدنا یزید بن منذرؓ
سیدنا معقل بن منذرؓ	سیدنا عبداللہ بن نعمانؓ	سیدنا ضحاک بن حارثہؓ
سیدنا سواد بن زریقؓ	سیدنا معبد بن قیسؓ	سیدنا عبداللہ بن قیسؓ
سیدنا عبداللہ بن منافؓ	سیدنا جابر بن عبداللہؓ	سیدنا خلید بن قیسؓ
سیدنا نعمان بن سنانؓ	سیدنا ابو منذر یزید بن عامرؓ	سیدنا سلیم بن عمرؓ
سیدنا قطبہ بن عامرؓ	سیدنا عنترہؓ	سیدنا عیسیٰ بن عامرؓ
سیدنا ثعلبہ بن غنمہؓ	سیدنا ابوالیسر کعبؓ	سیدنا سہل بن قیسؓ
سیدنا عمر بن طلحہؓ	سیدنا معاذ بن جبلؓ	سیدنا قیس بن محضؓ
سیدنا حارث بن قیسؓ	سیدنا جبیر بن ایاسؓ	سیدنا اشغب بن عثمانؓ
سیدنا عقبہ بن عثمانؓ	سیدنا زکوان بن عبد قیسؓ	سیدنا مسعود بن خلدہؓ

سیدنا عباد بن قیسؓ	سیدنا اسعد بن یزیدؓ	سیدنا خاکہ بن بشرؓ
سیدنا معاذ بن ماعصؓ	سیدنا عائد بن ماعصؓ	سیدنا مسعود بن سعدؓ
سیدنا رفاعہ بن رافعؓ	سیدنا خلاد بن رافعؓ	سیدنا عبید بن زیدؓ
سیدنا زیاد بن لیثؓ	سیدنا فروہ بن عمرؓ	سیدنا خالد بن قیسؓ
سیدنا جبلہ بن ثعلبہؓ	سیدنا عطیہ بن نویرہؓ	سیدنا خلیفہ بن عدیؓ
سیدنا عمارہ خزیمؓ	سیدنا سراقہ بن کعبؓ	سیدنا حارثہ بن نعمانؓ
سیدنا سلیم بن قیسؓ	سیدنا سہیل بن رافعؓ	سیدنا عدی بن زعباؓ
سیدنا مسعود بن اوسؓ	سیدنا ابو خزیمہؓ	سیدنا رافع بن حارثؓ
سیدنا عوف بن حارثؓ	سیدنا معوذ بن حارثؓ	سیدنا معاذ بن حارثؓ
سیدنا نعمان بن عمرؓ	سیدنا عامر بن مغلہؓ	سیدنا عبداللہ بن قیسؓ
سیدنا عصیمہ الشجعیؓ	سیدنا وریعہ بن عمرؓ	سیدنا ابوالحرؓ
سیدنا ثعلبہ بن عمرؓ	سیدنا سہل بن عتیکؓ	سیدنا حارثہ بن صمہؓ
سیدنا ابی بن کعبؓ	سیدنا انس بن معاذؓ	سیدنا اوس بن ثابتؓ
سیدنا ابوشیخ بن ثابتؓ	سیدنا ابوطلمحہ بن سہلؓ	سیدنا حارثہ بن سراقہؓ
سیدنا عمر بن ثعلبہؓ	سیدنا سلیط بن قیسؓ	سیدنا ابوسلیط بن عمرؓ
سیدنا ثابت بن حنساءؓ	سیدنا عامر بن امیہؓ	سیدنا محرز بن عامرؓ
سیدنا سوار بن غزیہؓ	سیدنا ابوزید قیسؓ	سیدنا ابوالاعدود بن حارثؓ
سیدنا سلیم بن ملحانؓ	سیدنا حرام بن ملحانؓ	سیدنا قیس بن ابی حصہؓ
سیدنا عبداللہ بن کعبؓ	سیدنا عصیمہ اسدیؓ	سیدنا ابوداؤد صمیر بن عامرؓ
سیدنا سراقہ بن عمرؓ	سیدنا قیس بن مغلہؓ	سیدنا نعمان بن عبدؓ
سیدنا مسماک بن عبدؓ	سیدنا سلیم بن حارثؓ	سیدنا جابر بن خالدؓ
سیدنا سعد بن سہیلؓ	سیدنا کعب بن زیدؓ	سیدنا بحیر بن ابی بحیرؓ
سیدنا عتبان بن مالکؓ	سیدنا نبیل بن حریرہؓ	سیدنا عصمہ بن الحضؓ

سیدنا بلال بن المصطلق رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعین (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شہداء بدر کے اسماء گرامی

سیدنا صفوان بن یشیعہ۔ یہ میدان بدر میں طعمہ بن عدی کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ (2)

سیدنا مہج بن صالح۔ کے بارے میں سعید بن مسیب فرماتے ہیں شہادت کے وقت ان کی زبان پر یہ کلمات تھے

انا مہجع والی مربی ارجع (3)

میں مہج ہوں اور اپنے رب کی طرف لوٹنے والا ہوں۔

سیدنا عاقل بن بکیر۔ چونتیس سال کی عمر میں شہید ہوئے دار ارقم میں مشرف بہ اسلام ہوئے

تھے۔ اسلام لانے سے پہلے ان کا نام غافل تھا۔ پھر حضور ﷺ نے عاقل رکھا۔ (4)

سیدنا ذوثمالین۔ بعض نے لکھا ہے۔ ذوثمالین اور زوالیدین ایک ہی شخص کے دو نام ہیں۔

مگر جمہور محدثین کے نزدیک یہ دو الگ الگ شخصوں کے نام ہیں۔ (5)

سیدنا عمیر بن ابی وقاصؓ یہ سعد بن ابی وقاص کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جنگ بدر کے موقع پر

ان کی عمر سولہ سال تھی۔ جب لوگ جنگ کے لئے اکٹھے ہوئے تو یہ چھپ رہے تھے۔ حضرت سعد نے

پوچھا ایسا کیوں کر رہے ہو۔ عرض کی میں چھوٹا ہوں۔ ڈر لگتا ہے۔ کہیں حضور ﷺ مسترد نہ کر دیں۔ اور

میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں جہاد کروں۔ جب حضور ﷺ نے فوجیوں کا معائنہ فرمایا تو عمیر بھی پیش

(1) سیرت ابن ہشام، الانصار ومعہم، ص 685/1

ابن حجر، فتح الباری، سہمی اہل بدر، ص 357/11

(2) أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الهاشمی بالولاء، البصری، البغدادی المعروف بابن

سعد (المتوفی: 230) الطبقات الکبری، ص 416/3

(3) ابی شیبہ، المصنف، ص 478/8

الہندی، کنز العمال، الرقم 29985، ص 409/10

(4) أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکرم بن عبد الواحد الشیبانی

الجزمری، عزالدین ابن الأثیر (المتوفی: 630ھ) اسد الغابہ، ص 54/2

(5) ابن الأثیر، اسد الغابہ، ص 342/1

کئے گئے۔ آپؐ نے عمر تھوڑی ہونے کے باعث واپس چلے جانے کا حکم دیا۔ تو یہ رو پڑے۔ آپؐ نے ان کے پیار و محبت کو دیکھ کر اجازت فرمادی۔ جنگ میں شامل ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔ (1)

سیدنا عبید بن حارثؓ۔ میدان جنگ میں ان کا پاؤں کٹ گیا تھا۔ مقام صفراء پہنچ کر وفات پائی۔ حضور ﷺ کے حکم سے وہیں دفن کر دیئے گئے۔ ایک موقع پر حضور ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ مقام صفراء سے گزرے تو صحابہؓ نے عرض کی حضور ﷺ یہاں خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ فرمایا ہاں۔ یہاں ابو معاویہؓ۔ عبید بن حارثؓ کی قبر ہے۔ (2)

سیدنا یزید بن حارثؓ۔ نے بھی میدان بدر میں جام شہادت نوش فرمایا۔ (3)

سیدنا میسرہ بن عبد المندر۔ کا نام بھی شہداء بدر میں آتا ہے۔ (4)

سیدنا سعد بن حیشمہ انصاریؓ۔ بھی شہداء بدر میں شامل ہیں۔ انہیں شہید ابن شہید کہا جائے تو بے جا نہیں۔ خود بدر میں اور والد گرامی حضرت خثیمہ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ایک موقع پر حضور ﷺ نے حضرت سعد کو بطنی عمر کا نقیب بھی بنایا تھا۔ حضور ﷺ نے جب ابوسفیان کا تجارتی قافلہ روکنے کا حکم دیا۔ تو خثیمہ نے سعد سے کہا تم گھر ٹھہرو اور مجھے حضور ﷺ کے ساتھ جانے دو۔ تو اس پر حضرت سعد نے انکار کر دیا۔ اور بڑی محبت بھری بات کی۔

لو كان غير الجنة اثر تك به اني امر جوالشهادت في وجسي (5)

جنت کے سوا اگر کوئی اور معاملہ ہوتا تو ضرور ایثار کرتا۔ اور آپؐ کو اپنی جان پر ترجیح دیتا۔ لیکن میں اس سفر میں اپنے شہید ہونے کی امید رکھتا ہوں۔

(1) ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی معرفة الصحابة، ذکر فی اسبہ عمیر، ص 320/2

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 376/2

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 149/3

(2) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 52/3

(3) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 533/3

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 394/1

(4) ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 456/3

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 368/1

(5) ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی معرفة الصحابة، ذکر فی اسبہ سعد، ص 426/1

ابن سعد، الطبقات الکبری، ص 481/3

اس پر باپ اور بیٹے کے درمیان قرعہ اندازی ہوئی۔ حضرت سعد کا میاب ہو گئے۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ میدان بدر کی طرف گئے۔

سیدنا عمیر بن حمام انصاریؓ۔ یہ بھی میدان بدر میں شہید ہوئے۔ سیدنا انسؓ سے ہے۔ حضور ﷺ نے میدان بدر میں فرمایا لوگوں جنت کے لئے اٹھو جس کی وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے۔ فوراً حضرت عمیرؓ نے کہا

بخ

واہ واہ

حضور ﷺ نے فرمایا عمیرؓ تجھے کس چیز نے

بخ

کہنے پر آمادہ کیا۔ عمیرؓ نے عرض کی حضور (ﷺ) اللہ کی قسم اور کچھ بھی نہیں صرف یہی تمنا ہے کہ شائد میں بھی جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ تو آپ نے فرمایا

انك من اهلها (1)

بیشک تو جنتی ہے۔

اس بشارت کے بعد حضرت عمیرؓ نے کھجوریں کھانا شروع کیں۔ مگر فوراً پھینک دیں اور یہ کہا اگر ان کے کھانے میں مصروف ہو گیا۔ تو کیا خبر دیر ہو جائے۔ فوراً جنگ کی طرف چلے گئے۔ اور قتال میں حصہ لیا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔ روایت ہے کہ عمیرؓ نے تلوار لی اور یہ کلمات پڑے۔
مرکضاً الی اللہ بغیر زاد الا التقی وعمل المعاد والصبر فی اللہ علی الجہاد
اللہ کی طرف بغیر توشہ کے دوڑو مگر تقویٰ اور عمل آخرت اور جہاد فی سبیل اللہ پر
صبر کا توشہ ضرور ساتھ لو۔

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، ثبوت الجنة للشہید، الرقم 3520، ص 500/9

امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 11949، ص 495/24

ابی عوانہ، المستخرج، بیان ثواب الشہید، الرقم 5931، ص 328/14

وکل زاد عرضة الفناء غیر التقی والبر والرشاد (1)
اور ہر توشہ کو فنا ہے۔ مگر تقویٰ اور بھلائی اور رشد کا توشہ نہ خراب ہو سکتا ہے نہ فنا۔
سیدنا رافع بن معلیٰ انصاریؓ۔ بھی شہداء بدر میں سے ہیں۔ یہ عکرمہ بن ابی جہل کے ہاتھوں
شہید ہوئے۔

سیدنا حارثہ بن سراقہؓ یہ دونوں باپ بیٹا شہید ہیں۔ حضرت حارثہ غزوہ بدر میں اور حضرت
سراقہ غزوہ حنین میں شہید ہوئے۔ (2)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ غزوہ بدر سے واپس آئے تو حضرت حارثہ کی
والدہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی حضور ﷺ آپؐ جانتے ہیں مجھے حارثہ سے شدید
محبت تھی۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ
ایک جنت نہیں اس کے لئے بہت سی جنتیں ہیں بلاشبہ وہ جنت الفردوس میں ہے۔ (3)

سیدنا عوف بن حارث انصاریؓ اور حضرت معوذ بن حارث انصاریؓ یہ دونوں بھائی ہیں
والدہ کا نام عفرہ ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں بدر میں جو شہید ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان پر تجلی فرمائی
اور اپنے دیدار سے نوازا اور فرمایا میرے بندو اور کیا چاہتے ہو عرض کی یا اللہ ہماری روئیں پھر
جسموں میں لوٹا دی جائیں تاکہ پھر تیری راہ میں قتل ہو جائیں۔ (4)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

-
- (1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 45/4
ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 422/2
- (2) ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، من استشهد یوم بدر، ص 707/1
- (3) البخاری، صحیح البخاری، فضل من شهد بدر، الرقم 3683، ص 377/12
- امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 13287، ص 334/27
- ابن حبان، صحیح، الرقم 7515، ص 310/30
- النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 8231، ص 64/5
- (4) الزمرقانی، المواہب الدنیہ، ص 445/1

حضرت عبیدہ کی جاثاری

اسی جنگ بدر میں عتبہ نے وار کر کے حضرت عبیدہ کے پیر کاٹ دیئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہما دونوں نے حضرت عبیدہ کو اٹھایا اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ عبیدہ کی پنڈلی سے خون جاری تھا۔ حضور ﷺ سے عرض کی کیا میں شہید ہوں آپؐ نے فرمایا ہاں تو شہید ہے۔ تو اس پر حضرت عبیدہؓ نے کہا کاش ابوطالب ہوتے تو وہ یقین کرتے کہ ان کے اس شعر کے حقدار ہم زیادہ ہیں۔

ونسلم حتی نصنع حوله ونذهل عن ابناءنا والحلائل
ہم محمد ﷺ کو اس وقت دشمنوں کے حوالے کر سکتے ہیں جب ہم سب
ان سے پہلے قتل کر دیئے جائیں اور اپنی اولاد اور بیویوں سے بے خبر
ہو جائیں۔

فان يقطعوا رجلى فاني مسلم امرجى به عيشا من الله عاليا
اگر کافروں نے میرا پیر کاٹ دیا ہے تو کوئی مضائقہ نہیں اس کے صلہ میں بہت
ہی مفید عیش کا امیدوار ہوں۔

والبسنى الرحمن من فضل منه باسأمن الاسلام عظى المسأديا
اللہ نے اپنی مہربانی سے مجھے اسلام کا لباس پہنایا جس نے تمام برائیوں کو
ڈھانپ لیا۔ (1)

معلوم ہوتا ہے اصل لباس تقویٰ کا ہی ہے۔ اسلام کا ہی ہے۔ یہ لباس نہ ہو تو آدمی برہنہ ہے۔ ظاہری طور پر اگرچہ اس برہنگی کو محسوس نہ کیا جائے مگر حقیقتاً صاحب نظر لوگوں پر یہ برہنگی واضح ہوتی ہے۔ حضرت لبیدہؓ کا ایک شعر بھی اسی عنوان کی تائید کرتا ہے۔

(1) ابو محمد، سیرۃ ابن ہشام، ص 23/2

السہیلی، الروض الانف، ص 3/198

الحمد لله ازلماً يأتياً جلي حتى اكتسبت من الاسلام سرباً لا
اس شعر میں بھی حضرت لید نے اپنے قبول اسلام پر خدا کی حمد بیان کی ہے کہ اس نے
اسلام کے لباس سے مزین فرمایا ہے۔ (1)
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حق گوئی

عتبہ اور شیبہ جنگ بدر میں جانا نہیں چاہتے تھے۔ ابو جہل کی طعنہ زنی سے بادل نا خواستہ تیار
ہو گئے۔ ان کے ایک غلام تھے۔ حضرت عداسؓ جو عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام لا چکے تھے۔ انہوں
نے عتبہ اور شیبہ کی منت سماجت کی۔ کہ بدر میں نہ جائیں۔ اور یہ کہا

ابی وامی انتہما واللہ انہ لرسول اللہ وماتنسا فان الامصار عکما
میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔ خدا کی قسم محمد ﷺ برحق اللہ کے رسول ہیں۔ اور
تم اپنی قتل گاہوں کی طرف ہانکے جا رہے ہو۔

عاص بن شیبہ نے عداس سے کہا وہ واقعی رسول ہیں۔ عداس کانپ اٹھے اور کہا

ای واللہ انہ لرسول اللہ الی الناس کأفۃ (2)

ہاں خدا کی قسم وہ واقعی اللہ کے رسول ہیں۔ جو تمام لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

ابو جہل کی طرف سے دیئے گئے طعنوں کو دور کرنے کے لئے عتبہ اور شیبہ میدان جنگ میں
کوڑے۔ اور قتل ہو گئے۔ ان کے مارے جانے کے بعد پھر میدان جنگ بھڑک اٹھا۔ حضور ﷺ اپنی
قلیل تعداد اور کفار کی کثرت کو دیکھتے بارگاہ قدس میں سر بسجود ہوتے تھے۔ عجز و انکساری کی حالت طاری
تھی دعا میں بے خودی کا یہ عالم تھا کہ چادر بار بار کندھوں سے گر جاتی تھی۔ سیدنا علی مرتضیٰ نے آپ کو
سجدے میں گرے پڑے دیکھا اور

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 347/4

(2) ابن حجر العسقلانی، الاصابۃ فی معرفۃ الصحابہ، ص 242/2

یا حبیبی یا قیوم

پڑھتے سنا اور حضور ﷺ کی زبان مبارک پر یہ انقلابی دعا تھی

اللهم انجز لی ما وعدتہ اللہ ان تہلک ہذہ العصابة من اہل الاسلام لا

تعبد فی الامرض (1)

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے پورا فرما دے اے اللہ اگر مسلمانوں کی یہ

جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر زمین میں تیری پرست نہیں ہوگی۔

اس دعا کے الفاظ مبارک سے دو باتیں واضح ہو رہی ہیں۔ ایک تو مسلمانوں کو ہلاکت سے

بچانے کی دعا ہے۔ اور دوسری روئے زمین پر خدائے قدوس کی عبادت پھیلنے کی درخواست ہے۔ یہ

دعا دیر تک جاری رہی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کی

حسبک فقد الحجت علی ربک (2)

حضور ﷺ بس کافی ہے۔ آپ نے اپنے رب سے بہت عاجزی سے دعا کر لی

ہے۔

اس دعا اور صدیق اکبرؓ کی التجا پر یہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ سیدنا صدیق اکبرؓ مقام امید کے پیش

نظر عرض کر رہے ہیں۔ اور محبوب پاک ﷺ مقام خوف میں عجز و انکساری کر رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک خواب کی تعبیر

واقعہ بدر کے دنوں حضور ﷺ کی پھوپھی عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھی تھی۔ کہ

ایک آدمی اونٹ پر سوار آیا ہے اور ابطح میں اونٹ بٹھا کر یہ اعلان کر رہا ہے

الا نفر و یا آل مدر عصام عکم فی ثلاث (3)

(1،2) امام مسلم، صحیح مسلم، امداد المثلثة فی غزوة بدر، الرقم 3309، ص 214/9

الترمذی، السنن، من سورة الانفال، الرقم 3006، ص 246/10

امام احمد، مسند احمد، مسند عمر بن الخطاب، الرقم 216، ص 220/1

(3) الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، عاتکہ بنت عبد المطلب، الرقم 4264، ص 80/10

الطبرانی، المعجم الكبير، باب 5، الرقم 20314، ص 77/18

اے اہل غدر اپنے مقتل کی طرف تین دن میں نکل جاؤ
چونکہ نے اہل مکہ نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے غدر کیا تھا اس لئے خواب میں اہل غدر
کہا گیا ہے۔ لوگ اس اعلان کرنے والے کے گرد جمع ہو گئے۔ پھر وہ شخص مسجد حرام شریف میں چلا
گیا اور یہی اعلان کیا۔ پھر وہی شخص جبل ابی قیس پر چڑھا اور وہی اعلان کیا اور وہاں سے ایک پتھر پھینکا
جب وہ پتھر پہاڑ کے دامن میں پہنچا تو چور چور ہو گیا۔ اس کے ذرات مکہ کے ہر گھر میں پہنچ گئے۔
عاتکہ نے بیدار ہوتے ہی یہ خواب حضرت عباسؓ کو بتائی اور کہا بھائی تیری قوم پر کوئی مصیبت آنے والی
ہے۔ حضرت عباسؓ نے یہی خواب ولید بن عتبہ کو سنائی آہستہ آہستہ یہ بات پورے مکہ مکرمہ میں پھیل
گئی۔ ابو جہل نے بھی سنی تو حضرت عباسؓ سے کہا اب تمہاری عورتیں بھی نبوت کے دعوے کرنے لگیں
ہیں۔ عاتکہ کی خواب پر تبصرہ ہوا۔ یہ لوگ جب وادی بدر میں پہنچے۔ تو عاتکہ کی خواب کی تعبیر کفر کی
شکست کی صورت میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ عاتکہ بن عبدالمطلب کے اسلام لانے میں اختلاف
ہے۔ فرماتے ہیں کہ عاتکہ مسلمان ہوئیں اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

فتح بدر کا اشارہ

جنگ شروع ہونے سے پہلے جہیم بن صلت نے خواب دیکھی ایک گھوڑ سوار شخص یہ اعلان کرتا
ہے عتبہ شیبہ ابوالحکم (ابو جہل) امیہ بن خلف اور فلاں فلاں مارے گئے۔ اس کے بعد دوسرا منظر دیکھا۔
کسی شخص نے اونٹ کو زخمی کر دیا ہے اور وہ اونٹ لشکر کے تمام خیموں میں بھاگا اس کے خون کے چھینٹے
ہر خیمہ پر پڑے۔ اس خواب سے جہیم بن صلت نے کفار کی شکست تعبیر کی۔ ابو جہل کو جب اس خواب کی
اطلاع ملی تو سخت برہم ہوا اور کہا دیکھیں گے جیتنا کون ہے اور ہارتا کون ہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 61/3

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 399/2

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 331/1

عیدین کا حکم

بدر سے واپسی پر شوال المکرم ۲ھ کی یکم کو آپ نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ یہ پہلی عید الفطر

تھی۔ (1)

عیدین کے فضائل میں بہت احادیث وارد ہیں۔ ابن ماجہ میں ابو امامہ سے روایت ہے

حضور ﷺ نے فرمایا عیدین کی راتوں میں قیام کرنے والے کا دل نہیں مرے گا۔ (2)

حضرت انسؓ سے ہے حضور ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ سال میں دو دن

خوشی کرتے تھے۔ فرمایا یہ کیا دن ہیں۔ لوگوں نے عرض کی حضور ہم زمانہ جاہلیت میں دو دن خوشی کرتے

تھے۔ تو آپؐ نے فرمایا اللہ نے اس کے بدلے میں تمہیں اس سے بہتر دو دن دیئے ہیں۔ وہ عید الاضحیٰ

اور عید الفطر کے دن ہیں۔ (3)

حضور ﷺ نے عید کی نماز دو رکعت پڑھی نہ اس سے قبل نماز پڑھی اور نہ بعد میں۔ (4)

سیدنا جابر بن سمرہؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ کے ساتھ بارہا عید کی نماز پڑھی نہ اذان

ہوئی نہ اقامت ہوئی۔ (5)

اسی ۲ھ میں جب حضور ﷺ غزوہ بنی قینقاع سے واپس تشریف لائے تو نماز عید قرباں ادا

فرمائی۔ اور اغنیاء صحابہؓ کے ساتھ قربانی کی۔ زرقانی نے لکھا ہے آپؐ غزوہ سویق سے واپس ہوئے

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 379/2

(2) ابن ماجہ، السنن، فیمن قام فی لیلۃ العیدین، الرقم 1772، ص 344/5

البیہقی، شعب الایمان، فی قام لیلۃ العیدین، الرقم 3556، ص 225/8

(3) ابی داؤد، السنن، صلاۃ العیدین، الرقم 959، ص 353/3

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، قد ابدلکم بہما خیرا، الرقم 1041، ص 101/3

(4) البخاری، صحیح البخاری، التحریض علی الصدقہ، الرقم 1341، ص 254/5

(5) ابی داؤد، السنن، ترک الاذان فی العید، الرقم 969، ص 368/3

امام مسلم، صحیح مسلم، صلاۃ العیدین، الرقم 1470، ص 401/4

النسائی، السنن، ترک الاذان للعیدین، الرقم 1544، ص 496/5

اور 10 ذوالحجہ کو دو رکعت نماز عید ادا فرمائی اور دو مینڈھے قربانی کیئے۔ اور مسلمانوں کو قربانی کا حکم دیا۔
مسلمانوں کی یہ پہلی عید تھی۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عصماء کا قتل

عصماء نامی ایک یہودی عورت تھی۔ شاعرہ تھی۔ حضور ﷺ کی توہین میں شعر لکھنا اور لوگوں کو سنانا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔ اسلام دشمنی کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑتی تھی۔ ابھی حضور ﷺ بدر سے واپس نہیں آئے تھے۔ کہ اس نے حضور ﷺ کے خلاف اشعار کہے۔ حضرت عمیر بن عدیؓ نے منت مانی تھی کہ اگر حضور ﷺ بدر سے بعافیت واپس آ گئے تو یہ عصماء کو قتل کر دیں گئے۔ بدر کی فتح کے بعد حضور ﷺ کی واپسی پر عمیرؓ نے رات کو عصماء کے گھر داخل ہو کر اسے قتل کر دیا۔ اور صبح کو حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اور واقعہ کی اطلاع دی اور عرض کی حضورؐ مجھ پر گرفت تو نہیں آپؐ نے فرمایا نہیں گرفت نہیں فرمایا اس بارے میں دو بھیڑیں بھی نہ ٹکرائیں گی یعنی یہ ایسا فعل ہے جس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ معلوم ہوتا ہے گستاخ رسول کے قتل پر اجر مرتب ہوتا ہے گرفت نہیں۔ حماد بن سلمہ فرماتے ہیں یہ گستاخ عورت اپنے اس قبیح فعل کے علاوہ اپنی ماہواری کے خون آلود کپڑے مسجد میں لاکر ڈالا کرتی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر کسی ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدیؓ کو دیکھ لو۔ حضرت عمیرؓ کے جذبہ پر حیرت ہے آپؐ ناپینا بھی تھے اور ایسی حالت میں عصماء کو اس کے گھر جا کر جگہ معلوم کر کے اس کے بچوں کو الگ کر کے قتل کیا۔ سیدنا عمر فاروقؓ فرماتے ہیں اس ناپینا کو دیکھو تو سہی کہ کس طرح چھپ کر روانہ ہوا۔ حضورؐ نے فرمایا اسے ناپینا نہ کہو یہ تو بصیر ہے (پینا ہے) اگرچہ ظاہراً ناپینا ہے مگر دل کے پینا ہیں۔ (2)

سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ عمیر بیمار ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 1/315

(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، عمیر بن عدی، ص 272

انطلقوا بنا الى البصير الذى فى بنى واقف نعوذہ (1)

ہمیں اس پینا کے گھر لے چلو جو بنی واقف میں رہتا ہے اس کی بیمار پرسی کریں گے۔

اسے سر یہ عمیر بن عدی بھی کہا جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابوعفک یہودی کی موت

اسی ۲۷ شوال المکرم میں حضور ﷺ نے حضرت سالم بن عمیرؓ کو ابوعفک کے قتل کے لئے روانہ فرمایا ابوعفک یہودی تھا۔ اس کی عمر 120 سال کے لگ بھگ تھی۔ حضور ﷺ کے خلاف اشعار کہا کرتا تھا۔ جب اس کی گستاخیاں حد سے گزر گئیں۔ تو حضور نے فرمایا

من لی بهذا الخبیث (2)

کون ہے جو میرے لئے اس خبیث کو ٹھکانے لگا دے۔

حضرت سالم اٹھے اور عرض کی حضور ﷺ میں حاضر ہوں۔ عرض کی حضور ﷺ ابوعفک کو قتل کرونگا یا خود مر جاؤں گا۔ فوراً حضرت سالم نے تلوار لی اور دشمن کی طرف چل پڑے۔ گرمی کی رات تھی۔ ابوعفک محو خواب تھا۔ آپؐ نے جاتے ہی زوردار وار کیا ابوعفک نے ایک زوردار چیخ ماری۔ لوگ آئے مگر وہ اس وقت تک مر چکا تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ بنی قینقاع ۲ھ

یہ غزوہ ۱۵ شوال المکرم ۲ھ میں ہوا۔ یہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کے خاندان سے تھے۔ حضور ﷺ ان کے ہاں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے اور سب کو جمع کر کے یہ خطبہ فرمایا

(1) ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی معرفة الصحابہ، ص 319/2

(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 480/3

يَا مَعْشَرَ يَهُودِ احْذَرُوا مِنَ اللَّهِ مِثْلَ مَا نَزَلَ بِقُرَيْشٍ مِنَ الزَّحْمَةِ وَاسْلَمُوا
فَإِنَّكُمْ قَدْ عَرَفْتُمْ أَنِّي نَبِيٌّ مَرْسَلٌ تَجِدُونَ ذَلِكَ فِي كِتَابِكُمْ (1)
اے گروہ یہود اللہ سے ڈرو جیسے بدر میں قریش پر خدا کا عذاب نازل ہوا۔ کہیں تم
پر نہ ہوا اسلام لے آؤ کہ تم جانتے ہو میں اللہ کا نبی ہوں اس کا رسول ہوں جسے تم
اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔

حضرت ﷺ کے اس خطاب سے مشتعل ہو گئے اور کہا آپ قریش پر بھولے پھر رہے ہیں
وہ نا تجربہ کار لوگ تھے آپ سے مار کھا گئے۔ جب ہم سے واسطہ پڑا تو آپ کو پتہ چل جائے گا جنگ
شے کیا ہے۔ انہیں لوگوں سے معاہدہ امن بھی ہوا تھا۔ مگر سب سے پہلے بنی قینقاع نے عہد شکنی کی اور
سختی و درستی سے حضور ﷺ سے پیش آئے۔ حضور ﷺ نے ان کے اس باغیانہ رویہ کے پیش نظر ان پر
خروج کا فیصلہ کیا۔ یہ لوگ مدینہ شریف کے مضافات میں رہتے تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں نظم و
ضبط کے لئے اپنے پیچھے ابولبابہ انصاری کو مقرر فرمایا اور خود بنی قینقاع سے جنگ کے لئے تشریف لے
گئے۔ جونہی انہوں نے اسلامی لشکر کو دیکھا تو قلعہ میں پناہ لے لی۔ اور حضور ﷺ نے ۱۵ شوال سے
ذیقعدہ تک ان کا محاصرہ رکھا۔ بائیں ہمہ یہ لوگ سات سو کی تعداد میں تھے۔ تین سو کا دستہ ذرہ پوش تھا
بے پناہ اسلحہ تھا۔ تلواریں کمانیں بکثرت موجود تھیں۔ مگر ہیبت و دبدبہ نبوت کی تاب نہ لاسکے۔ مقابلہ
کے لئے ایک دن بھی قلعہ سے نیچے نہ آئے۔ سولہویں دن یہ خود قلعہ سے اترے اور اپنے آپ کو پیش کر
دیا۔ آپ نے سب کی مشکلیں باندھنے کا حکم دیا۔ حضور ﷺ مال غنیمت لے کر مدینہ منورہ آئے۔ مال
غنیمت سے ایک فہم آپ نے لیا اور چار فہم مجاہدین میں تقسیم فرمائے۔ یہ اسلامی تاریخ کا پہلا فہم تھا۔
جو حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لیا۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں بنی قینقاع سے
میرے قریبی اور حلیفانہ تعلقات تھے ان کی بد عہدی کو دیکھ کر میں نے ان سے قطع تعلقی کر لی۔ اور
حضور ﷺ سے عرض کی حضور میں آپ کے دشمنوں سے بری اور بیزار ہو کر اللہ اور اس کے رسول کی

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 385/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 179/4

طرف آتا ہوں اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کو اپنا دوست بناتا ہوں۔ حضرت عبادہؓ کے اس اعلان سے یہ بات واضح ہو رہی ہے۔ کہ ایمان لانے کے ساتھ ساتھ ایمان کے دشمنوں سے لاتعلقی اور بیزاری بھی ضروری ہے۔ خدا کے محبوبوں سے پیار اور خدا کے دشمنوں سے بیزاری دونوں اصل ایمان کے ترجمان ہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ قرقرۃ الکدر

یہ غزوہ بھی اسی ۲ھ میں واقع ہوا جب آپؐ غزوہ بدر سے واپس ہوئے تو پتہ چلا کہ سلیم اور غطفان دونوں قبیلے اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ بدر کی شکست کا بدلہ لے سکیں۔ حضور ﷺ نے ان کے مقابلہ کے لیے دو سو آدمیوں کا ایک دستہ مقرر فرمایا اور روانہ ہوئے جب آپؐ چشمہ کدر پر پہنچے تو پتہ چلا کہ دشمنان اسلام حضور ﷺ کے چلنے کی خبر پا کر پہلے منتشر ہو گئے ہیں۔ آپؐ وہاں چشمہ پر تین دن ٹھہرے اور بغیر جنگ ہوئے واپس آ گئے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ سويق

یہ غزوہ بھی ۲ھ میں واقع ہوا۔ بدر کی شکست کے بعد قریش نے اپنی شکست کے زخم مندمل کرنے کے لئے ایک اور جنگ کا فیصلہ کیا۔ ابوسفیان نے قسم کھائی کہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں کو بدر کا جواب دیں گئے۔ اس نے یہ قسم کھائی جب تک حملہ نہ کر لوں جنابت کا غسل نہیں کروں گا۔ اس قسم پوری کرنے کے لئے دو سو آدمیوں کے ساتھ مدینہ منورہ پر چڑھائی کی مدینہ منورہ کے قریب مقام عریض میں ایک باغ میں رکے وہاں پر دو آدمیوں کو قتل کیا باغ کے درخت جلا ڈالے اور بھاگ گئے کہ حملہ کرنے کی قسم پوری ہوگئی ان کی اس حرکت کی خبر جب بارگاہ نبوت میں پہنچی تو حضور ﷺ نے دو سو

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 391/1

ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 31/2

السہیلی، الروض الانف، ص 219/3

آدمیوں کو قریش کے اس لشکر کے تعاقب کا فرمایا مگر کوئی قابو نہ آ سکا۔ یہ لوگ دور جا چکے تھے۔ قریش بھاگتے بھاگتے اپنے ساتھ لایا ہوا سامان چھوڑ گئے اس سامان میں ستوں کے تھیلے تھے جو مسلمانوں کے ہاتھ آئے اسی وجہ سے غزوہ کا نام غزوہ سویق پڑ گیا۔ سویق کا معنی ہے ستوں۔ یعنی ستوں والا۔ (1)

سال ذوالحجہ میں حضرت عثمان بن مظعون فوت ہوئے تھے اور اسی سال حضرت عبداللہ بن زبیر کی ولادت واقع ہوئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ غطفان

یہ غزوہ ۳ھ میں پیش آیا۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی حضور ﷺ (بنی غطفان ذی امر کے مقام پر اکٹھے ہو رہے ہیں اور ان کی نیتوں میں بھلائی نہیں وہ مسلمانوں کے علاقہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ رعو بن حارث اس شرارت کی قیادت کر رہا ہے۔ حضور ﷺ نے ان کے جواب کے لئے چار سو مجاہدین کا دستہ تیار فرمایا۔ حضور ﷺ نے اپنی نیابت حضرت عثمان بن عفانؓ کے سپرد کی۔ کفار کے ایک شخص جبار بن ثعلبہ کو مسلمانوں نے قابو کر کے بارگاہ رسالت میں پیش کیا اس نے عرض کی حضور یہ قوم آپ سے مقابلہ نہیں کرے گی آپ کو دیکھ کر فرار ہو جائے گی۔ جبار نے عرض کی حضور میں آپ پر ایمان لے آیا ہوں اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں جبار بن ثعلبہ کے قبول اسلام کے بعد انہیں سیدنا بلال کے سپرد کیا کہ انہیں اسلام کی تعلیم دیں۔ جبار بن ثعلبہ اسلامی لشکر کو لے کر کفار کے چشموں پر گیا تو وہ خبر پاتے ہی فرار ہو گئے اور غاروں میں چھپ گئے۔ حضور ﷺ نے ذی امر نامی چشمے پر خیمہ نصب کر دیئے۔ اس روز بارش بھی تیز ہوئی کپڑے بھیگ گئے حضور ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما ہوئے۔ صحابہ کرام اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ کفار نے حضور ﷺ کو تنہا آرام کرتے دیکھا تو اپنے قائد سے کہا کہ وہ حضور پر حملہ کر کے شہید کر دے۔ رعو بن عمرو سے آیا اور سر مبارک کے قریب آ کر کہا

(1) البیهقی، دلائل النبوة، فاستخرج علیہم النبی ﷺ، الرقم 1027، ص 180/3

يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنْ الْيَوْمِ (2)

آج آپ کو مجھ سے کون بچائے گا

تو حضور ﷺ نے جھٹ فرمایا اللہ حضور ﷺ کے اس جواب سے وہ ہیبت زدہ ہو گیا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی۔ حضور ﷺ نے وہی تلوار اٹھائی اور فرمایا اب تو بتاتے کون بچائے گا اس نے کہا کوئی بچانے والا نہیں میں گواہی دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں میں وعدہ کرتا ہوں اب لشکر لے کر آپ پر چڑھائی نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ نے تلوار واپس فرمادی اور وہ اپنی قوم کی طرف چلا گیا۔ قوم نے جب اسے بجھا بجھا دیکھا چہرے کا رنگ فق ہے لوگ سمجھ گئے اسے تیر محبت لگ گیا ہے قوم نے پوچھا بتا تو سہی ہوا کیا رشتہ نے کہا جو نبی میں نے تلوار اٹھائی کہ حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں تو ایک قد آور شخص نے مجھے مار کر نیچے گرا دیا میں سمجھ گیا یہ فرشتہ ہے میں تو ان کی رسالت پر ایمان لا چکا ہوں۔ یہ سنتے ہی قوم بھاگ گئی۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

کعب بن اشرف کا قتل

یہ واقعہ ۳ھ میں پیش آیا۔ یوں تو سارے یہود اسلام کے دشمن تھے۔ مگر یہ شخص کعب بن اشرف سب سے آگے تھا۔ پرلے درجے کا متعصب تھا۔ حضور کے خلاف شعر کہتا تھا۔ قریش کو جنگ پر ابھارتا تھا۔ یہ پیدائشی طور پر مدینہ کا باشندہ نہیں تھا اس نے اپنے قبیلہ میں سے کسی کو قتل کر دیا اور پھر وہاں سے جان بچانے کے لئے یثرب آ گیا اور بنی نضیر کا حلیف بن گیا۔ یہودی علماء اس سے وظائف لیا کرتے تھے اپنے وقت کا مال دار تھا ایک دن اس نے یہودی علماء سے پوچھا کیا یہ وہی شخص ہے جس کا انتظار تھا۔ علماء نے کہا جی ہاں وہی ہے یہ برہم ہو گیا اور رقم کی ادائیگی سے معذرت کر دی یہودی علماء اپنے جواب پر نادم تھے کہ وظیفہ بند کرو ابھی تھے پھر دوبارہ آئے اور کہا ہمیں افسوس ہے آپ کو جواب غلط دے دیا اکابر علماء نے کہا یہ وہ نہیں ہے اس پر کعب خوش ہو گیا اور دوبارہ ماہانہ وظائف جاری کر دیئے

(1) البیہقی، دلائل النبوة، غزوة غطفان، الرقم 1032، ص 186/3

بدر میں قریش کی شکست سے یہ سخت پریشان تھا۔ قریش زخیموں کی عیادت کے لئے مکہ مکرمہ بھی گیا۔ مرنے والے قریش پر اس نے نوجہ بھی کیا حضور ﷺ نے اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے بارگاہ قدس سے بھی دعا فرمائی کہ اے اللہ ہمیں ابن اشرف کے شر سے محفوظ فرما۔ حضور ﷺ کو اسے قتل کرنے کا حکم ملا۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو فرمایا کہ کعب کو قتل کرنے کے لئے کسی کو مقرر کر دو ایک روایت میں اس طرح ہے آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون سے جو ابن اشرف کے شر سے محفوظ رکھے کہ اس کی دشمنی واضح ہو چکی ہے۔ وہ اسلام کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا ہے۔ (1)

امام بخاری نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے حضور ﷺ نے کعب کے بارے میں فرمایا کون ہے جو کعب کو قتل کرنے کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور عرض کی حضور آپؐ پسند فرماتے ہیں تو میں اس کو قتل کر دوں فرمایا ہاں پھر محمد بن مسلمہ عرض کرتے ہیں حضور (ﷺ) اس کام کے لئے اگر کوئی حیلہ بنانا پڑے اسے فریب دیا جائے یا کوئی بظاہر شکایت معلوم ہو تو ایسا کرنے کی اجازت ہے فرمایا ہاں جو چاہو کرو۔ اس کے بعد حضرت محمد بن مسلمہ کعب کے پاس گئے اور کہا دیکھو یہ شخص (محمد بن مسلمہ) ہم سے صدقات لیتے ہیں۔ احکام شرعیہ پر عمل کرانے کے لئے دباؤ ڈال رکھا ہے۔ محمد بن مسلمہ نے یہ بھی کہا کہ اس نے تجارت کے راستے بند کر رکھے ہیں۔ ہمیں مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ کی ایسی گفتگو سے خوش ہوا اور کہا ابھی کیا تم آگے دیکھو گے یہ شخص کیا کرتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت معاذ، ابونا نملہ نے کہا کعب ہمیں ضرورت پڑ گئی ہے کہ کچھ غلہ قرض دو کعب نے کہا غلہ قرض دینے سے اعتراض نہیں مگر کچھ گروی رکھ دو صحابہؓ نے کہا گروی کیا رکھیں کعب نے کہا اپنی خواتین گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ نے معذرت کی پھر کہا اچھا بچے گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ نے اس سے بھی معذرت کی پھر کہا اچھا اپنے ہتھیار گروی رکھ دو حضرت محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں اچھا ہتھیار ہم کل رات کو لے کر آئیں گے۔ چنانچہ اگلے دن حضرت محمد بن مسلمہ اور ابو نائلہ رات کو آئے اور اسے آواز دی کہ نیچے آئے اس نے چاہا کہ یہ اوپر آ جائیں کعب نیچے آنے لگا تو اس کی بیوی نے روکا نیچے نہ جاؤ خطرہ ہے کہا کوئی خطرہ نہیں یہ لوگ اپنے ہی ہیں کعب کو محمد بن مسلمہ اور

(1) البصری، البدایہ والنہایہ، ص 7/4

السہیلی، الروض الانف، ص 230/3

ابونا نكله سے رضاعى نسبت بهى تھى عورت كے بار بار روكنے كے باوجود كعب نہ مانا اور كہا كسى بزرگ شخصيت كو نيزہ مارنے كے ليے بهى بلایا جائے تو اسے جانا چاہے اس كى بيوى نے كہا كہ بلانے والے كى آواز سے خون ٹپكتا محسوس ہوتا ہے بيوى نے كہا

انى لا عرف فى صوت الشر (1)

میں آواز میں شر محسوس كرتى ہوں

جونہى كعب چادر میں لپٹا ہوا نيچے آیا تو حضرت محمد بن مسلمہ نے كہا آج جيسى خوشبو كہى نہیں ديكھى اور اس كے بالوں كو پكڑ كر سوكھنا شروع كيا كعب نے كہا میں نے عرب كى ايسى عورت سے نكاح كيا ہے جو خوشبو كو بے حد پسند كرتى ہے محمد بن مسلمہ نے ابونا نكله سے اشارہ كيا انہوں نے تلوار مار كر گردن اڑا دی۔ جب صحابہؓ سے قتل كر كے واپس آئے تو مدینہ منورہ میں نعرہ تكبير بلند كيا اس وقت حضور ﷺ نماز تہجد میں مصروف تھے۔ جب تكبير سنى تو جواب میں آپؐ نے بهى تكبير بلند كى صحابہؓ بارگاہ میں حاضر ہوئے تو كعب كا سر حضور ﷺ كے قدموں میں ڈال دیا۔ یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں كاٹا گیا۔ حافظ عراقى فرماتے ہیں

قال لهم افلحت الوجوه

جاؤ برا سہ فاقدموہ

صحابہ نے كعب كا سر حضور ﷺ كے قدموں میں لا ڈالا تو حضور ﷺ نے فرمایا چہرے كا مياں ہو گئے تو صحابہ نے عرض كى

وجہك يا رسول اللہ (2)

سب سے پہلے آپؐ كا چہرہ يا رسول اللہ حضور ﷺ نے سجدہ شكر ادا كيا حضرت حارث بن اوس كو اپنے ہى ساتھیوں كى تلوار سے رات كى تاریكى میں زخم لگ گیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا وہ اسى وقت درست ہو گیا۔

حضور ﷺ نے اسلام كى سر بلندی كے لئے جو كچھ كیا وہ عین حق تھا اور رضاء الہى كے مطابق

(1) البخارى، الصحيح، قتل كعب بن اشرف، الرقم 3731، ص 429/12

امام مسلم، صحيح مسلم، قتل كعب بن اشرف، الرقم 3359، ص 288/9

(2) ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 33/2

تھا کعب کے قتل سے اسلام کو یہ فائدہ ہوا کہ تمام یہودی دہ گئے اور ان پر ہیبت چھا گئی گھروں سے باہر نکلنا چھوڑ دیا اس قتل سے مسلمانوں کو اپنے رب قدوس کے نام کے سر بلند کرنے کا کھلا موقع مل گیا۔ موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام سمیت تمام انبیاء نے خدا کے دشمنوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے اگر انبیاء سابقین علیہم السلام کے ایسے واقعات سے ان پر اعتراض نہیں تو حضور ﷺ پر کیوں ہے۔ مخالفین کا یہ اعتراض ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی دلیل ہے۔ کعب ابن اشرف کے قتل کی وجہ یہ تھیں۔

☆ حضور ﷺ کی شان اقدس میں گستاخانہ کلمات کہنا۔

☆ دعوت کے بہانے حضور ﷺ کے قتل کی سازش کرنا۔

☆ اسلام کے خلاف گندی زبان استعمال کرنا۔

☆ دھوکہ دہی اور عہد توڑنا۔

☆ لوگوں کو آپ کے خلاف جنگ پر ابھارنا۔

☆ آپ کی ہجو میں شعر کہنا۔

☆ غزلیات اور عشقیہ اشعار میں مسلمان خواتین کا ذکر کرنا۔

یہ تھیں وہ وجوہ جن کے باعث کعب بن اشرف کا قتل ضروری ہو چکا تھا۔ اس کا گھناؤنا کردار

اس کی موت کا باعث بنا اگر یہ پرامن رہتا مندرجہ بالا وجوہ کا سبب نہ بنتا تو یہ صورت حال نہ بنتی۔

مندرجہ بالا تمام وجوہ میں سب بڑی وجہ کعب کا حضور ﷺ کی توہین کرنا ہے۔ (1)

قرآن مقدس کا یہ ارشاد

وَلْتَسْمَعْنَ مِنَ الَّذِينَ آتُوا الْكُتُبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنْ الَّذِينَ أَشْرَكُوا

کیثرا (2)

اور ضرور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت بدگوئی اور بدزبانی سنو گے۔

کعب بن اشرف کے حق میں نازل ہوئی۔

(1) الشّامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 25/6

(2) ال عمران، 3: 186

عباد بن بشرؓ نے اس قتل کعب پر ایک تفصیلی نظم لکھی ہے جس کا انداز بڑا دلچسپ ہے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سریہ زید بن حارثہ

بدر شریف میں کفار کی شکست کے بعد قریش مکہ اس قدر مرعوب ہو گئے کہ تجارت کے لئے شام جانے کا متعارف راستہ بھی چھوڑ دیا۔ قریش کا ایک قافلہ ابوسفیان، صفوان بن امیہ، خویطب بن امیہ، عبداللہ بن ابی ربیعہ کی نگرانی میں براستہ عراق روانہ ہوا۔ حضور ﷺ نے انہیں روکنے کے لئے ایک سو صحابہؓ کی جماعت مقرر فرمائی۔ صحابہؓ نے اس تجارتی قافلہ پر حملہ کیا اور کامیاب ہو گئے۔ قافلہ کے سبھی لوگ بھاگ گئے۔ صرف ابن حیان عجمی گرفتار ہوئے جو مدینہ منورہ جا کر مسلمان ہو گئے اس قافلہ سے مال غنیمت قریباً ایک لاکھ درہم ہاتھ آیا۔ حضور ﷺ نے اس مال غنیمت سے خمس (پانچواں حصہ) نکالا جو بیس ہزار درہم تھا اور بقیہ مال مجاہدین میں تقسیم فرمادیا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابورافع کا قتل

یہ اہم واقعہ بھی ۳ھ میں پیش آیا۔ یہ خیبر کے قریب ایک بستی میں رہتا تھا۔ حضور ﷺ اور اسلام کے خلاف ہمیشہ بولتا رہتا۔ دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتا۔ کعب بن اشرف کا ساتھی تھا اس کی مدد میں ہمیشہ مصروف رہتا۔ غزوہ احزاب میں قریش مکہ کو مسلمانوں پر چڑھالانے میں بھی پیش پیش تھا۔ مالدار ہونے کے لحاظ سے سب سے زیادہ رقم اسلام کے خلاف یہی خرچ کرتا تھا۔ (2)
کعب بن اشرف کے قاتل محمد بن مسلمہ اور آپ کے ساتھی قبیلہ اوس کے تھے۔ اس قبیلہ کا اہم پلہ دوسرا قبیلہ خزرج تھا۔ انہیں احساس ہوا اس کے لوگوں نے کعب بن اشرف کو قتل کر کے حضور ﷺ کو خوش کر لیا ہے۔ اور یہ بہت بڑی سعادت ہے جو ان کے حصہ میں آگئی ہمیں یہی چاہیے کہ

(1) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص

(2) ابن حجر، فتح الباری، قتل ابی مرافع، ص 370/11

کوئی ایسا اقدام کر کے سعادت حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا گستاخ زمانہ ابورافع یہودی کو قتل کیا جائے یہ سارے لوگ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور ابورافع کے قتل کی اجازت چاہی۔ تو حضور ﷺ نے اجازت فرمادی۔ (1)

حضور ﷺ نے عبداللہ بن عتبہ مسعود بن شان عبداللہ بن انیس ابوقنادہ حارث بن ربیع اور خزاعی بن اسود کو ابورافع کے قتل پر مامور فرمایا۔ عبداللہ بن عتبہ کو امیر بنادیا اور حکم فرمایا دیکھنا کسی بچے اور عورت کو قتل مت کرنا۔ (2)

امام بخاری نے اپنی کتاب صبح بخاری شریف میں اس واقعہ کو براء بن عازبؓ سے اس طرح بیان فرمایا ہے شام کے وقت یہ لوگ خیبر پہنچے ابورافع کے قلعہ پر پہنچ کر عبداللہ بن عتبہ نے کہا تم یہاں انتظار کرو میں قلعہ کے اندر جانے کی کوئی تدبیر کرتا ہوں آپ قلعہ کے دروازے کے قریب جا کر اس طرح بیٹھ گئے کہ دوسرے کو محسوس ہو یہ کوئی شخص پیشاب پاخانہ کے لئے بیٹھا ہے۔ قلعہ کے دربان نے دیکھا تو کہا زرا جلدی کرو بھائی میں دروازہ بند کرنے والا ہوں۔ آپ جلدی سے اٹھے اور قلعہ کے اندر آ گئے اس نے دروازہ بند کر دیا اور قلعہ کی چابیاں ایک کھوئی پر لٹکا دیں۔ حضرت عبداللہ دیر تک خاموش اور چھپ کر بیٹھ رہے ابورافع قلعہ کے بالا خانہ میں تھا۔ عبداللہ بن عتبہ فرماتے ہیں جب ابورافع سو گیا تو میں چابیاں لے کر بالا خانہ گیا۔ کئی دروازے کھولتے ہوئے گیا جو دروازہ کھولتا اسے اندر سے بند کر کے آگے پھر جاتا اگر پیٹہ بھی چل جائے تو میں اپنا کام کر سکوں۔ آپ فرماتے ہیں میں نے اسے دو تین وار کر کے قتل کر دیا۔ پہلے وار پردہ چینا تو میں آواز بدل کر ہمدردی کے لہجہ میں پوچھا کہ ابورافع کیا ہے اس نے کہا کسی شخص نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے میں نے پھر دوسرا وار کر کے جہنم رسید کر دیا۔ واپسی پر ایک ایک دروازہ کھولتا آیا۔ آخری دروازہ پر پہنچا تو مجھے محسوس ہوا کھلا میدان آ گیا ہے وہاں سے میں گرا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی میں نے اپنی پگڑی اتار کر پنڈلی کو باندھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا اور کہا تم چلو حضور ﷺ کو خوشخبری سناؤ۔ میں یہیں بیٹھتا ہوں ابورافع کی موت کی خبر سن کر آؤں گا۔ چنانچہ قلعہ سے اعلان ہو گیا کہ ابورافع مر گیا ہے۔ تو میں بھی وہاں سے چلا تو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر

(1) الطبری، تاریخ الطبری، ص 182/2

(2) ابن حجر، فتح الباری، قتل ابی مرافع، ص 370/11

ہو کر سارا واقعہ عرض کر دیا اپنی پنڈلی کے ٹوٹنے کا بھی عرض کر دیا تو فرمایا اپنی پنڈلی آگے پھیلاؤ میں نے اپنی ٹانگ آگے کر دی تو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ کبھی تکلیف تھی ہی نہیں۔ (1)

حافظ عراقی نے اس واقعہ کو اپنے چند اشعار میں اس طرح ذکر کیا ہے
فبعثه لابن عتبك معه قوم من الخزرج کے تمنعه
حضور ﷺ نے ابورافع کے قتل کے لئے خزرج کے افراد ابن عتبہ کی کمان میں بھیجے۔

لخبيبر لابن الحقيق لقتله اعين بالتوفيق
خبر کے قریب رہنے والے ابی الحقیق کے قتل کے لئے جس کی مدد کی گئی
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ احد

یہ اہم غزوہ بھی ۳ھ میں پیش آیا۔ بدر کی ذلت آمیز شکست کے بعد صفوان بن امیہ حویطب بن عبدعزیٰ حارث بن ہشام مکرّمہ بن ابی جہل ابوسفیان بن حرب عبد اللہ بن ربیعہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے قریش کو اکسانے لگے اور جنگ کا فیصلہ کر لیا۔ کہ بدر کی شکست نے انہیں رسوا کر کے رکھ دیا تھا۔ یہ شکست ان پر بڑا داغ تھی۔ قریش کی سیاسی حالت تباہ ہو گئی تھی۔ ستر کی تعداد میں بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ ابوسفیان اپنا قافلہ لے کر مکہ پہنچ گیا تھا۔ قریش کے ایک وفد نے کہا ہمیں اپنی رسوائی کا بدلہ لینا چاہیے۔ ابوسفیان مان گیا۔ عمر بن عاص نے مختلف قبائل میں جا جا کر اور تقریریں کر کر کے اس جنگ کے لئے تین ہزار تجربہ کار افراد جمع کئے۔ گانے بجانے کے لئے عورتیں ساتھ ہیں کہ مردوں کو غیرت دلائیں اور جنگ میں پیٹھ نہ پھیریں۔ اس لشکر کفار کی قیادت ابوسفیان بن حرب نے خود کی۔

(1) البخاری، صحیح البخاری، قتل ابی مرافع، الرقم 3733، ص 432/12

البیہقی، دلائل النبوة، الرقم 1387، ص 93/4

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 80/9

قریش کے اس لشکر میں تین ہزار افراد تین ہزار اونٹ دو سو گھوڑے اور سات سو زہ پوش شامل تھے۔
(1)

حضور ﷺ نے قریش کی مدافعت کے لئے صحابہؓ سے مشورہ فرمایا حالات کا جائزہ لینے کے لئے سیدنا انسؓ کو روانہ فرمایا۔ سیدنا سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن خضیرؓ کو پہرہ پر مقرر فرمایا۔ دوران مشورہ یہ مسئلہ بھی سامنے آیا کہ جنگ مدینہ منورہ کے اندر لڑی جائے کہ باہر جا کر۔ سیدنا حمزہؓ نے فرمایا

لا اطعم الیوم حتی اقاتلنہم بسیفی خاسرج المدیۃ المنورہ (2)

میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینہ منورہ سے باہر نکل کر دشمن سے اپنی تلوار کے ساتھ مقابلہ نہ کر لوں۔

اس موقع پر صحابہ کرامؓ کے پاکیزہ جذبات ایمان کی مضبوطی کا باعث ہیں سیدنا نعمان بن مالک نے حلف اٹھا کر یہ بات کہی یا رسول اللہ ہمیں جنت سے محروم نہ فرمائیں۔ اس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو رسول بنا کر بھیجا۔ میں گواہی دیتا ہوں آپؐ اللہ کے رسول ہیں خدا وحدہ لا شریک ہے میں جنگ سے بھاگوں گا نہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت نعمانؓ کے محبت بھرے کلمات اور پاکیزہ جذبات کو پسند فرمایا۔ صحابہؓ کی اس محفل میں آخر فیصلہ یہ ہوا کہ جنگ شہر سے باہر جا کر لڑی جائے۔ صحابہؓ کے چہروں پر خوشی نمایاں ہے۔ شوق شہادت کا غلبہ ہے۔ محبوب کے قدموں پر نثار ہونے کا وقت سامنے ہے۔ ان جانثاروں کی قیادت حضور ﷺ نے فرمائی۔ یہ مقدس لشکر جمعہ کے دن ۱۱ شوال المکرم کو نماز عصر کے بعد روانہ ہوا۔ اس مقدس لشکر میں کچھ نوجوان بھی تھے جنہیں حضور ﷺ نے واپس جانے کا حکم فرمادیا۔ واپس جانے والوں میں ابوسعید خدریؓ اسید بن ظہیرؓ زید بن ثابتؓ عرابہ بن اوسؓ اسامہ بن زیدؓ زید بن ارقمؓ براہن عازبؓ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الطبری، تاریخ الطبری، ص 192/2

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 182/4

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 185/4

عجیب منظر

احد شریف کی تیاری کے وقت کئی ایک عجیب مناظر کا ظہور ہوا۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے حضرت رافع بن خدیج نو عمر تھے لشکر میں شامل ہو گئے۔ تحقیقات کے دوران یہ اپنے پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہو کر اپنے کو قد آور نو جوان سپاہی ثابت کرنا چاہتے تھے چنانچہ ان کی یہ ترکیب کامیاب ہو گئی اور لشکر میں چلے گئے۔ حضرت سمیرہ بن جندبؓ جو انہی کے ہم عمر تھے افسوس سے اپنے والد گرامی کو شکایت کرتے ہیں کہ رافع چلا گیا ہے اور میں رہ گیا ہوں حالانکہ میں اس سے طاقتور ہوں اگر کشتی کر لی جائے تو میں اسے پچھاڑ سکتا ہوں حضرت سمیرہ کے والد گرامی نے اپنے بیٹے کے یہ جذبات حضور ﷺ تک پہنچائے اور ساتھ ہی درخواست کی حضور ﷺ میرے بیٹے کو محروم نہ کیا جائے اس درخواست پر حضرت رافع اور سمیرہ کی کشتی کرائی گئی تو واقعی حضرت سمیرہ نے حضرت رافع کو پچھاڑ دیا۔ آپؐ نے دونوں نو عمر مجاہدوں کے جذبات کی اس قدر قدر کی کہ دونوں کو لشکر میں شامل ہونے کی اجازت فرمادی۔ (1)

بچے بوڑھے چھوٹے بڑے بیمار تندرست سبھی کے سبھی جانیں نثار کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہے ہیں جو نبی یہ مقدس لشکر احد شریف پہنچا تو عبداللہ بن ابی منافق اپنے تین سوساھیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس چلا گیا۔ اس کی رائے مانی نہیں گئی تھی۔ اب لشکر کفار سے جنگ کرنے کے لئے سات سونو جوان باقی رہ گئے تھے۔ احد شریف کے قریب نماز صبح کا وقت ہو گیا۔ سیدنا بلالؓ نے اذان پڑھی تکبیر کہی حضور ﷺ نے امامت فرمائی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک دستہ کا تقرر

آغاز جنگ سے قبل حضور ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کا ایک دستہ درہ پر مقرر فرمایا کہ یہ درہ جبل احد کے پیچھے سے آنے کا خطرہ بن سکتا تھا اسی باعث وہاں اہتمام فرمایا اور حکم دیا کہ تم نے کسی

(1) الطبری، تاریخ الطبری، ص 191/2

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 188/4

حالت میں بھی اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا۔ اگر اسلامی لشکر کامیاب بھی ہو جائے تو یہیں ٹھہرنا ہے کفار غالب ہوں تو بھی یہیں رکنا ہے اور ہماری مدد کے لئے نہ آنا سیدنا عبداللہ بن جبیرؓ اس دستہ کے لئے امیر مقرر کئے گئے تھے۔ زبیرؓ کی روایت میں ہے اگر یہ بھی دیکھو کہ پرندے ہمیں اچک رہے ہیں تو بھی اس جگہ سے نہ ہٹنا۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تم اس جگہ کھڑے رہو اور پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرو اگر ہم قتل ہوتے بھی دیکھو تو نہیں آنا غنیمت حاصل کرتے دیکھو تو بھی نہ آنا۔ ایک بار لڑائی کے اختتام پر صحابہ وہاں سے ہٹ گئے اور یہی وہ لغزش تھی جو شکست کا باعث بن گئی۔ (1)۔

کفار کے اس شیطانی لشکر میں مندرجہ ذیل خواتین بھی شامل تھیں جو گانے بجانے اور حوصلہ دلانے کے لئے ساتھ لائی گئی تھیں۔

ہندہ بنت عتبہ۔ ام حکیم۔ فاطمہ بنت ولید۔ برزہ بنت مسعود۔ ریطہ بنت شیبہ۔ سلامہ بنت سعد۔ خناس بنت مالک۔ عمرہ بنت علقمہ۔ خناس اور عمرہ کی علاوہ باقی سبھی اسلام لے آئی تھیں۔ (2)۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مقابلہ کا ابتدائی منظر

جنگ کے آغاز میں جب ایک کے مقابلے میں ایک آنا شروع ہوا تو نقشہ یہ تھا اس اختصار کی تفصیل آئندہ صفات میں موجود ہے۔

- ☆ صواب نامی بہادر حضرت سعدؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔
- ☆ اراط بن شریبل سیدنا علی مرتضیٰؓ کے ہاتھوں قتل ہوا۔
- ☆ جلاب حضرت طلحہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔

(1) البخاری، صحیح البخاری، غزوۃ احد، الرقم 3737، ص 437/12

البیہقی، دلائل النبوة، لا تبرحو فی مکاتکم، الرقم 1136، ص 305/3

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 243/3

ابو محمد، سیرقاہن هشام، ص 61/2

- ☆ کلاب بن طلحہ حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔
- ☆ حارث بن طلحہ حضرت زبیرؓ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔
- ☆ مسافع بن طلحہ سیدنا عاصم بن ثابتؓ کے ہاتھوں مرا۔
- ☆ عثمان بن ابی طلحہ سیدنا حمزہ کے ہاتھوں ہلاک ہوا۔
- ☆ طلحہ بن ابی طلحہ سیدنا علی المرتضیٰ کے ہاتھوں برباد ہوا۔
- ☆ شریح بن کا زربھی کسی صحابی کی تلوار سے ہلاک ہوا۔

حضور ﷺ نے حضرت ابو دجانہ کو تلوار عطا کی اور فرمایا ابو دجانہ تلوار کا پہلا حق یہ ہے کہ مسلمان کو ہلاک نہ کرے دوسرا حق یہ ہے میدان جنگ سے اسے لے کر بھاگنا نہیں ابو دجانہ عرض کرتے ہیں حضور ﷺ ایسا ہی ہوگا۔ (1)

حضرت ابو دجانہ حضور ﷺ کی دی ہوئی تلوار لیکر میدان جنگ میں آئے اور تلوار کو لہرا کر یہ

رجز پڑھل

انا الذی عاهدنی خلیلی
ونحن بالسفح لدی النخیل
میں وہی ہوں جس سے حضور ﷺ نے اس وقت وعدہ لیا تھا جب ہم نخلستان کے قریب تھے

ان لا اقوم الدھر فی الکپول
اضرب بسیف اللہ والرسول (2)
عہد یہ ہے میں کبھی بھی پچھلی صف میں کھڑا نہیں ہوں گا دشمنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی تلوار سے قتل کرتا رہوں گا۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے ابو دجانہ کو فخر سے چلتے دیکھا تو فرمایا ایسا چلنا جائز نہیں مگر ایسے جنگ کے موقع پر حضرت ابو دجانہ حضور ﷺ کے لئے ڈھال کا کام کرتے رہے جس طرف سے

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 11788، ص 334/24

البیہقی، دلائل النبوة، من يأخذ هذا السيف، الرقم 1082، ص 247/3

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر مناقب ابو دجانہ، الرقم 5008، ص 374/11

(2) البیہقی، السنن الکبریٰ للبیہقی، ص 155/9

الاصبہانی، معرفة الصحابة، الرقم 5972، ص 182/19

حضور ﷺ پر تیر کا اندیشہ ہوتا آپ فوراً آگے آ جاتے ان پر آنے والا تیر اپنی پیٹھ پر لیتے عامر نامی تکبر وغرور سے میدان میں نکلا اور کہا اے گروہ اوس مجھے پہچاننے میں ابو عامر ہوں اس کا خیال تھا کہ اس کی اس بڑھک کے ساتھ مسلمان لشکر کے قدم اکھڑ جائیں گے مگر ایسا نہ ہوا جاں نثاروں نے جواب دیا اے بدمعاش دور ہو جا اولاً اس نے تیر برساے جب ترکش خالی ہوئی تو پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ عورتیں گانے بجانے سے مردوں کو مہمیز لگاتی رہی۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ سب سے پیش پیش تھی اور کہتی تھی۔

وبحاً بنی عبد الدار

وبحاً وحماتہ الادبار

ضرباً بكل تبار (1)

اے عبد الدار کے بیٹو واہ اے پشتوں کی حفاظت کرنے والو واہ واہ تیز تلواریں سے دشمن پر ضرب لگاتے چلو۔

نحن بنات طارق نمشي على النمارق

ہم معزز لوگوں کی بیٹیاں ہیں ہم نرم قالینوں پر چلتی ہیں

الدر في المخائق والمسك في المفارق

موتی ہمارے گلوں میں ہیں اور کستوری ہماری مانگوں میں ہے

ان تقبلوا لغائق اوتدبرو نفارق فراق غير وامق (2)

اگر تم آگے بڑھ کر حملہ کرو گے تو ہم تمہیں پیار دیں گی اگر تم پیٹھ پھیرو گے تو ہماری

تمہاری علیحدگی ہو جائے گی اور اس علیحدگی پر ہمیں کوئی افسوس نہیں ہوگا۔

کفار کے تابڑ توڑ حملوں کے وقت حضور ﷺ کی زبان مبارک سے یہ کلمات طیبات نکل

رہے تھے

(1) ابو محمد، سیر قابن هشام، ص 66/2

الشامی، سبل الہدی والرشاد، ص 191/4

(2) البیہقی، دلائل النبوة للبیہقی، من یأخذ هذا السیف، الرقم 1082، ص 247/3

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر ابو دجانہ، الرقم 5008، ص 374/11

اللهم بك اجول وبك اصول وفيك اقاتل حسبي الله ونعم الوكيل (1)
اے اللہ تیری طاقت کے ساتھ حملہ کرتا ہوں اور بڑی قوت کے ساتھ ہلہ بولتا
ہوں اور تیری رضا کے لیے ان سے جنگ کرتا ہوں اللہ مجھے کافی ہے اور وہ
بہترین کار ساز ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ابودجانہ کی جنگی مہارت

دشمن سے گھمسان کی جنگ میں جدھر کودتے دشمن کو تہ تیغ کرتے جاتے جو سامنے آتا مارکھا جاتا۔ حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں جنگ احد میں ایک کافر نے کہا مسلمان ہمارے سامنے اس طرح اکٹھے ہو گئے ہیں جیسے بکریوں بھینڑوں کو ذبح کرنے کے لئے اکٹھا کیا جاتا ہے میں دیکھ رہا تھا ان سے دودھ ہاتھ کرنے کے لئے ایک مسلمان مجاہد بھی پر تول رہا ہے اچانک دونوں ایک دوسرے پر حملہ آور ہوئے کافر مسلمان مجاہد سے کہیں زیادہ باہمت نظر آتا تھا مسلمانوں نے اللہ کا نام لیتے اس پر زور دار حملہ کیا اس کا جسم چیر کر رکھ دیا کافر کو جہنم رسید کرنے کے بعد مجاہد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب اٹھایا اور مجھے مخاطب ہو کر کہا

کیف تری یا کعب انا ابو دجانہ (2)

اے کعب حیران کیوں ہے میں ابودجانہ ہوں

حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں میں نے ابودجانہ کو دیکھا اس کی تلوار کی زد میں ابوسفیان کی بیوی ہندہ آتی تھی مگر آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا ایک موقع پر میں نے ابودجانہ سے کہا تیرے جنگی کارنامے تو بڑے عظیم ہیں مگر مجھے تیری یہ بات پسند نہیں آتی کہ تو ہندہ کو چھوڑ دیا حالانکہ وہ تو بدترین دشمن تھی۔ آپؓ نے جواب فرمایا

(1) الشّامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص

(2) البیہقی، دلائل النبوة للبیہقی، رایت البامرحۃ فی مناسمی، الرقم 1069، ص 231/3

وكرهت ان اضرب بسيف رسول الله صلى الله عليه وسلم امراته لانا
صرلها (1)

میں نے یہ پسند نہ کیا حضور ﷺ کی تلوار سے ایک ایسی عورت کو قتل کروں جس
کا کوئی مددگار ہی نہ تھا

اس انتہائی سخت معرکہ میں کفار کثیر لشکر۔ کثیر سامان مشہور جنگی مہارت کے باوجود جم نہ سکے
۔ سیدنا طلحہ بن عبد اللہ۔ سیدنا ابود جانہ۔ سیدنا حمزہ۔ سیدنا علی بن ابی طالب۔ سیدنا انس بن نصر۔ سیدنا
سعد بن ربیع رضی اللہ عنہم نے قریش کے بڑے بڑے ستونوں کو گرا دیا اور ان کے چھکے چھڑا دیئے۔
حضور ﷺ نے جو درہ پر پچاس تیر انداز بٹھائے تھے ان کی تیر افگنی نے انہیں ہر موقعہ پر پسپا کیا اور
بھاگنے پر مجبور کیا حضرت معصب بن عمیر زوردار مقابلہ کرتے رہے اچانک دشمن نے پوری قوت کا
مظاہرہ کیا کہ معصب کو شہید کیا جائے کہ وہ پورے لشکر کے علمبردار تھے تاکہ ان کی شہادت سے
مسلمانوں کا جھنڈا سرنگوں ہو جائے کفار کے اچانک اور شدید حملہ سے آپؐ کا دایاں ہاتھ کٹ گیا آپؐ
نے اسلامی جھنڈا بائیں ہاتھ میں تھام لیا اگر نے نہیں دیا اور پڑھا

و ما محمد الا رسول

پھر دشمن کے دوسرے بھرپور وار سے بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا مگر پھر بھی جھنڈا اگر نے نہیں دیا
دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے سینے سے چٹا لیا اس حد تک لڑے کہ جام شہادت نوش فرمایا (2)
آپؐ کو شہید کرنے والے کافر نے سمجھا تھا کہ یہ محمد ہیں اور وہ خوشی خوشی واپس لوٹا اور کہا
قتلت محمداً (3)

میں نے محمد کو شہید کر دیا ہے۔ اس اعلان باطل سے کفار کے حوصلے بلند ہوئے اس وقت

(1) محمد بن عمر الواقدي، المغازی، ص 259/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 193/4

(2) الواقدي، المغازی، ص 239/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 219/4

(3) السہیلی، الروض الانف، ص 258/3

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 415/1

ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ص 39/3

حضور ﷺ انصار کے جھنڈے کے نیچے تشریف فرما تھے حضور ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا علی جھنڈا تم اٹھا لو آپؐ نے جھنڈا اٹھایا اور یہ نعرہ لگایا ابوالقاص میں باطل کی پشت توڑنے والا ہوں۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

علی مرتضیٰ کا حملہ

اسی دوران کفار کے سربراہ طلحہ بن طلحہ نے لکارا اور کہا

هل من مبأس (2)

ہے کوئی مقابلہ کرنے والا

اس نے یہ بھی کہا اے محمد تمہارا خیال ہے تمہارے مقتول جنت میں ہوں گے اور ہمارے مقتول دوزخ میں۔ اگر مسلمانوں کا یہ دعویٰ صبح ہے تو مقابلہ کے لئے کیوں نہیں آتے کافر کی اس بکواس پر شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ میدان جنگ میں آگئے کافر کو سنبھلنے ہی نہ دیا اور ایک ہی وار سے ڈھیر کر دیا ایک لمحہ میں وہ کبر و غرور کا پتلہ خون میں لت پت تڑپ رہا تھا حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے اسے دوسرا وار کر کے اسے جہنم رسید کرنا چاہا کہ اس کی شرم گاہ ٹنگی ہو گئی تھی اور حیدر کرار کی غیرت نے اسے ایسی حالت میں ہلاک کرنا پسند نہ کیا مگر کچھ دیر بعد ہی اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔

طلحہ کے بعد اس کے بھائی ابوشیبہ نے کفر کا جھنڈا سنبھالا ہی تھا کہ سیدنا حمزہ کی تلوار کا شکار ہو گیا اس کی ہلاکت کے بعد ابوسعید نے کفر کا جھنڈا اٹھایا تو حضرت سعد بن وقاصؓ نے چند لمحوں میں اس کا م تمام کر دیا۔ حضرت سعد کا تیر اس کے گلے پر لگا اس کی زبان باہر لٹک گئی اس کی موت کے بعد مسافح بن طلحہ نے کفر کا جھنڈا اٹھایا تو حضرت عاصم بن ثابت نے جھپٹ کر اسے ہلاک کر دیا۔ مسافح کے بعد کفر کی قیادت حارث بن طلحہ نے کی یہ بھی حضرت عاصم کے ہاتھوں مرا۔ حارث کی ماں کو پتہ

(1) السہیلی، الروض، (الانف)، ص 258/3

ابومحمد، سیر قابین هشام، ص 73/2

(2) السہیلی، الروض، (الانف)، ص 258/3

ابومحمد، سیر قابین هشام، ص 73/2

چلا تو وہ غصہ میں چیختی آئی اور کہا جو میرے بیٹے کے قاتل کو پکڑ کر لائے گا اسے سواونٹ انعام دوں گی۔ اس موت کے بعد کفر کا جھنڈا کلاب نے اٹھایا تو اسے حضرت زبیر بن عوام نے آن واحد میں قتل کر دیا اس کے بعد جلاس بن طلحہ نے جھنڈا اٹھایا تو اسے حضرت طلحہ بن عبد اللہ نے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد کفر کا جھنڈا ارطاة بن شرجیل نے سنبھالا جسے سیدنا علی المرتضیٰ نے جہنم رسید کیا پھر شریح بن قازر نے جھنڈا اٹھا مگر تھوڑی دیر بعد ہی یہ بھی قتل کر دیا گیا اس کے بعد ابو زید بن عمیر نے جھنڈا اٹھایا تو اسے قزمان نے قتل کر دیا پھر قاسط بن شرجیل آگے بڑھا تو وہ بھی قزمان کے ہاتھوں مارا گیا۔ (1)

آخر میں صواب نامی نے آگے بڑھ کر کفر کا جھنڈا اٹھا لوگوں نے کہا کہ خیال کرنا شرمندگی نہ ہو پہلے بہت کچھ رسوائی ہو گئی ہے صوابی نے کفر کی نمائندگی کرتے ہوئے میدان جنگ کو گرم رکھا مجاہدین کے حملہ سے صوابی کا ہاتھ کٹ گیا تو اس نے دوسرے ہاتھ میں جھنڈا اٹھا لیا وہ بھی کٹ گیا تو اس نے جھنڈے کو سینے اور گردن سے دبوچ لیا اور لوگوں سے کہا بتاؤ میں نے لاج رکھ لی ہے یا نہیں سب نے کہا تو نے لاج رکھ لی ہے اس پر قزمان نے تیر مار کر اسے بھی ہلاک کر دیا اس پر کفار کے حوصلے پست ہو گئے۔ میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا حواس باختہ ہو گئے سب کچھ چھوڑ کر بھاگ نکلے مجاہدین نے جی بھر کر دشمن تہ تیغ کئے (2)

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا تو نے اپنی تعریف سنی جو رضوان فرشتہ کر رہا ہے وہ کہہ رہا

ہے

لافتی الا علی

علیؓ عظیم بہادر ہے اور اس کی تلوار عظیم تلوار ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) السہیلی، الروض الأنف، ص 258/3

ابو محمد، سیرقاہین هشام، ص 73/2

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ص 43/3

ابو محمد، سیرقاہین هشام، ص 77/2

ابوالفتح، عیون الآثار، ص 416/1

دشمن بھاگنے کا منظر

حضرت برا بن عازب نے دشمن بھاگ نکلنے کا منظر کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ہم نے قریش کی خواتین کو بھاگتے دیکھا ہے ان کی پنڈلیاں نکلی تھیں ان کی پازیبیں دکھائی دیتی تھیں مکہ کے سورما عورتوں کی فکر سے بے نیاز ہو کر بھاگ رہے تھے انہیں اپنی فکر تھی خواتین کی پرواہ نہ تھی کفار کی خواتین میں ایک عمرہ بنت علقمہ قد آور جوان خاتون تھی جو مردوں کو بھڑکانے کے لئے مختلف اشعار کہتی گیت گاتی طعن و طنز کرتی تھی یہ خاتون اپنے مردوں سے کہہ رہی تھی اے بے غیر تو تمہاری حمیت کہاں گئی۔ بے غیر تو بھاگ نکلنے سے بہتر ہے جانیں دے دو۔ بھاگ جانے والے کو تو ڈوب مرنا چاہیے بے غیر تو اگر تم نہیں لڑ سکتے تو جاؤ خیموں میں بچوں کو سنبھالو کھانا پکاؤ ہم اپنے بتوں پر جانیں نثار کریں گی۔ صوابی کے قتل ہو جانے کے بعد جھنڈا زمین پر ہی پڑا تھا یہ خاتون عمرہ بنت علقمہ آگے بڑھی اور جھنڈا تھام لیا عمرہ کی اس ہمت شجاعت اور بہادری نے قریش کے اندر ایک تازہ روح پھونک دی اور کفار پلٹ پلٹ کر واپس آنے لگے اور پھر اکٹھے ہو کر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے۔ اب اس مرتبہ اسلامی صفوں میں نظم و ضبط نہ رہا اس وقت عینین کی پہاڑی کو تیر اندازوں سے خالی پا کر خالد بن ولید نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا تیر اندازوں کے دستہ کے امیر حضرت عبداللہ اور ان کے ساتھیوں نے دشمن کے شدید سیلاب کو روکنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اور ایک ایک کر کے جانیں دے دیں۔ (1)

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے چچا سیدنا حمزہؓ بھی اس جنگ احد میں شہید ہوئے۔ قریش کا سورما بہادر سباع بن عبداللہ جو جنگی مہارت میں مشہور تھا آپؐ کی مقابلہ میں ہلاک ہوا اس واقعہ سے آپؐ کی ہمت شہہ زوری کا چرچا ہو گیا اور دشمن جی ہار گیا۔ میدان بدر میں جبیر کا چچا طعمہ بن عدی بھی سیدنا حمزہؓ کے

ہاتھوں مارا گیا جبیر نے بدلہ لینے کے لئے اپنے غلام وحشی بن حرب کو کہا تھا اگر تو حمزہؓ کو قتل کر دے تو تجھے آزاد کر دیا جائے گا وحشی نے اس لالچ میں بہت ہاتھ پاؤں مارے اور ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر بیٹھ گیا جو نبی سیدنا حمزہؓ وہاں سے گزرے تو اس نے نیزہ مارا جو شہادت کا سبب بنا۔ (1)

انا لله وانا اليه مراجعون

حضور ﷺ نے سیدنا حمزہؓ کے بارے میں فرمایا

سید الشہدا عند الله يوم القيامة (2)

حمزہ اللہ کے ہاں سید الشہداء ہیں

حمزہؓ کا نام آسمانوں پر اسد اللہ و اسد الرسول (خدا اور رسول کا شیر) رکھا گیا ہے۔ سیدنا حمزہؓ حضور ﷺ کے چچا بھی ہیں اور رضاعی بھائی بھی۔ حضور ﷺ کی دودھ کی ماں ثویبہؓ نے بھی حضرت حمزہؓ کو دودھ پلایا تھا۔ سیدنا ابن عباسؓ سے ہے نبی کریمؐ سے عرض کی گئی حضور آپ حضرت حمزہؓ کی بیٹی سے نکاح فرمائیں تو کیسا ہے آپ نے فرمایا وہ میری رضاعی بیٹی ہے۔ (3)

سیدنا حمزہؓ کے قاتل وحشی کا اپنا بیان ہے میں مکہ مکرمہ میں آیا تو آزاد کر دیا گیا۔ قتل حمزہؓ سے میرا مقصد آزاد ہونا تھا حمزہؓ سے دشمنی نہ تھی۔ وحشی کہتے ہیں میں نے آمناسا منا کر کے مقابلہ نہیں کیا نہ ہی یہ میری ہمت پڑتی تھی میں نے تو ایک پتھر کے پیچھے چھپ کر یہ کام کیا تھا جو نبی حضرت حمزہؓ کو میرا نیزہ لگا تو انہوں نے میری طرف دیکھا بس اس دیکھنے کی مجھ پر ایسی بیبت طاری تھی کہ وہاں رہ نہ سکا بھاگ گیا۔ (4)

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 216/4

الواقدي، المغازی، ص 289/1

(2) الواقدي، المغازی، ص 289/1

(3) البخاری، صحیح البخاری، الشہادة علی الانساب والرضاع، الرقم 2451، ص 124/9

امام مسلم، صحیح مسلم، تحریم ابتلاخ من الرضاعة، الرقم 2623، ص 338/7

امام احمد، مسند احمد، مسند عبد الله بن العباس، الرقم 3067، ص 100/7

النسائي، السنن، تحریم بت الاخ من الرضاعة، الرقم 3252، ص 442/10

(4) البخاری، صحیح البخاری، قتل حمزة، الرقم 3764، ص 471/12

امام احمد، مسند احمد، حدیث وحشی الحبشی، الرقم 15491، ص 298/32

البيهقي، دلائل النبوة، انت وحشی قلت نعم، الرقم 1094، ص 259/3

جب شہید ہونے کا یقین ہو گیا تو واپس آیا اور سینہ چیر کر دل کلیجہ نکالا اور ہندہ کے پاس لے گیا اس نے دل و جگر کے ٹکڑے کر کے اپنے گلے کا ہار بنایا خوشی کی اور انعام میں اپنا سارا زیور سونا چاندی میرے سپرد کر دیا اور ساتھ ہی کہا وحشی مکہ پہنچ کر تجھے سونے کی دس اشرفیاں اور دو گئی پھر ہندہ نے مجھے کہا حمزہؓ کی لاش پر لے چلو میں لے گیا تو اس نے ناک کان اور ہاتھ پاؤں کاٹ لئے اور مکہ مکرّمہ ساتھ لے آئی ہندہ کو

اکلة الکباد (1)

جگر کھانے والی بھی کہا گیا ہے۔

حضرت حمزہؓ کے قاتل وحشی فتح مکہ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے کی غرض سے بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور قبول اسلام کی درخواست کی وحشی کہتے ہیں میں فتح مکہ کے بعد طائف چلا گیا اہل طائف کے قبول اسلام کے بعد میں سخت پریشان ہو گیا خیال آیا کہ میں یمن یا شام چلا جاؤں تو کسی نے کہا کہ اسلام قبول کرنے والے کو نبیؐ کچھ نہیں کہتا اس کے اس مشورہ پر میں مدینہ آیا تو صحابہؓ نے عرض کی حضور ﷺ آپ کے عم محترم سیدنا حمزہؓ کا قاتل وحشی آ گیا ہے تو حضور نے کمال ہمت اور حوصلہ سے فرمایا

دعوة فإسلام رجل واحد حب الي من قتل الف كافر (2)

اسے بلاؤ ایک آدمی کا قبول اسلام ہزار کافر کے قتل سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

اندازہ کریں محبوب پاک کی رحمت کا چچا کے قاتل کو معاف کیا جا رہا ہے اسلام کی محبت کو صحابہؓ کے دلوں میں اجاگر فرمایا جا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے وحشی سے قتل کا واقعہ سنا تو آپ نے فرمایا میرے سامنے نہ بیٹھا کرنا تجھے دیکھ کر میرا صدمہ تازہ ہو جاتا ہے۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد وحشی ہمیشہ پیچھے بیٹھتے تھے حضور ﷺ کو تکلیف نہ ہو۔ وحشی ہمیشہ اس انتظار میں رہے کبھی کسی طریقہ سے قتل حمزہؓ کا کفارہ ادا ہو۔ جب صدیق اکبرؓ کے دور خلافت میں مسئلہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا آپ نے

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 218/4

ابومحمد، سیرقاہین هشام، ص 91/2

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 217/4

السهيلي، الروض الانف، ص 253/3

اس کے خلاف جنگ لڑی تو یہ مسیلہ کذاب حضرت وحشی کے ہاتھوں مارا گیا اس کے بعد حضرت وحشی بڑے فخر سے کہا کرتے تھے بہترین انسان (حضرت حمزہؓ) کے قتل کے بعد بدترین انسان (مسیلہ) کو قتل کر کے کفارہ ادا کیا ہے۔

حضرت وحشی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کا شکر ہے میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا نہیں گیا ورنہ ذلت کی موت مرتا کہ کفر کی موت ذلت کی موت ہے۔ حضرت وحشی کا اپنا بیان ہے ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے دربار گوہر بار میں حاضر ہوا تو آپؐ نے فرمایا وحشی تو نے ہی میرے چچا کو قتل کیا تھا نہ ۔ میں عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ

الحمد لله الذي اكرمہ بیدی ولحمی یعنی بیدہ (1)

اللہ کا شکر ہے حضرت حمزہؓ کو میرے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی اور مجھے ان کے ہاتھوں ذلیل نہیں کیا گیا

اگر حضرت وحشی حمزہؓ کے ہاتھوں مارے جاتے تو یقیناً ذلت کی موت تھی۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا وحشی جاؤ اللہ کی راہ میں لڑو جیسے اس کی راہ سے روکنے کے لئے لڑا کرتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

دردناک منظر

جنگ ختم ہونے پر سید الشہداء کی لاش مبارک کی تلاش ہوئی۔ حضور ﷺ صحابہؓ سے بار بار فرما رہے تھے چچا کا کیا ہوا۔ حارثہ بن صمت نے تلاش کی مگر ناکامی ہوئی حیدر کرار سیدنا علی المرتضیٰ نے تلاش میں کامیابی حاصل کر کے حضور ﷺ سے عرض کر دی حضور ﷺ بہ نفس نفیس لاش پر تشریف لائے لاش دیکھ کر آپ دم بخود ہیں۔ پیٹ چاک ہے دل انور نکال لیا گیا ہے چہرہ پاک مسخ ہے ناک کان کاٹ لے گئے ہیں ظالموں اور مجرموں قاتلوں اور ذکیتوں کو معاف کر دینے والے رسول ﷺ اپنے مقدس اور پیارے چچا کی لاش مبارک کی بے حرمتی پر قدرت کے فیصلوں پر رضا کا اظہار فرما رہے ہیں مگر بہ تقاضا انسانی مقدس آنکھوں میں آنسوؤں کی موسلا دھار جھڑی لگی ہوئی ہے محبوب پاک کی اس حالت

درد کیف کو دیکھ کر حاضرین بے خود ہیں مقدس لاش مثلاً ہے پچکی بندھ پچکی ہے حضور ﷺ نے اپنے مقدس چچا کی لاش مبارک کو مخاطب ہو کر فرمایا

مرحمته الله عليك فانك كنت كما علمتك فعولاً للخيرات وصولاً

للرحيم (1)

آپ پر خدا کی رحمتیں ہوں جس طرح مجھے علم ہے بیشک آپ بھلائیاں کرنے والے تھے صلہ رحمی کرنے والے تھے

یہیں پر آپ نے فرمایا مبارک ہوا بھی ابھی مجھے جبریل نے خبر دی ہے حمزہ اللہ اور رسول کا شیر ہے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اگر مجھے مشرکین پر غلبہ ملا تو ستر مقتولین کا اس سے بھی برا مسئلہ کرونگا تو فوراً جبریل سورہ نحل شریف کی یہ آیت لے کر حاضر ہوئے

ولئن صبرتم فهو خير للصابرین (2)

اگر تم صبر کرو تو صبر کرنے والوں کے لئے صبر ہی بہتر ہے

چنانچہ حضور ﷺ نے صبر فرمایا اور صحابہؓ کو مسئلہ کرنے سے روک دیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جنت کی خوشبو

اسی جنگ احد میں کام آنے والوں میں سیدنا انس بن نظر بھی ہیں یہ میدان بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے تو اس کا شدید صدمہ تھا اور فرمایا کرتے تھے اے اللہ اگر تو نے مجھے پھر کبھی موقعہ دیا تو تو دیکھے گا کہ میں اسلام کی سر بلندی کے لئے کیا خدمات سر انجام دیتا ہوں چنانچہ احد شریف کا معرکہ پیش آ گیا اسلامی لشکر میں بھگدڑ کی کیفیت پیدا ہو گئی تو بارگاہ قدس میں عرض کی اے اللہ جو کچھ مسلمانوں سے سرزد ہوا معذرت خواہ ہوں اور مشرکین سے لاتعلقی کا اظہار کرتا ہوں فرماتے ہیں میرا گذر چند مسلمان

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 426/1

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 223/4

(2) النحل، 16: 126

مجاہدین پر ہوا تو وہ پریشان بیٹھے تھے میں نے پوچھا ایسا کیوں ہے انہوں نے کہا حضور ﷺ شہید ہو گئے ہیں اب ہم کیا کر سکتے ہیں انہیں کہا

مَا تَصْنَعُونَ بِالْحَيَاةِ بَعْدَهُ (1)

حضور ﷺ کے بعد زندہ رہ کر تم کرو گے کیا

اس کے بعد حضرت انسؓ آگے بڑھے تو حضرت سعد بن معاذ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے کہا انسؓ فکر نہ کر میں تمہارے ساتھ ہوں آپؓ فوراً دشمن کے لشکر میں گھس گئے اور بار بار وجدانی کیفیت میں فرماتے تھے

وَاِهَآ الرِّيحُ الْجَنَّةَ وَمَرْبُ النَّصْرِ اِنِّى لَاجِدٌ سَرِيحَ الْجَنَّةِ دُونَ اَحَدٍ (2)

واہ واہ مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے نصر کے رب کی قسم میں جنت کی مہک جبل احد کی طرف سے محسوس کر رہا ہوں۔

پھر آپؓ دشمن سے اس حد تک لڑتے رہے کہ جام شہادت نوش کیا۔ ان کے بہتیسے فرماتے ہیں ان کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے زخم ۸۰ سے زائد تھے مشرکین نے انتقام میں ان کے اعضا بھی کاٹ دیئے مثلاً بنایا اور فخر کیا ان کی مقدس لاش زخموں سے اس قدر چور چور تھی کہ پہچانی نہ جاتی تھی ان کی بہن نے انگلی کے ایک پورے کی نشانی سے بمشکل پہچانا۔ (3)

فائدہ۔ حضرت انسؓ نے زمین پر ہوتے ہوئے آسمانوں سے جنت کی خوشبو محسوس کی جیسے بیماری والا خوشبو سے محروم مگر تندرست محسوس کر لیتا ہے ایسے ہی گناہوں کی بیماری سے بچا ہوا جنت کی خوشبو پالیتا ہے۔

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 215/4

العجوزیہ، زاد المعاد، ص 180/3

التیبی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، غزوہ احد، ص 245/1

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 215/4

التیبی، مختصر سیرۃ الرسول ﷺ، غزوہ احد، ص 245/1

(3) السہیلی، الروض الانف، ص 267/3

الواقدی، المغازی، ص 280/1

بوئے جاناں سوئے جانم میرسد بوئے یار مہربانم میرسد
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جنت کے ساتھی

اسلامی لشکر میں جب بھگدڑ کی سی کیفیت پیدا ہوئی تو حضور ﷺ نے چاہا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ڈیرہ جمائیں جس میں کئی حکمتیں تھیں۔

☆ دشمن اوپر آ کر حملہ کریں تو اوپر سے دفاع آسان ہوگا۔

☆ بلندی پر حضور ﷺ کو دیکھ کر تمام صحابہ اکٹھے ہو جائیں۔

☆ حضور ﷺ اپنے کو دکھا کر اپنے قتل کی تردید فرمانا چاہتے تھے۔

☆ اوپر سے نیچے حملہ کرنا آسان ہو سکے گا۔

☆ اوپر بیٹھ کر نیچے مجاہدین کی نگرانی کی جاسکتی ہے۔

☆ مجاہدین کے جنگی کارناموں کا جائزہ لینے میں آسانی ہو سکے گی۔

کفار نے حضور ﷺ کے اوپر چڑھنے کی شدید مزاحمت کی مشرکین نے تعاقب کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا

الاحد بہولاء

کون ہے جو ان کی مزاحمت کرے

پہاڑی پر چڑھنے کے وقت حضور ﷺ کے پاس صرف گیارہ انصاری مجاہدین تھے ایک انصاری نے لبیک کہا حضور (ﷺ) میں مزاحمت کرتا ہوں یہ انصاری لڑتے لڑتے شہید ہو گئے اس طرح یکے بعد دیگرے گیارہ جلیل القدر انصاری کام آئے آخر حضور ﷺ کے پاس صرف حضرت طلحہ اکیلے رہ گئے جتنی دیر تک گیارہ انصار نے دشمن کو روک رکھا اتنی دیر تنہا حضرت طلحہ نے روکے رکھا تنہا حضرت طلحہ نے انہیں اپنی جگہ سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھنے دیا آخر دم تک لڑتے رہے انگلیاں کٹ گئیں ہاتھ شل ہو گئے ان تمام شہداء کو حضور ﷺ نے قیامت کے دن جنت میں اپنے ساتھی بننے کی

خونخبری سنائی۔ (1)

ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا

من سرجل یشری لنا

کون ہے جو ہمارے لیے اپنی جان کا سودا کرے

تو زیاد بن ثمکن سامنے آ گئے اور دشمنوں کو حضور ﷺ سے دور رکھنے کے لئے دیر تک لڑتے رہے آپ کے ہلاک کن حملوں سے دشمن تو بکھر گئے مگر آپ کا جسم انور زخموں سے چور چور ہو گیا آپ انہیں زخموں سے بے بس ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے جان نثار صحابی کی حالت زار کا مشاہدہ فرمایا اور حکم دیا

ادنوه منی (2)

اسے میرے قریب لاؤ

جونہی انہیں قریب لایا گیا انہوں نے اپنا چہرہ محبوب کے قدموں پر رکھ دیا اور اسی حالت میں جان اللہ کے سپرد کر دی۔

پائے رسول پر ہو میرا سر جھکا ہوا

ایسے میں آ اجل تو کہاں جا کے مر گئی

اس عظیم معرکہ میں سیدنا علی المرتضیٰ نے حملہ کر کے عکرمہ بن ابی جہل کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ حضرت دجائٹہ کی تلوار نے دشمن کو خون میں لت پت کیا۔

حضرت سعدؓ خدا کا غضب بن کر کفار پر ٹوٹ پڑے۔ حضرت حباب نے مجاہدانہ کارنامے سر انجام دیئے۔ حضرت طلحہؓ تو محبوب پاکؐ کے قدموں میں بیٹھ گئے تمام تیر سامنے رکھ لے اور دشمن کو ٹھیک ٹھیک نشانہ لگاتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان کی کامیاب تیر اندازی کو دیکھ کر فرمایا جن کے پاس تیر ہیں وہ طلحہ کو دے دیں حضور ﷺ اپنا سر مبارک اونچا کر کے میدان کا جائزہ لیتے تو حضرت طلحہؓ عرض

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 202/4

ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ص 51/3

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 203/4

کرتے یا رسول اللہ

(لا تشرف یصیبک سهم (1)

حضور ﷺ اپنا سراونچانہ فرمائیں مبادا تیر لگ جائے
ایسے شدید ماحول میں بھی صحابہ کرام پرسکون تھے، اطمینان تھا، راحت تھی۔ اس عنوان کو
قرآن مقدس میں اس طرح ارشاد فرمایا ہے

ثم انزل علیکم من بعد الغم نعاساً (2)

پھر اللہ نے تم پر غم کے بعد راحت اتاری۔

گذشتہ سطور سے آپ نے اندازہ لگالیا کہ یہ جنگ کس طرح لڑی گئی۔ جاں نثاروں نے کتنی
کاوش سے مراحل سر کئے تھوڑوں نے کس طرح بہتوں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ دشمنوں کی طرف سے
حضور ﷺ کی شہادت کے پروپیگنڈہ نے جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ تیر انداز دستہ نے کامیابی کے شوق
میں اپنی جگہ خالی کر دی جو نبی خالد بن ولید کو موقع ملا انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے فتح کو شکست میں
بدل دیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ام عمارہ کی جاں نثاری

صحابیات میں سے جنہوں نے غزوہ احد میں حصہ لیا ان میں سرفہرست نام حضرت ام عمارہؓ
کامتا ہے۔ آپؓ نے کئی کفار کو قتل کیا کفار پر ہیبت چھا گئی۔ کوئی حضور ﷺ پر حملہ آور ہوتا تو حضرت ام
عمارہؓ انہیں اپنی ہمت سے پیچھے دھکیل دیتیں اور جب موقع ملتا تو انہیں جہنم رسید کرتیں جب ابن تمیہ
حضور ﷺ پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو اس بہادر خاتون نے اس کا راستہ روکا حضرت ام عمارہؓ
نے اس پر کئی تابڑ توڑ حملے کئے مگر وہ محفوظ رہا کہ اس نے اپنے جسم پر دوزر ہیں پہن رکھی تھیں اس نے
اپنی قوت کے ساتھ حضرت ام عمارہؓ پر حملہ کیا ان کو گہرا زخم لگا وہ زخم تونچ گیا تھا مگر اس کا گڑھا باقی رہا

(1) الشّامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 204/4

(2) ال عمران، 3: 154

حضور ﷺ نے ام عمارہ کی جاں نثاری کو دیکھ کر فرمایا ام عمارہ کا مقام بہت اونچا ہے فرمایا میں جدھر بھی دیکھتا تھا ام عمارہ لڑتی دکھائی دیتیں تھیں (1)

ایک دن ام عمارہ نے حضور ﷺ کو عرض کی حضور ﷺ دعا فرمائیں اللہ ہمیں جنت میں آپ کا ساتھ دے تو حضور ﷺ نے فوراً بارگاہ قدس میں دعا کی

اللهم اجعلهم رفقاءنى فى الجنة

اے اللہ ان سب کو جنت میں میرا رفیق بنادے

جونہی حضرت ام عمارہ نے حضور ﷺ سے یہ دعائی تو فوراً بول اٹھی

ما ابالى ما اصابنى من امر الدنيا (2)

اب مجھے کوئی پرواہ نہیں دنیا میں مجھے کسی بھی مصیبت آئے۔

جنگ کے آغاز میں ام عمارہ مجاہدین کو پانی پلاتی تھیں جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو آپؐ نے تلوار پکڑ کر پورا حصہ لیا آپؐ کو جنگ میں تیرہ زخم لگے تھے سیدنا صدیق اکبرؓ کے خلافت کے دور میں جب مسیلہ کذاب سے جنگ لڑی گئی تو آپؐ بھی مجاہدین میں شریک تھیں سیدنا فاروق اعظمؓ کے دور میں کچھ گرم چادریں آئیں ایک چادر بڑی تھی اور اعلیٰ قسم کی تھی کسی نے کہا حضور ﷺ آپؐ یہ چادر اپنے بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ کی اہلیہ کو دے دیں تو بہتر ہوگا۔ خلیفہ المسلمین سیدنا فاروق اعظمؓ نے فرمایا اس کی حقدار ام عمارہؓ ہے جس نے میدان احد میں حضور ﷺ کے دفاع کرنے کا حق ادا کیا۔ (3)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت خظلہ کی شہادت

آپؐ بھی اس جنگ میں اسلام کے کام آئے۔ اسود بن شداد نے چھپ کر آپؐ پر حملہ کیا تھا۔ سیدنا خظلہ اس پربلی کی طرح کڑکے اسود کے دوسرے حملے سے آپؐ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ کی

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 201/4

(2) الواقدی، المغازی، ص 269/1

(3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 202/4

بارگاہ میں جب خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے زمین و آسمان کے درمیان بارش کے پانی سے چاندی کے تھالوں میں فرشتے انہیں غسل دے رہے ہیں۔ ابواسیدؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم حضرت حظلہ کے پاس گئے تو ان کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ شہید کو غسل نہیں دیا جاتا مگر انہیں کیوں دیا گیا اس کی تفصیل یہ ہے جب حضور ﷺ کے منادی نے یہ اعلان کیا کہ حضور ﷺ جنگ کے لئے بلا رہے ہیں تو یہ اپنے گھراہلیہ کے پاس تھے حضور ﷺ کے حکم پر فوراً باہر آ گئے انہیں غسل کی ضرورت تھی مگر تعمیل حکم میں دیر ہو جانے کے ڈر سے اسی حالت جنابت میں حاضر ہو گئے اسی باعث انہیں فرشتوں نے غسل دیا۔ (1)

آپؐ کے جنگ میں آنے کے بعد ان کی اہلیہ نے انہیں اپنے خاندان کے کئی افراد سے ذکر کر دیا تھا کہ حظلہ جنگ پر چلے گئے ہیں انہیں غسل جنابت کی ضرورت تھی یہ بات اس لئے بتا دی کہ کل کو بچہ کی پیدائش کی صورت میں کوئی الزام نہ لگا دے۔ سیدنا حظلہؓ کی اہلیہ نے فرمایا تھا کہ میں نے دیکھا ہے آسمان کھل گیا ہے اور حظلہؓ اس میں داخل ہو گئے ہیں اور پھر آسمان کا دروازہ بند ہو گیا میں سمجھ گئی حظلہؓ شہید ہو جائیں گئے۔ اللہ نے حضرت حظلہؓ کے ہاں بیٹا پیدا فرمایا جس کا نام عبد اللہ رکھا گیا جب اہل مدینہ نے یزید کے خلاف تحریک شروع کی تو یہی عبد اللہ بن حظلہؓ اہل مدینہ کے لشکر کے قائد تھے۔ (2)

فرشتوں کے غسل دینے کے باعث ہی انہیں غسیل الملئکہ کا لقب دیا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا طلحہ ایک نظر میں

☆ جب حضور ﷺ کا سر اقدس زخمی ہوا حضرت علیؓ نے ہاتھ پکڑا سیدنا طلحہؓ نے کمر مبارک کو سہارا دیا سیدہ فاطمہؓ نے خون دھویا کمزوری کے باعث پہاڑی پر نہ چڑھ سکے تو حضرت طلحہؓ نے اپنے کندھے پیش کئے حضور ﷺ نے ان کندھوں پر قدم رکھے اور اوپر چڑھ گئے۔

(1) السہیلی، الروض، 258/3، ص

(2) الشامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، 213/4، ص

- ☆ ان کی عقیدت کو دیکھ کر آپ نے فرمایا
اوجب طلحه (1)
طلحہ نے اپنے اوپر جنت لازم کر لی۔
- ☆ قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں حضرت طلحہ کا وہ ہاتھ جو حضور ﷺ کیلئے دفاع کرتا رہا اس پر
۳۹ زخم لگے مگر پیچھے نہیں ہٹے تھے۔ (2)
- ☆ سیدنا صدیق اکبرؓ نے غزوہ احد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا
کان ذالك اليوم كله لطلحه (3)
یہ سارا دن تو طلحہ ہی کا تھا۔
- ☆ سیدہ عائشہؓ فرماتی ہیں ہم نے احد کے دن سیدنا طلحہؓ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم دیکھے
تھے۔ (4)
- ☆ حضرت انسؓ فرماتے ہیں طلحہ حضور ﷺ کو اپنی ڈھال سے چھپا لیتے تھے آپ نے اس دن
لڑتے لڑتے دو کمائیں توڑ ڈالیں۔ (5)
- ☆ حضور ﷺ محاذ جنگ کا مشاہدہ کرنے کے لئے سر اٹھاتے تو یہ عرض کرتے حضور ﷺ سر نیچے
فرمالیں مبادا تیر لگ جائے گا۔ (6)
- وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الترمذی، سنن الترمذی، مناقب طلحہ بن عبید اللہ، الرقم 3671، ص 201/12

امام احمد، مسند احمد، مسند زبیر بن عوام، الرقم 1343، ص 352/3

(2) البخاری، صحیح البخاری، ذکر طلحہ بن عبید اللہ، الرقم 3445، ص 62/12

امام احمد، مسند احمد، مسند طلحہ بن عبید، الرقم 1313، ص 321/3

ابن ماجہ، السنن، فضل طلحہ بن عبید اللہ، الرقم 125، ص 143/1

(3) ابن حجر، فتح الباری، اذہمت طائفتان، ص 393/1

(4) الشامی، سبیل الہدیٰ والرشاد، ص 200/4

(5) البخاری، صحیح البخاری، اذہمت طائفتان، الرقم 3757، ص 458/12

(6) البخاری، صحیح البخاری، اذہمت طائفتان، الرقم 3757، ص 458/12

جنتی باپ بیٹا

احمد شریف میں صحابہ کی جانثاری کے اہم واقعات میں حضرت ابوسعید خدریؓ کا واقعہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور میں غزوہ بدر سے محروم رہ گیا تھا کہ قرعہ میں میرے بیٹے کا نام نکل آیا تھا۔ وہ شریک ہوا اور شہادت سے سرفراز ہوا۔ کل میں نے اپنے بیٹے کو خواب میں دیکھا ہے۔ وہ جنت کی سیر کر رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا

الحق بنا ترا فتنافی الجنة وقد وجدت ما وعدني ربي حقاً (1)

ابا جان آپ بھی آجائیں۔ ہم دونوں جنت میں اکٹھے رہیں گے میں نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے۔

حضور اُس خواب کے بعد میں بے چین ہوں۔ چاہتا ہوں جنتی جلدی ہو سکے بیٹے سے جنت میں جا ملوں۔ حضور دعا فرمائیں مجھے شہادت نصیب ہو اور جنت میں بیٹے کا ساتھ نصیب ہو۔ حضور نے دعا فرمائی آپ جنگ میں بڑی جانثاری سے لڑے اور شہید ہوئے اور باپ بیٹا جنت میں ساتھی بن گئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

انوکھی دعا

سیدنا عبداللہ بن جحش بھی اسی جنگ میں اسلام کے کام آئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں۔ احد کے دن عبداللہ بن جحش نے مجھے کہا ذرا بات سنو آج میں دعا کرتا ہوں۔ آپ اس پر آمین کہتے جائیں۔ پھر آپ دعا مانگیں میں آمین کہتا جاؤں گا۔ یہ وقت قبولیت کا ہے۔ دعائیں قبول ہوں گی۔ سیدنا سعد فرماتے ہیں پہلے میں نے دعا مانگی جس پر حضرت عبداللہ بن جحش نے آمین کہی۔ میری دعا یہ تھی۔ یا اللہ کبھی دشمن کے مقابلہ میں مجھے قوت دینا غلبہ سے نوازا میں اس سے خوب جنگ

(1) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 180/3

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 219/4

کروں۔ اسے قتل کر کے اس کے ساز و سامان پر قبضہ کروں۔ میری دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش آمین کرتے رہے۔ پھر عبداللہ بن جحش نے یہ حیران کن اور انوکھی دعا کی۔ یا اللہ میرے مقابلہ میں طاقتور کا فر بھیج جو جنگ لڑنے کا ماہر ہو اور پھر میں اس سے خوب لڑوں۔ آخر وہ مجھے قتل کر دے اور میری ناک کاٹ دے میرے کان کاٹ دے۔ مجھے مثلہ بنا دے۔ قیامت کے دن میں اسی حالت میں بارگاہ قدوس میں حاضر ہوں۔ تو میرا رب قدوس مجھ سے پوچھے

فیما جزع الفلک واذنک یا عبدی -

میرے بندے تیری ناک تیرے کان کس جرم میں کاٹے گئے تو عرض کروں۔

فیک وفی رسولک۔ (1)

تیری محبت میں تیرے محبوب کے عشق میں

تو میرا خدا فرمائے تو نے سچ کہا۔ حضرت سعد فرماتے ہیں۔ ہماری دعاؤں کے بعد وہی کچھ ہوا جو کچھ ہم نے مانگا تھا۔ حضرت سعد فرماتے ہیں عبداللہ بن جحش کی دعا مجھ سے کہیں زیادہ بہتر تھی۔ حضرت عبداللہ اور سیدنا حمزہ کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

سیدنا عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور ﷺ سے عرض کی حضور تلوار بے کار ہو گئی ہے۔ کیا کروں آپ نے کھجور کی ایک چھڑی تھادی۔ چھڑی دشمنوں کو ڈھیر کرتی رہی اور اپنے جوہر دکھاتی رہی۔ انکی شہادت کے بعد یہ چھڑی جس نے تلوار کا کام کیا آپ کی نسل میں بطور تبرک منتقل ہوتی رہی۔ خلیفہ معتمد بن ہارون نے اس تلوار کو دو سو 200 دینار میں خریدا۔ میدان بدر میں بھی ایک ایسا ہی واقعہ پیش آیا تھا۔ حضرت عکاشہؓ کی تلوار ٹوٹ گئی تھی انہیں بھی ایسی ہی ایک تلوار بخشی تھی۔ حضرت عکاشہؓ کی تلوار کا نام ”العون“ مشہور ہوا۔ حضرت عبداللہ کی تلوار کا نام ”الرجون“ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 219/4

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 427/1

خدا کی ہمکلامی کا شرف

سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ بھی اسی مقدس غزوہ میں شہید ہوئے۔ ان کی لاش کو مشلہ بنایا گیا۔ اسی حالت میں حضور ﷺ کے سامنے لاش رکھی گئی۔ آپ پر ان کی حالت کا اس طرح گہرا اثر ہوا کہ پیارا اور محبت کے آنسو جاری ہیں۔ بہن فاطمہؓ نے چہرہ دیکھنے کی اجازت چاہی تو حضورؐ نے اجازت نہ دی۔ غالباً اس لئے کہ چہرہ مسخ کر دیا گیا تھا۔ حضورؐ نے آپ کی بہن فاطمہؓ کو صبر کی تلقین کی اور فرمایا فاطمہؓ تیرے بھائی پر فرشتے سایہ کر رہے ہیں۔ (1)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے صاحبزادے حضرت جابرؓ نے حضورؐ سے عرض کی حضور میرے والد شہید ہو گئے ہیں۔ مجھ پر قرض کا بوجھ کافی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا جابر میں تجھے تیرے باپ کی خوشخبری نہ سناؤں۔ عرض کی فرمائیں۔ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی کے ساتھ بے پردہ بات نہیں کی۔ تیرے باپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فرمایا پھر بے پردہ کلام کیا اور پوچھا میرے بندے تیری کوئی خواہش ہے۔ تیرے باپ نے کہا یا اللہ مجھے پھر دنیا میں بھیج دے۔ پھر لڑوں اور پھر مارا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا کہ مقرر ہو چکا ہے۔ مرنے کے بعد پھر دوبارہ واپسی نہیں۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عمر بن جموح کی شہادت

حضرت عمر بن جموحؓ بھی اسی غزوہ احد میں اسلام کے کام آئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ ان کے پاؤں میں لنگڑاہٹ تھی۔ بیٹوں سے کہا میں بھی احد میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ بیٹوں نے کہا آپ معذور ہیں آرام کریں۔ معذوروں پر جہاد نہیں۔ بچوں کی اس بات پر مطمئن نہ ہوئے اور دربار رسالت میں حاضر ہو کر عرض کی حضور مجھے میرے بچے جہاد میں شامل نہیں ہونے دیئے اور پھر ساتھ یہ

(1) البخاری، صحیح البخاری، الدخول علی المیت بعد الموت، الرقم 1167، ص 465/4

امام مسلم، صحیح مسلم، فضائل عبد اللہ بن عمر، الرقم 4518، ص 12/249

امام احمد، مسند احمد، مسند جابر بن عبد اللہ، الرقم 13672، ص 28/221

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 4/251

قسم بھی اٹھادی اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں میں اسی لنگڑا ہٹ کیساتھ جنت میں جاؤں گا۔ الفاظ یہ ہیں

والله انى لامرجوان ابطاء بعرجتى هذه فى الجنة (1)

حضورؐ نے فرمایا! تم معذور ہو تم پر جہاد نہیں۔ بچوں سے فرمایا! تم نہ روکو ہو سکتا ہے انہیں شہادت نصیب ہو۔

ان کی شہادت کے بعد ورثاء نے کوشش کی انہیں مدینہ منورہ میں دفن کیا جائے۔ مگر اونٹنی نہ چلتی تھی۔ یہ ماجرا حضور ﷺ سے عرض کیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا! گھر سے آتے انہوں نے کوئی بات کہی تھی۔ عرض کی گئی یہ کہا تھا۔

اللهم لا تردنى الى اهلى۔

اللہ مجھے واپس گھر نہ لانا۔

حضور ﷺ نے فرمایا!

لقد مرأيت بطاء عرجة فى الجنة۔ (2)

میں نے اسے لنگ کے ساتھ جنت میں دیکھا ہے۔

عبداللہ بن عمرؓ اور عمر بن جموحؓ دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سعد بن ربیع کی وصیت

حضرت سعد بن ربیعؓ بھی اسی مقدس غزوہ احد میں کام آئے۔ حضورؐ نے فرمایا! ربیع کا پتا کرو

اس کا کیا حال ہے۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے پتا کیا وہ زخموں سے چور پڑے تھے۔ ان کے جسم پر ستر

زخم تھے۔ حضرت زیدؓ نے انہیں حضورؐ کا سلام پہنچایا اور حال پوچھا۔ آپؐ نے جواب میں حضورؐ کو سلام کہلا

بھیجا فرمایا! حضورؐ سے عرض کرنا میں جنت کی مہک پار ہا ہوں۔ پھر فرمایا! میری قوم سے بھی میرا پیغام

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 276/3

ابو محمد، سیرقاہین هشام، ص 90/2

(2) الشامی، سبل الہدی والرشد، ص 214/4

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 423/1

دینا اگر تمہارے ہوتے ہوئے حضور کی کوئی تکلیف پہنچی تو اللہ تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نعرہ بازی

اس غزوہ شریف میں جانین کی طرف سے نعرہ بازی بھی ہوئی جو اس طرح تھی۔
ابوسفیان نے کہا

اعل ہبل اعل ہبل۔

اے ہبل تو بلند ہوا اے ہبل تو بلند ہو

(ہبل بت کا نام ہے)۔

عمر فاروقؓ نے فرمایا:

اللہ اعلیٰ واجل۔

اللہ ہی بلند و بالا ہے۔

ابوسفیانؓ نے کہا:

ان لنا عزی ولا عزی لکم

ہمارے پاس عزہ ہے تمہارے پاس عزہ نہیں۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

اللہ مولانا ولا مولیٰ لکم۔

اللہ ہمارا والی ہے مولیٰ ہے تمہارا والی نہیں۔

ابوسفیانؓ نے کہا

:یوم بیوم بدس والحرب سجال۔

یہ دن بدر کا جواب ہے جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی کسی کے پاس کبھی کسی کے پاس۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

لا سواء قتلانا في الجنة وقتلاكم في النار۔ (1)

ہم تم برابر نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہیں تمہارے دوزخ میں۔

ابوسفیانؓ نے کہا:

يا عمرؓ قتلنا محمداً ﷺ۔

اے عمرؓ ہم نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا

اس جھوٹی خبر نے صحابہ کو پریشان کیا۔ اتفاق سے حضرت کعبؓ نے حضور ﷺ کو دیکھ

لیا اور خوشخبری سنائی۔ حضور ﷺ اپنی زرہ حضرت کعبؓ کو دی اور ان کی زرہ خود پہن لی۔

فاروق اعظمؓ نے فرمایا:

اللهم لا وانه يسمع كلامك۔ (2)

خدا کی قسم ہرگز نہیں وہ تو تیری باتیں سن رہے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سعد بن وقاصؓ کا شرف

اسی جنگ میں سیدنا سعد بن وقاصؓ کو ایک بہت بڑے شرف سے نوازا گیا۔ ایک موقع پر

آپ نے اپنے تمام تیر حضرت سعد بن وقاصؓ کے سپرد کر دیے اور فرمایا!

امرہ فداک ابی وامی۔ (3)

اے سعد میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں تیر اندازی کرو۔

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن مسعود، الرقم 4182، ص 217/19

ابی شیبہ، المصنف، ص 492/8

الطبرانی، المعجم الكبير، ب 3، ص 174/9

(2) ابو محمد، سیرة ابن ہشام، ص 93/2

ابن کثیر، السیرة النبویة، ص 75/3

(3) البخاری، صحيح البخاری، اذہمت طائفتان منکم، الرقم 3749، ص 450/12

البیہقی، دلائل النبوة، امرہ فداک امی وابی، الرقم 1092، ص 257/3

سیدنا علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں۔ سعد بن وقاصؓ کے بغیر حضورؐ نے کسی کو یہ الفاظ نہیں فرمائے
سیدنا سعدؓ تیر اندازی میں زبردست ماہر تھے۔ احد شریف کے دن آپؐ نے ایک ہزار تیر چلائے۔ (1)
مقدس کمان جس سے تیر پھینکتے رہے۔ 1979ء تک سیدنا ابوالوہبؓ کے مکان میں بطور
تبرک محفوظ رہی اور عوام و خواص زیارت سے سکون قلبی حاصل کرتے رہے۔ مجھے بھی زیارت نصیب
ہوئی۔ جب 1980ء میں حاضر ہوا تو محروم لوٹا۔ یہ مکان گرا دیا گیا تھا۔ تبرکات اٹھائے گئے تھے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا قتادہؓ کی آنکھ

اسی جنگ کے موقع پر حضورؐ کے ایک جاں باز صحابی سیدنا قتادہ بن نمانؓ کی آنکھ پر تیر لگا
اور آنکھ لٹک گئی۔ یہ واقعہ حضورؐ کی حفاظت کرتے پیش آیا۔ حضورؐ پر جتنے تیر آتے آپؐ اپنے
سینے پر لیتے۔ سیدنا قتادہؓ اس لٹکتی ہوئی آنکھ کو لیکر بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے۔ حضورؐ اس
دردناک منظر کو دیکھ کر آبدیدہ ہو گئے اور دعا فرمائی اے اللہ جس طرح قتادہؓ نے تیرے نبیؐ کی
حفاظت کی ہے۔ اسی طرح تو قتادہؓ کے چہرے کی حفاظت فرما اور اس آنکھ کو دوسری آنکھ سے بھی زیادہ
خوبصورت بنا دے۔ دعا کیساتھ ہی اس لٹکتے ڈیلے کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ آنکھ پہلے سے زیادہ روشن
ہو گئی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایک خاتون کا عشق رسول (ﷺ)

جہاں مردوں نے جانثاری اور عشق رسول (ﷺ) کے ان مٹ واقعات ثبت کئے ہیں۔
وہاں خواتین کی جانثاری کا مظاہرہ بھی حیران کن ہے۔ غزوہ احد شریف ختم ہونے پر صحابہ واپس لوٹے تو

(1) البخاری، صحیح البخاری، قول الرجل فداک امی، ابی، الرقم 5716، ص 166/19

امام مسلم، صحیح مسلم، فضل سعد بن ابی وقاص، الرقم 4429، ص 139/12

الترمذی، السنن، مناقب سعد بن ابی وقاص، الرقم 3686، ص 219/12

(2) الشامی، سبل الہدی والرشاد، ص 17/10

السہیلی، الروض الانف، ص 271/3

لوگ اپنے اپنے اقربا کو دیکھنے مدینہ منورہ سے باہر آ گئے۔ سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں ایک بوڑھی خاتون بھی مدینہ منورہ سے باہر آ گئیں۔ ان کے شوہر یا باپ شہید ہو گئے تھے۔ صحابہ نے ان سے ازراہ ہمدردی کہا اللہ کو ایسے ہی منظور تھا تو فوراً بولیں۔ پہلے یہ بتاؤ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ ان کی زیارت کراؤ تاکہ دل مطمئن ہو۔ اتنے میں محبوب پاک ﷺ بھی تشریف لے آئے صحابہ نے شوق سے کہا بی بی وہ دیکھو محبوب ﷺ آ گئے۔ خاتون نے بے تابانہ زیارت کے ساتھ ہی یہ کلمات کہے

کل مصیبة بعدك جلل۔ (1)

انکی زیارت کے بعد کوئی غم نہیں رہ گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

صحابیات کا کردار

اس معرکہ میں جہاں صحابہ نے جانبازی کی مثالیں قائم کیں۔ خواتین بھی شانہ بشانہ کام کرتی رہیں۔ سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ احد کے دن میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور اپنی والدہ ام سلیمہؓ کو دیکھا وہ مشکیزہ میں پانی بھر کر لاتی تھیں اور پیاسوں کو پلاتی تھیں۔ (2)

سیدنا ابوسعید خدریؓ کی والدہ ام سلیمہ بھی کام میں مصروف رہیں۔ ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ وہ غزوات میں زخموں کی مرہم پٹی کی خدمات سرانجام دیتی تھیں۔ (3)

ام عمارہؓ نے جب ابن قمیہ کو دیکھا کہ وہ حضور ﷺ پر حملہ کی جرأت کر رہا تھا تو آگے بڑھ کر ڈھال بن گئیں۔ خواتین پر جہاد فرض نہ ہونے کے باوجود خواتین نے غزوہ احد میں جانبازی کی مثالیں قائم کیں۔ (4)

(1) السہیلی، الروض، ص 285/3

ابوالفتح، عیون الآثار، ص 430/1

(2) البخاری، صحیح البخاری، غزوۃ النساء، الرجال، الرقم 2667، ص 500/9

امام مسلم، صحیح مسلم، غزوۃ النساء، الرجال، الرقم 3376، ص 310/9

(3) الشامی، سبل الہدی والرشاد، ص 220/4

(4) الشامی، سبل الہدی والرشاد، ص 201/4

سیدہ عائشہؓ نے ایک موقع پر عرض کی حضور ﷺ جہاد افضل عبادت ہے خواتین بھی شامل ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا! خواتین کا جہاد حج مبرور ہے۔ حضور ﷺ سے عرض کی گئی
علی النساء جہاد۔
کیا عورتوں پر جہاد ہے۔

فرمایا! ہاں

لا قتال فیہ الحج والعمرة۔ (1)

ایسا جہاد جس میں قتال نہیں۔ وہ حج اور عمرہ ہے۔

میدانِ احد میں خواتین کی حاضری اس جنگ کی شدت اور اسلام پر شدید حملے کی دلیل ہے۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ ایسے حالات میں خواتین بھی پیچھے نہ رہیں۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شہداء احد کے اسماء گرامی

اس مقدس غزوہٴ احد میں ۷۰ ستر جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔
بعض کے اسماء گرامی یہ ہیں۔ سیدنا حمزہ بن عبدالمطلبؓ، عمر بن ثابتؓ، سعد بن ربیعؓ، مصعب بن عمیرؓ،
عبداللہ بن عمرؓ، سعد بن ربیعؓ، عبداللہ ابن جحشؓ، عبداللہ ابن عمرؓ، نعمان بن مالکؓ، سہیل بن قیسؓ، خارجہ
بن یزیدؓ، حضرت خیمہؓ، عمر بن جموحؓ، (2)

بے سرو سامانی کا عالم تھا۔ ایک چادر میں دو کوفن ایک قبر میں دو کوفن کیا جاتا تھا۔ جس کے
متعلق یہ معلوم ہوتا یہ حافظ قرآن یا قرآن اس کو زیادہ یاد ہے۔ اسے پہلے لحد میں اتارا جاتا انہیں غسل
دیے بغیر دفن کیا گیا ہر ایک کو قبر میں رکھتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا!

انا شہید علی ہولاء یوم القیمۃ۔ (3)

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند السابق، الرقم 24158، ص 315/51

ابن ماجہ، السنن، الحج جہاد النساء الرقم 2892، ص 451/8

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 312/3

ابو محمد، سیر قابی ہشام، ص 126/2

(3) البخاری، صحیح البخاری، من يقدم فی اللحد، الرقم 1261، ص 130/5

قیامت کے دن میں ان کے حق میں گواہی دوں گا

سیدنا عبادہ بن ابی صالح فرماتے ہیں۔

ان رسول اللہ ﷺ کان یأتی قبور الشهداء بأحد علیٰ مراس کل حول

یقول سلام علیکم بہا صبر تم فعم عقبی الدامر۔ (1)

حضور شہداء احدی قبروں پر ہر سال تشریف لاتے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے

صبر کیا آخرت کا گھر اچھا گھر ہے۔

سیدنا (ابو جعفر) فرماتے ہیں۔

ان فاطمة بنت رسول اللہ ﷺ کانت تزور قبر حمزہؓ ثمہ و تصلحہ۔ (2)

سیدہ فاطمہ الزہرہؓ حضرت حمزہؓ کی قبر پر آتیں۔ اسکی مرمت کرتیں اور

درست کرتیں۔

اسی عنوان کو حاکم نے سیدنا علی المرتضیٰ سے اس طرح بیان کیا ہے۔

ان فاطمة کانت تزور قبر حمزہ کل جمعة تبکی و تصلی۔ (3)

سیدہ فاطمہ الزہرہؓ حضرت حمزہؓ کی قبر پر جمعہ کو آتیں۔ وہاں آنسو بہاتیں اور نماز

پڑھتیں

آپ کا یہ معمول آپ کے وصال تک رہا سیدہ فاطمہ الزہرہؓ کا سیدنا حمزہؓ کی قبر کے پاس نماز

پڑھنا بتاتا ہے۔ اہل اللہ کی قبور کے نزدیک نماز پڑھنا خیر و برکت کا باعث بنتا ہے۔ شہداء احدی کی

زیارت کا عمل جو حضور نے خود شروع فرمایا۔ خلفاء کرام نے بھی اسے جاری رکھا سیدنا امیر معاویہؓ جب

حج پر آتے تو آپ بھی حاضری دیتے۔ (4)

(1) البیہقی، دلائل النبوة، السلام علیکم بہا صبر تم، الرقم 1198، ص 370/3

عبد الرزاق، المصنف، الرقم 6716، ص 573/3

(2) السہودی، خلاصة الوفا بأخبار دمر مصطفیٰ ﷺ، ص 265/1

(3) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 6713، ص 572/3

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، تزور قبر عمہا، الرقم 1345، ص 424/3

(4) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 252/4

ابن کثیر، السیرة النبویہ، ص 89/3

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حیات شہداء

شہیدوں کی حیات اور انہیں مردہ نہ کہنے کا حکم قرآن مقدس میں اس طرح ہے۔
ولا تقولوا لمن يقتل فی سبیل اللہ اموات بل احياء ولكن لا تشعرون۔

(1)

اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ تمہیں شعور نہیں۔
دوسری جگہ پر ارشاد گرامی اس طرح ہے۔

لا تحسبن الذين قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً۔ (2)
خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ گمان بھی نہ کرو۔
سیدنا عبداللہ بن ابی مرثدہؓ فرماتے ہیں۔

☆

ان النبی ﷺ زامر قبور الشهداء بأحد فقال اللهم ان عبدك ونبیک
ليشهد ان هؤلاء شهداء اللهم من زامرهم اوسلم عليهم الى يوم
القيامة مردوا عليه۔ (3)

حضور ﷺ شہداء احد کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا اے اللہ تیرا بندہ تمرا نبی
گواہی دیتا ہے یہ شہید ہیں قیامت تک ہر سلام کہنے والے کو جواب دیتے رہیں
گے۔

☆ حضرت عفافؓ نے اپنی خالہ سے اس طرح روایت کی ہے۔

انہا زامت الشهداء فسلمت عليهم فسمعت مرد السلام وقالوا واللہ انا

(1) البقرة، 2: 154

(2) آل عمران، 3: 169

(3) البيهقي، دلائل النبوة، اللهم ان عبدك ونبيك، الرقم 1200، ص 372/3

الحاكم، المستدرک علی الصحيحین، اللهم ان عبدك ونبيك، الرقم 4288، ص 104/10

نعر فك كما يعرف بعضنا بعضاً۔ (1)

عفاؑ کہتے ہیں ان کی خالہ نے بتایا کہ وہ شہداء احد کی زیارت کو گئیں اور شہداء کو سلام کیا اور ان سے جواب سنا اور یہ بھی سنا اللہ کی قسم ہم تمہیں ایسے ہی پہچانتے ہیں۔ جیسے ایک دوسرے کو پہچانا جاتا ہے۔

☆

كانت فاطمة الخزاعية تقول مرأيتني وغابت الشمس بقبور الشهداء معي
اخت لي قفلت بها تسلم على قبر حمزة فوقفنا على قبره قلنا السلام
عليك يا عم رسول الله فسمعت كلاماً مرد علينا و عليكم السلام
ومرحمة الله وما قريباً احد من الناس۔ (2)

☆

زندگی روحانی اور جسمانی دونوں طرح کی ہے۔ (3)

ان الله تعالى يعطي بأمر واحد قوة الأجساد۔
اللہ تعالیٰ ان کے روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے۔

يتصرون اولياء هم ويد مرون اعداء هم۔ (4)

وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اپنے دشمنوں کو تباہ کرتے ہیں۔

اس بیسویں صدی کا واقعہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن جابر اور دوسرے شہداء کی قبروں تک دریائے دجلہ کا پانی آگیا انہیں دوسری جگہ منتقل کیا گیا تو لاشیں صحیح سالم تھیں۔ ۱۳ صدیاں گزرنے پر بھی خراب نہیں۔

شہداء جنگ احد کے ۴۶ سال بعد کسی وجہ سے بعض شہداء کی قبریں کھولی گئیں تو وہ شہداء تروتازہ اپنے کفنوں میں تھے۔ زخم پر ہاتھ رکھنے سے خون تازہ بہتا تھا۔ سیدنا معاویہؓ کے زمانہ میں نہر

(1) الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، اللہم ان عبدك و نبيك، الرقم 4288، ص 104/10

(2) البيهقي، دلائل النبوة، لقد مرأيتني وقد غابت الشمس، الرقم 1204، ص 376/3

(3) الألوسي، مروح المعاني في تفسير القرآن، ص 64/2

(4) ابوالحسنات پیر محمد کرم شاہ الاذہری، ضیاء القرآن في تفسير القرآن، ص 108/1، ضیاء

القرآن پبلیکیشنز، لاہور، (1995ء)

کھودی گئی اور شہداء کو قبروں سے باہر لایا گیا ان کے جسم تروتازہ تھے۔ حضرت امیر حمزہؓ کے پاؤں سے تروتازہ خون بہنے لگا۔ واقدی فاطمہؓ خراعیہ سے روایت کرتے ہیں فاطمہؓ اپنی بہن کے ساتھ شہداء احد کی قبروں پر گئیں۔ سورج غروب ہو چکا تھا میں نے بہن سے کہا آؤ حضرت حمزہؓ کے مزار پر سلام کر لیں ہم نے السلام علیکم کہا تو قبر سے جواب ملا علیکم السلام ورحمة اللہ اور ہمارے قریب کوئی نہ تھا۔ (1)

☆ عمر بن علیؓ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میرے والد گرامی مجھے جمعہ کے دن شہداء احد کی قبور کی زیارت کیلئے لے گئے وہاں پہنچ کر میرے والد گرامی نے بلند آواز سے کہا

‘سلام علیکم فعم عقبی الدار’

تم نے صبر کیا تم پر سلام ہو۔

تو جواب ملا

وعلیکم السلام یا ابا عبد اللہ (2)

اے ابو عبد اللہ تم پر سلام ہو۔

میرے والد نے مجھے کہا علیکم السلام تو نے مجھے کہا ہے۔ میں نے کہ نہیں پھر ایک مرتبہ میرے والد نے مجھے اپنے پاس کھڑا کر کے سلام کہا پھر بھی جواب ملا۔ اس پر میرے والد نے شکر ادا کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

جبل احد شریف

یہ پہاڑ شریف مدینہ منورہ کے مقدس پہاڑوں میں سے ایک ہے۔ چونکہ یہ غزوہ اسی کے دامن میں واقع ہوا۔ اسی لئے غزوہ احد مشہور ہوا۔ اس پہاڑ کے متعلق حضور کا ارشاد گرامی ہے۔

هذا جبل یحبنا نحبہ۔ (3)

یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے پیار کرتے ہیں۔

(1) البیہقی، دلائل النبوة، لقد مرایتنی وقد غابت الشمس، الرقم 1204، ص 376/3

(2) البیہقی، دلائل النبوة للبیہقی، السلام علیکم بہا صبر تم، الرقم 979، ص 122/3

(3) البخاری، صحیح البخاری، احد یحبنا ونحبہ، الرقم 3774، ص 485/12

الترمذی، السنن، فضل المدینہ، الرقم 3857، ص 430/12

امام مسلم، صحیح مسلم، احد جبل یحبنا ونحبہ، الرقم 2467، ص 149/7

- ☆ سیدنا ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں جب ہم خیبر سے واپس آئے تو حضور ﷺ نے احد کے متعلق یہی کلمات فرمائے اور احد ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم احد سے۔ (1)
- ☆ سیدنا انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا!
- فَإِذَا رَدْتُمْ بِهِ فِكْلُكُمْ مِنْ شَجَرَةٍ مِنْ عَصَاهِ (2)
- جب اس (پہاڑ) کے قریب سے گزرو تو اس کے پھلوں سے کچھ نہ کچھ کھاؤ۔
- اگرچہ کوئی عام گھاس ہی کیوں نہ ہو۔
- ☆ انس بن مالکؓ کی (اہلیہ) حضرت زینبؓ اپنے بچوں سے فرمایا کرتی تھیں۔ جب کبھی تم احد سے گزرو تو میرے لئے وہاں سے کچھ نہ کچھ ضرور لایا کرو۔ (3)
- ☆ یہ مقدس پہاڑ ہے۔ جس پر حضور ﷺ تشریف لائے سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ سیدنا عثمان غنیؓ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جو نبی محبوب ﷺ نے اس پر قدم رکھا تو وہ حرکت میں آیا۔ آپ نے فرمایا!

- اسکن یا احد فلیس علیک الانبی و صدیق وشہیدان۔ (4)
- ٹھہر جا تجھ پر نبی ہے صدیق ہے دو شہید ہیں۔ پہاڑ نے فوراً حکم مانا اور حرکت سے رک گیا۔
- ☆ اس مقدس پہاڑ پر سیدنا ہارون علیہ السلام کا مزار پرانوار بھی ہے۔ (5)
- مجھے 1966 میں اس جگہ کی زیارت نصیب ہوئی ان دنوں سخت پابندیاں نہ تھیں۔
- ابن نجار نے احد شریف پر ایک مسجد کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس میں حضورؐ نے نماز پڑھائی تھی۔

(1) البخاری، صحیح البخاری، فضل الخدمة فی الغزو، الرقم 2675، ص 14/10

امام مسلم، صحیح مسلم، احد یحبنا ونحبہ، الرقم 2466، ص 148/7

(2) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17172، ص 269/9

الطبرانی، المعجم الأوسط، اسمہ احمد، الرقم 1977، ص 437/4

(3) عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17172، ص 269/9

(4) البخاری، صحیح البخاری، مناقب عمر بن الخطاب، الرقم 3410، ص 19/12

ابو یعلیٰ، مسند ابو یعلیٰ، اثبت احد، الرقم 7352، ص 330/15

(5) السہودی، خلاصة الوفا بآخبار داسر مصطفی ﷺ، ص 71/1

احد شریف کے دامن میں ایک چھوٹی سی غار کی بھی زیارت ہوئی۔ جس کے اوپر والے پتھر میں انسانی سر کے برابر گول نشان ہے۔ ہمیں بتایا گیا جنگ احد کے دن حضور ﷺ یہاں آرام کیلئے بیٹھے تو سر مبارک کے اوپر کا پتھر نرم ہو گیا اور سر مبارک کا نشان پڑ گیا۔ (1)

اس مقدس جنگ سے مندرجہ ذیل دینی مسائل کا استنباط بھی کیا گیا ہے۔

☆ بوقت ضرورت ایک قبر میں دو تین شہدا کو دفن کیا جاسکتا ہے جیسا کہ اس جنگ میں ہوا۔ (2)
☆ میدان جنگ میں اپنی شہادت کی دعا مانگی جاسکتی ہے جیسے کہ عبداللہ بن جحش نے دعا کی تھی۔ (3)

☆ خواتین بھی بوقت ضرورت جہاد میں حصہ لے سکتی ہیں جیسے کہ اس غزوہ میں عملاً ہوا ہے۔ (4)

☆ نابالغ بچے جو مشکلات جنگ کو برداشت کر سکیں۔ وہ فوج میں لئے جاسکتے ہیں جیسے کہ اس جنگ میں عملاً ہوا ہے۔ (5)

☆ میدان جنگ کا انتخاب کرنا ارباب اقتدار کا کام ہے جیسے اس جنگ میں مدینہ منورہ سے باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ کیا گیا۔ (6)

☆ جنگ لڑنے کا فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی قسم کی کمزوری نہ دکھائی جائے ساز و سامان کے حالات کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔

☆ شہداء کو وہیں دفن کیا جائے جہاں پر ان کی شہادت واقع ہوئی۔ جیسے کہ اس مقدس غزوہ میں عملاً ہوا ہے۔ (7)

☆ جنگ کا اعلان ہو جانے کے بعد بغیر جنگ کئے اعلان واپس لینا اسلامی حمیت کے منافی

(1) السہودی، خلاصۃ الوفا بآخبار دمار مصطفی ﷺ، ص 246/1

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 219/4

(3) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 219/4

(4) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 201/4

(5) الطبری، تأریخ الطبری، ص 191/2

(6) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 185/4

(7) البخاری، صحیح البخاری، من يقدم في الحدة، الرقم 1261، ص 130/5

ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

چند حکمتیں

اللہ رب العزت جل مجدہ نے غزوہ احد شریف کے سلسلہ میں ساٹھ آیات نازل فرمائیں بعض آیات میں غزوہ احد میں مسلمانوں کی شکست کی حکمتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

- ☆ یہ بھی حکمت تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا حکم نہ ماننے اور ہمت ہارنے کا انجام کیا ہوتا ہے۔
- ☆ یہ بھی حکمت تھی کہ شہادت کے مشتاق محبوبین کو شہادت کی نعمت عظمیٰ سے نوازا جائے۔
- ☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مخلص و غیر مخلص کچے اور پکے جھوٹے اور سچے کا امتیاز ہو جائے۔
- ☆ یہ بھی حکمت تھی کہ اس شکست سے مجاہدین کو غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرنے کا موقع دیا جائے اور دشمن کو مٹایا جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ لوگوں کو سنت الہیہ کا پتہ چل جائے کہ وہ دنوں کو لوگوں کے اندر پھیرتا رہتا ہے کبھی کسی کے مفاد میں کبھی کسی کے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ احد میں شکست کھا کر شکستہ دل ہو کر بارگاہ قدس میں آہ وزاری کے ساتھ رجوع کریں تاکہ بارگاہ قدس سے سر بلندی نصیب ہو۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ اگر ہمیشہ دوستوں کو ہی فتح ملتی رہے تو خطرہ ہے۔ وہ کبھی کبر و غرور کا شکار نہ ہو جائیں۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ بلند مقامات حاصل کرنے کیلئے ریاضت و مجاہدہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بغیر ریاضت و محنت کے حصول درجات کا تصور باندھ لینا مناسب نہیں۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مسلمانوں کے دل مال غنیمت کے خیال سے پاک صاف ہو جائیں کہ 50 تیر اندازوں نے اسی خیال میں درہ چھوڑا تھا۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ فتح کو شکست سے بدل دیا کہ آئندہ سے صحابہ کے دل میں دنیا کے فوت (1)

ہو جانے کا کوئی غم نہ ہوتا کہ دنیا کا ہونا اور نہ ہونا ان کی نظروں میں برابر ہو جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ مسلمانوں تم حضور کے قتل کی جھوٹی خبر سن کر پریشان ہو گئے اور تمہارے قدم ڈمگ گئے۔ آئندہ آپ کے وصال کے بعد ایسا نہ ہو ثابت قدمی، ہمت، استقامت سے بعد میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیتے رہنا۔

☆ احد کی اس ہزیمت کے بعد بھی صحابہ کرامؓ نے اپنے رب قدوس پر بھروسہ توکل قائم رکھا۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمائی۔

فَمَا وَهَنُوا مِمَّا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ۔ (1)

انہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مشکلات آئیں نہ تو وہ ان سے کمزور ہوئے نہ سست ہوئے۔

یہ بھی حکمت تھی کہ انہیں صبر و استقامت کے بلند مقام پر فائز کیا جائے۔

☆ یہ بھی حکمت تھی کہ درہ چھوڑنے کی لغزش سرزد ہو جانے کے بعد صحابہ کرام کو معافی نامہ کا اعزاز بھی دینا تھا۔ ارشاد فرمایا!

لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ (2)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری یہ لغزش معاف فرمادی اور اللہ تعالیٰ ایمانداروں پر بڑا ہی فضل والا ہے۔

☆ اس ہزیمت کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں نیا جوش و ولولہ نیا جذبہ موجزن ہوا اور وصال کے بعد بڑے بڑے طوفانوں سے ٹکرا گئے اور کامیاب ہوئے منکرین زکوٰۃ مرتدین اور جھوٹے مدعیان نبوت کے فتنے بہت ہی جلد اپنی موت مر گئے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد قبیلہ ہمدان مرتد ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن مالکؓ نے قبیلہ کے افراد کو جمع کر کے ایک زبردست خطبہ دیا جس کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(1) ال عمران، 3: 146

(2) ال عمران، 3: 152

لعمری لئن مات النبی محمداً قیامات یا ابن القیل رب محمد
قسم ہے میری زندگی کی اگر حضور ﷺ وفات پا گئے تو آپ کا پروردگار زندہ ہے
دعائے الیہ ربہ فاجابہ فیماخیر غور ملی فیماخیر ونجد (1)
ان کے رب نے انہیں اپنے پاس بلانے کی دعوت دی آپ نے اپنے
رب کی دعوت کو قبول کر لیا۔

حضور ﷺ (غور و نجد) بلندی و پستی کے رہنے والوں میں سب سے افضل و بہتر تھے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ و صحبہ بعدد خلقہ

صحابہ دشمنی کا جواب

جنگ احد کے سلسلہ میں بعض وہ لوگ جنہیں صحابہ کرام سے دلی عداوت ہے وہ صحابہ کرام پر
فرار، بزدلی کا الزام لگا کر اپنا جی ٹھنڈا کر لیتے ہیں۔ کاش وہ حقیقت پسندانہ نظروں سے اس معرکہ کا
مطالعہ کرتے اور صحابہ کرام کی جانبازیوں کو دیکھتے تو ایسا گھٹیا اعتراض کبھی نہ کرتے یہ ساری بے اصل
کوششیں سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ کو بدنام کرنے کیلئے ہیں۔ (معاذ اللہ) حقیقت پسند لوگوں
کیلئے یہ عبارت کافی ہے۔

و ثبت معہ خمسة عشر رجلاً سبعة من المهاجرين هم ابو بکر و عمر
عبدالرحمان و علی ابن ابی طالب رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ (2)
اس تحریر سے صاف واضح ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیقؓ سیدنا عمرؓ سیدنا علی المرتضیٰؓ اپنے باقی ۱۲
ساتھیوں سمیت حضور ﷺ سے کبھی ایک لمحہ کیلئے بھی الگ نہیں ہوئے اور ثابت قدم رہے۔
و ثبت رسول اللہ ﷺ ما یزول یرمی عن قومہ و ثبت معہ عصابة من
اصحابہ سبعة من المهاجرين فیہم ابو بکر الصديق۔ (3)

(1) ابن حجر، الإصابة فی معرفة الصحابة، ص 168/2

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 292/12

(2) الواقدی، المغازی، ص 240/1

(3) ابوالفتح، عیون الآثار، ص 417/1

حضور ﷺ اپنی جگہ پر ثابت قدم رہے اور دشمن پر تیر اندازی فرماتے رہے صحابہ کا ایک گروہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ وابستہ رہا جن میں سات افراد مہاجرین سے تھے ان میں سیدنا ابوبکر صدیق شامل تھے۔

☆

حافظوا علی رسول اللہ ﷺ والتفوا حوله و ہم ابوبکر و عمر و علی و ابودجانہ و غیر ہم۔ (1)

صحابہ نے شدید سنگین حالات میں حضور ﷺ کی حفاظت کی اور آپ کے گرد گھیرائے رکھا۔ وہ ابوبکرؓ تھے وہ عمرؓ تھے وہ علیؓ تھے وہ ابودجانہؓ تھے۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

سیدنا صدیق اکبرؓ سیدنا عمر فاروقؓ پر زبان کھولنے والوں کیلئے یہ عبارت کافی ہے۔ ومن حوله ابوبکر و عمر و علی بن ابی طالب و زبیر ابن العوام و مرہط

غیر ہم۔ (2)

حضور ﷺ کے گرد حفاظت کرنے والے ابوبکرؓ علیؓ زبیر بن عوام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کچھ دوسرے افراد تھے۔ جب خالد بن ولیدؓ نے حملہ کیا تو سیدنا عمر فاروقؓ اور ان کے ساتھیوں نے اس وقت انہیں پسپا ہونے پر مجبور کر دیا۔

☆

ونہضو معہ نحو الشعب فہیم ابوبکر و عمر و علی ابن ابی طالب و غیر ہم (3)

حضور ﷺ کے ساتھ جانے والے ابوبکرؓ عمرؓ علیؓ زبیر حارثؓ تھے۔ یہ عبارت بھی ہمارے موقف کی دلیل ہے۔

نہض معہم نحو الشعب معہ ابوبکر و عمر و علی و طلحہ و زبیر و

(1) الواقدي، المغازی، ص 240/1

(2) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 417/1

(3) ابو محمد، سیرقاہین ہشام، ص 83/2

السہیلی، الروض الانف، ص 268/3

غیر ہم۔ (1)

حضور ﷺ کے ساتھ شعیب کی طرف سے جانے والوں میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ وغیرہم تھے۔

ان میں جو ناموس مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ اسلام کی بقاء کیلئے کام آئے وہ شہید کہلائے۔ قوم اور وطن کیلئے لڑنے والا شہید نہیں۔ کتنے ہی جو ہر کیوں نہ دکھائے۔ جیسے قزمان نامی ایک شخص کا ذکر موجود ہے۔ یہ بے پناہ صلاحیتوں کے ساتھ لڑا اور آٹھ مشرکین کو قتل کیا۔ صحابہ نے اسے اس کی ہمت محنت، جانبازی پر مبارکبادی سے کہا!

والله ان قاتلت الا عن قومی۔ (2)

اللہ کی قسم میں اللہ اور رسول ﷺ کیلئے قتال نہیں کیا بلکہ صرف قوم کی وجہ سے۔
اسے شدید زخم لگے اور برداشت نہ کر سکا تو خودکشی کر لی ایسا شخص شہید قوم تو کہلاتا ہے۔ مگر شہید اسلام نہیں۔ شہید وہ ہے جو اسلام کی سر بلندی کیلئے جہاد کرے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت سیدۃ حفصہؓ کا نکاح

اسی سن ۳ ہجری میں سیدۃ حفصہؓ کو شرف ملا کہ آپ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں اور ام المؤمنین بنیں۔ اس سے قبل آپ حضرت خنیسؓ بن حذافہ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت خنیسؓ کو یہ شرف حاصل تھا کہ آپ اولین صحابہ میں شامل تھے۔ حضرت خنیسؓ جنگ بدر میں بھی شریک ہوئے۔ اس طرح بدری صحابہ میں بھی آپ کا نام شامل ہے۔ غزوہ احد شریف میں شامل ہوئے شدید زخمی ہوئے۔ مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ ان کی وفات سے سیدۃ حفصہؓ بیوہ ہو گئیں۔ جوانی کے عالم میں کسی خاتون کا بیوہ ہونا والدین کیلئے خصوصاً عظیم صدمہ ہے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے کچھ مہینے یہ دکھ برداشت کیا۔ اور صبر

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 420/1

ابو محمد، سیر قباہین هشام، ص 83/2

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 381/2

ابو محمد، سیر قباہین هشام، ص 524/1

سے کام لیا۔ اور خیال پیدا ہوا کہ اٹھارہ برس کی عمر میں بیوہ ہونے والی بیٹی کا کسی موزوں جگہ نکاح کر دیا جائے۔ فاروق اعظمؓ نے سیدنا ابوبکر سے عرض کی میں آپ کو اپنی بیٹی حفصہؓ کا رشتہ پیش کرتا ہوں۔ اگر آپ قبول کر لیں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔ کہ میری بیٹی اتنے عظیم شخص کے نکاح میں ہوگی۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے فاروق اعظمؓ کے جواب میں مکمل خاموشی اختیار کی۔ پھر آپ نے سیدنا عثمانؓ سے بھی پیشکش کی۔ حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ کا وصال ہو چکا تھا۔ سیدنا عثمانؓ غنی نے بھی معذرت کر لی۔ شدید پریشانی ہوئی کہ دو دوستوں نے درخواست قبول نہ کی۔ پھر آپ ان دونوں دوستوں کی شکایت لیکر دربار نبی ﷺ میں حاضر ہوئے اور عرض کی حضور ﷺ (حفصہؓ جیسی پارسا پرہیزگار خاتون کا رشتہ نہ ہونے سے پریشانی ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے جانثار صحابی عمر فاروقؓ کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر فرمایا حفصہؓ سے وہ شادی کرے گا جو عثمانؓ سے بہتر ہوگا۔ اور عثمانؓ اس سے شادی کرے گا جو حفصہؓ سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (1)

یہ سن کر فاروق اعظمؓ و فرجیت میں اٹھے کہ یہ خبر اپنی پریشان حال بچی اور اپنے دوستوں کو سنائیں۔ سب سے پہلے آپ کی ملاقات سیدنا صدیق اکبرؓ سے ہوئی۔ صدیق اکبرؓ نے اس حسین و جمیل اطلاع پر مبارک دی اور فرمایا!

الاتجد علیٰ عمر فان رسول الله ﷺ ذکر حفصة فلم اکن لافشی سر

رسول الله ﷺ۔ ولو تر کہا ترو جنتہا۔ (2)

اے عمر ناراضگی نہ کرنا حضور ﷺ نے آپ کی بچی کا ایک موقعہ پر ذکر فرمایا تھا میں آپ کے اس راز کو افشا نہیں کر سکتا تھا۔ اگر حضورؓ نکاح نہ فرماتے تو میں ضرور کرتا

سیدہ حفصہؓ اٹھ برس تک حضور ﷺ کی زوجیت میں رہی۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ نے اس حجرہ میں زندگی بسر کی۔ آپ کی عمر ساٹھ سال تھی۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہؓ

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 184/11

(2) البخاری، صحیح البخاری، شہود الملئکۃ بدماء الرقم 3704، ص 399/12

البیہقی، دلائل النبوة، التبت عثمان معرَضت علیہ، الرقم 1019، ص 169/3

ابو یعلیٰ، مسند ابو یعلیٰ، تزوج حفصة خیر من عثمان، الرقم 6، ص 8/1

کو طلاق دے دی۔ جبریل حاضر ہوئے عرض کی۔

اراجع حفصۃ فانہا صوامہ قوامۃ وانہا زوجتک فی الجنۃ۔ (1)

حفصہؓ سے رجوع فرمائیں وہ بڑی روزہ دار ہے۔ عبادت گزار ہے۔ اور جنت

میں آپ کی بیوی ہے۔

آپ سے کل روایات ساٹھ ہیں۔ متفق علیہ ۴، صحیح مسلم میں ۶، دیگر کتب احادیث میں ۵۰،

کل تعداد ۶۰ ہے۔ سیدنا مروان بن حکم نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ حمراء الاسد

یہ غزوہ بھی سن ۳ ہجری میں واقع ہوا۔ قریش احد سے فارغ ہو کر واپس لوٹے مقام ردحاء پر ٹھہرے تو خیال آیا کہ مسلمان زخموں سے چور ہیں اور کچھ نامور لوگ شہید ہو گئے ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ اسی حالت میں مدینہ منورہ پر حملہ کر کے معاملہ صاف کر دیا جائے۔ ان کی یہ تجویز بارگاہ رسالت ﷺ تک پہنچی کہ دشمن دوبارہ حملہ کی سوچ رہا ہے۔ آپ نے سیدنا بلالؓ کو بھیجا کہ تمام مدینہ منورہ میں اعلان کر دیں کہ دوبارہ جنگ کیلئے تیار ہو جائیں اور صرف وہی لوگ جائیں۔ جو جنگ احد میں شریک ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ اسلامی فوج تھک چکی تھی۔ دشمن سے ہزیمت کا شکار ہو چکی تھی۔ مگر جو نبی محبوب پاک ﷺ کا پیغام نشر ہوا پورا مدینہ منورہ جنگ کیلئے تیار ہو گیا اور خروج فرمایا مدینہ منورہ سے دس ۱۰ میل کے فاصلہ پر مقام حمراء الاسد ہے۔ حمراء الاسد میں آپ ﷺ نے قیام فرمایا۔ معبد خزاعی نامی ایک شخص بطور ہمدردی حضور ﷺ سے ملا اور پھر بعد میں ابوسفیان کے پاس گیا۔ ابوسفیان نے مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا ذکر کیا۔ معبد نے کہا اس مرتبہ تمہارا حملہ بری طرح ناکام ہو جائے گا۔ کہ محمدؐ بڑی عظیم فوج کیساتھ تیار ہو کر تمہارے تعاقب کیلئے مدینہ سے نکل آئے ہیں۔ یہ سنتے ہی ابوسفیان

(1) الاصبہانی، معرقۃ الصحابہ لابی نعیم، حفصہ بنت عمر، الرقم 6770، ص 278/22

الطبرانی، المعجم الكبير، باب 5، الرقم 18827، ص 27/17

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ذکر حضرت حفصہ، الرقم 6836، ص 487/15

(2) سعید ایوب، زوجات النبی ﷺ، ص 54/1

نے واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضور ﷺ نے تین روز یہاں قیام فرمایا اور جمعہ کے روز واپس مدینہ منورہ چلے گئے۔ (1)

اسی کے متعلق یہ آیہ مبارکہ نازل ہوئی۔

الذین استجابوا لله والرسول من بعدما اصابهم القرح۔ (2)

جن لوگوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی بات کو مانا اس کے بعد کہ

انہیں زخم پہنچ چکے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت زینبؓ کا نکاح

اسی سن ۳ ہجری میں ہی سیدہ زینب بنت خزیمہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ ان کے پہلے شوہر طفیل بن حارث نے طلاق دے دی تھی۔ پھر ان کے بھائی عبیدہ بن حارث نے ان سے نکاح کیا۔ حضرت عبیدہؓ نے غزوہ بدر میں شہادت پائی۔ آپؐ تنہائی اور بیوگی کی زندگی گزار رہی تھیں کہ حضور ﷺ نے انہیں اپنی زوجیت سے سرفراز فرمایا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی اہلیہ تھیں۔ ان کی شہادت کے بعد حضور ﷺ نے انہیں نکاح سے نوازا۔ حضرت عبداللہ بن جحشؓ کا درد ناک واقعہ شروع میں گزر گیا ہے۔ سیدہ زینبؓ نے حضور ﷺ کے نکاح میں صرف آٹھ ماہ گزارے اور پھر وصال ہو گیا۔ نماز جنازہ حضور ﷺ نے خود پڑھائی۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ آپؐ ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں۔ ایک روایت کی مطابق آپؐ حضور ﷺ کے نکاح میں تین ماہ رہیں۔ (3)

حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ بھی اسی سن تین ہجری میں۔ حضرت عثمان غنیؓ کے

نکاح میں آئیں۔ (4)

(1) آلوسی، مروح المعانی فی تفسیر القرآن، ص 317/3

(2) آل عمران، 3: 172

(3) سعید ایوب، زوجات النبی ﷺ، ص 56/1

(4) السہودی، خلاصۃ الوفا بالخبار داس مصطفیٰ ﷺ، ص 96/1

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدنا امام حسنؑ کی ولادت مبارکہ

اسی سن تین ۳ ہجری میں ۱۵ رمضان المبارک کو سیدنا علی المرتضیٰ کے گھر سیدنا امام حسنؑ پیدا ہوئے۔ ان کی شکل و شباہت حضور ﷺ سے ملتی تھی۔ (1)

آپ کے ولادت باسعادت کے موقع پر اسماء بنت عمیس اور ام احسن سیدہ فاطمہ الزہرہؑ کی خدمت کیلئے حاضر تھیں۔ ان دونوں خواتین نے آیہ کرسی اور پچھلی دونوں سورتیں پڑھ کر سیدہ فاطمہ الزہرہؑ کو دم کیا اور دعا کی۔ امام حسنؑ کے جسم پاک پر کسی قسم کی الٹش و نجاست نہ تھی۔ حضور ﷺ نے ولادت کے ساتویں دن ۲۰ دن بنے بطور عقیقہ ذبح کیے۔ اور آپ کے سر کے بال منڈوائے گئے۔ بالوں کی مقدار کے مطابق چاندی صدقہ کی گئی۔ بالوں کا وزن ایک درہم کے برابر تھا۔ دائیہ کو ایک دینار اور دبنے کی ایک ران عنایت فرمائی۔ سر منڈوانے کے بعد حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے مقدس نواسہ کے سر پر خوشبو لگائی تھی۔ ساتویں دن ہی ختنہ کیا گیا۔ (2)

حضور ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ سے فرمایا! ماسمیتوہ۔ تم نے اس کا نام کیا رکھا ہے۔ عرض کی ہم نے اس بچے کا نام حرب رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اس کا نام حسنؑ ہے اور کنیت ابو محمد تجویز فرمائی۔ (3)

حضرت اسماء بنت عمیسؑ فرماتی ہیں۔ حضورؑ نے مجھے فرمایا بچہ میرے پاس لاؤ میں ایک سفید چادر میں لپیٹ کر لے گئی تو حضورؑ نے مجھ سے لے لیا اور دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی۔ ایک روایت میں ہے۔ جبریلؑ حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ خدا آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے علیؑ کا تعلق آپ سے ایسے ہے جیسے ہارون کا تعلق موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ آپ اس بیٹے کا نام وہ رکھیں جو ہارون کے بیٹے کا نام تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا! ہارون

(1) البخاری، صحیح البخاری، مناقب الحسن والحسين، الرقم 3469، ص 94/12

(2) ابی دائود، السنن، فی العقیقہ، الرقم 2454، ص 16/8

(3) اسامہ احمد، مسند احمد، علی بن ابی طالب، الرقم 907، ص 413/2

کے بیٹے کا نام کیا تھا۔ جبریلؑ نے عرض کی شبیر حضور ﷺ نے فرمایا میری زبان تو عربی ہے۔ جبریلؑ نے عرض کی ان کا نام حسن رکھ دیجیے۔ (1)

آپ کی ولادت سے قبل حضرت ام فضلؓ نے خواب دیکھی تھی کہ حضور ﷺ کا ایک عضو ان کے گھر ہے۔ آپ نے تعبیر فرمائی تم نے خواب ٹھیک دیکھا فاطمہؓ بچہ جنے گی اور تم اس کو اپنے بیٹے قسم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ چنانچہ حضرت حسنؑ پیدا ہوئے اور حضرت ام فضلؓ نے دودھ پلایا۔ (2)

امام عالی مقام حضرت حسنؑ نے بیس مرتبہ مدینہ منورہ سے پیدل چل کر حج کیے اور فرماتے تھے اپنے رب کے حضور سواری پر جانے سے شرم آتی ہے۔ دوسرے اپنا تمام مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔ شریعت مطہرہ کے دو قانون بھی سن تین ۳ ہجری میں نافذ ہوئے۔ وہ قوانین یہ ہیں۔

☆ اب تک مسلمان مشرک عورتوں سے نکاح کرتے تھے۔ اس کی ممانعت نہ تھی۔ اسی سال سن تین ۳ ہجری میں اس کی ممانعت نازل ہوئی۔

لا تکحوا المشرک حتی یومن۔ (3)

مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو حتیٰ کہ ایمان نہ لے آئیں۔

☆ قانون وراثت بھی سن تین ۳ ہجری میں نازل ہوا۔ اب تک وراثت میں ذوی الارحام کا کوئی حصہ نہ تھا۔ ان کے حقوق کو تفصیل سے بیان کیا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سریہ ابی سلمہ

سن ۴ ہجری میں یہ سریہ ہوا حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ خویلد کے بیٹے طلحہ اور سلمہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف لوگوں کو جمع کر رہے ہیں۔ تو آپ نے ابو سلمہ بن عبد الاسدؓ کو مقابلہ کیلئے تیار کیا اور

(1) محب الدین أحمد بن عبد اللہ الطبری (المتوفی: 694) ذخائر العقبی، ص 120/1

(2) الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، فضائل ابی عبد اللہ

الحسین، الرقم 4805، ص 135/11

البیہقی، دلائل النبوة، اخبار النبی ﷺ، الرقم 2805، ص 368/7

(3) البقرة، 2: 221

آپ کو ڈیڑھ سو جانباز صحابہ کا دستہ بھی دیا۔ یہ صحابہ مہاجرین و انصار دونوں جماعتوں سے وابستہ تھے۔ جب کفار کو اس تیاری کا پتہ چلا تو فوراً منتشر ہو گئے۔ صحابہ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس مدینہ منورہ آ گئے۔ خمس نکالنے کے بعد ہر شخص کو سات سات اونٹ اور بکریاں حصہ میں آئیں۔ (1)

طلحہ بن خویلد کے بارے میں لکھا گیا وہ مشرف بہ اسلام ہوا۔ لیکن حضور ﷺ کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا اور نبوت کا دعویٰ کیا۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس کے مقابلہ کیلئے سیدنا خالد بن ولیدؓ کو روانہ کیا۔ مگر یہ بھاگ کر شام کو چلا گیا اور تائب ہو کر اسلام لے آیا اور مسلمانوں کے ساتھ جنگوں میں شریک رہا۔ سن ۱۲ ہجری میں معرکہ نہاوند میں شہید ہو گئے۔ ان کا دوسرا بھائی سلمہ مسلمان نہیں ہوا تھا۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

عبداللہ بن انیسؓ کو عصا دیا

سن ۴ھ محرم الحرام شریف میں حضور ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ خالد بن سفیان ہذلی مسلمانوں سے جنگ لڑنے کی تیاری کر رہا ہے۔ حضورؐ نے اس کے جواب کیلئے عبداللہ بن انیسؓ کو روانہ فرمایا۔ اسی باعث یہ سریہ عبداللہ بن انیسؓ کہلاتا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن انیسؓ نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر لے کر غار میں چھپ گئے۔ موقع پا کر وہاں سے نکلے۔ رات چلتے دن چھپ جاتے کہ راز نہ کھلے کیونکہ خالد بن سفیان کا سر ان کے پاس تھا۔ ۲۳ محرم شریف کو مدینہ منورہ پہنچے اور خالد کا سر حضورؐ کے دربار گوہر پاک میں پیش کر دیا۔ آپ خوش ہوئے اور ایک عصا انعام دیا اور فرمایا۔

تخصیر بہذہ فی الجنۃ فان المتخصر بن فی الجنۃ قلیل۔ (3)

اس عصا کو پکڑ کر جنت میں چلنا جنت میں عصا لیکر چلنے والا کوئی شاذ و نادر ہی ہوگا اور فرمایا یہ میرے اور تیرے درمیان قیامت کے دن ایک نشانی ہے۔ حضرت عبداللہ نے پوری زندگی اس عصا کو جان کے ساتھ رکھا۔ موت کے وقت وصیت کی کہ میرا عصا کفن میں رکھ دیا

(1) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 50/2

(2) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ص 50/2

(3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 10/2

جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عبداللہ بن انیسؓ کے مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور ﷺ نے فرمادیا تھا کہ عبداللہ نے خالد کو قتل کر دیا ہے اور وہ اس کا سر لیکر آ رہا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

رجیعؓ کے دردناک واقعات

یہ دردناک واقعہ بھی سن ۴ ہجری میں پیش آیا۔ قبیلہ عضل اور قارہ کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی ہمارے قبائل میں اسلام پھیل رہا ہے۔ کچھ قراء ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ انہیں اسلام کی طرف مانوس کریں اور ہمیں بھی قرآن پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے ان کی اس درخواست پر مندرجہ ذیل جلیل القدر صحابہ کو روانہ فرمایا۔ عاصم بن ثابتؓ، مرثد ابن ابی، عبداللہ بن طارق، خبیب بن عدیؓ زید بن وثنہؓ، خالد بن الکبیرؓ، معتب بن عبیدؓ، اس وفد پر حضرت عاصم ثابتؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ جونہی وفد مقام رجیع پر پہنچا تو قریش نے بدعہدی کر کے دو سو ۲۰۰ تیر اندازوں کو ان پر حملہ کر کے شہید کر دینے کا اشارہ کر دیا۔ جب یہ تیر انداز قریب پہنچے تو سیدنا عاصم بن ثابتؓ اپنے ساتھیوں سمیت ٹیلے پر چڑھ گئے۔ بنو لحيان نے کہا تم نیچے آ جاؤ۔ ہم تمہیں پناہ دے دیں گے۔ مگر صحابہ نے انکار کر دیا اور کہا ہم کفار کی پناہ پسند نہیں کرتے۔ حضرت عاصمؓ نے دعا مانگی۔

اللهم اخبر عنا رسولك

اے اللہ ہمارے رسول ﷺ کو ہمارے حال کی خبر دے دیجئے۔

حضرت عاصمؓ کی دعا قبول ہوئی۔ جبریلؑ حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو خبر دی سیدنا عاصمؓ نے اس جگہ پر ایک دعا اور مانگی۔

اللهم انی احبب لك اليوم دینک فأحم لی لحمی۔ (1)

اے اللہ میں تیرے دین کی حفاظت کر رہا ہوں تو میرے گوشت کی کافروں سے حفاظت فرما

اب حضرت عاصمؓ اور ان کے سات رفقاء کی کفار سے شدید جنگ ہوئی۔ یہاں تک کہ حضرت عاصمؓ شہید ہو گئے لڑتے وقت سیدنا عاصمؓ کی زبان پر مندرجہ ذیل الفاظ تھے۔

مَا عَلَتْنِي وَاَنَا جَلْدُ قَابِلٍ - وَالْقَوْسُ فِيهَا أَوْتَرُ عُنَابِلٍ

میرے لئے کیا عذر ہے۔ جب میں طاقتور ہوں اور میرا ترکش تیروں سے پڑے کمان مضبوط ہے اور اس کا حلیہ صحیح ہے۔

الموت حق و الحیوة باطل و کل ماحم الاله نازل (1)

موت حق ہے حیات باطل ہے۔ قدرت کا ہر فیصلہ ہو کر رہے گا۔

سیدنا عاصمؓ نے میدان احد میں سلافا کے دو بیٹوں کو جہنم رسید کیا تھا۔ اس پر سلافا نے قسم اٹھائی تھی کہ عاصمؓ کی کھوپڑی میں شراب پئے گی۔ آپ کی شہادت پر ہندیل نے بڑھ کر سر کاٹنا چاہا تو دیکھا شہد کی مکھیوں نے سر کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ سارا دن کھیاں پہرہ دیتی رہیں اور رات کو سیلاب کا ایک ریلہ آپ کے جسم کو بہا کر لے گیا اسی طرح دشمن سر کاٹنے میں ناکام رہا۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

تین صحابہ دشمن کی قید میں

سیدنا خبیب بن عدی، عبداللہ بن طارق، زید بن وھمنہ، دشمن کی طرف سے وعدہ امن پر ٹیلے سے اتر آئے۔ مشرکین نے گرفتار لیا۔ سیدنا عبداللہ بن طارق نے فرمایا تمہاری طرف سے یہ پہلا دھوکہ ہو رہا ہے۔ نا معلوم آگے کیا کرو گے۔ آپ نے ان کے ساتھ چلنے سے انکار کر دیا۔ اسی بناء پر انہیں وہیں شہید کر دیا گیا۔ سیدنا عمیر اور سیدنا عزیر کو لیجا کر قید کر دیا۔ صفوان نے فوری طور پر حضرت زید کو قتل کرنے کے لئے فیصلہ دیا۔ آپ کی شہادت کا منظر دیکھنے کیلئے ایک خاص اجتماع ہو گیا۔ ان تما شبیوں میں ابوسفیان بن حرب بھی تھا جب حضرت زیدؓ کو قتل کیلئے میدان میں لایا گیا تو ابوسفیان نے کہا زید کیا خیال ہے۔ اگر تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیرے بدلے میں محمدؐ کو قتل کرایا جائے تو کیسا

(1) البیہقی، دلائل النبوة، جمع الاحزاب، الرقم 1228، ص 404/3

(2) الشامی، سبیل الھدی والرشاد، ص 41/6

ہے۔ فوراً سیدنا زیدؓ نے غیرت ایمانی سے جواب فرمایا اللہ کی قسم قتل تو بڑی بات ہے۔ مجھے تو حضورؐ کو کانٹا چھنا بھی گوارا نہیں۔ ابوسفیان نے کہا دیکھو لوگ اپنی محبت میں کس قدر پختہ ہیں۔ نسطاس نامی شخص نے حضرت زیدؓ کو شہید کیا۔ (1)

ابن عقبہ لکھتے ہیں آپ کو تلوار سے شہید نہیں کیا تھا بلکہ تیروں سے چھلنی کر دیا تا کہ درد و کرب سے پریشان ہو کر اسلام چھوڑ دے۔ مگر جوں جوں انہیں تیر لگتے یا محبوب مزید رنگ لاتی۔ پیار و محبت کا جذبہ مزید موجزن ہوتا۔ عشق و مستی کی موجیں ٹکرائیں کر کفر کے محلات کو گرا رہی تھیں۔ ایک وقت آیا سیدنا زیدؓ کے قاتل نسطاس نامی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اب تینوں قیدیوں میں سے صرف ایک سیدنا خبیبؓ قید میں ہیں۔ ایک موقع پر حارث کی بیٹی زینبؓ نے دیکھا اس کا بچہ حضرت خبیبؓ کی گود میں ہے۔ حضرت خبیبؓ کے پاس تیز دھارا ستر بھی ہے تو گھبرا گئی کہ خبیبؓ بچے کو ذبح نہ کر دے۔ تو آپ نے فوراً محسوس کر لیا کہ یہ گھبرا گئی ہے۔ حضرت خبیبؓ نے فرمایا پریشان نہ ہو ہم دھوکہ نہیں دیتے۔ بچے کو ہرگز قتل نہیں کروں گا۔ حضرت خبیبؓ کے کردار سے سارا گھر شدید متاثر تھا۔ مگر براہِ وحسد کا جو چین نہیں لینے دیتا تھا۔ زینبؓ عموماً کہا کرتی تھیں۔

مسألت اسیراً قط خيراً أمن خبيب ، لقد سألته يأكل عنباً وما بمكة

يومنذ ثمره وانه لموثق في الحديد وما كان الا مرزق مرزقه الله۔ (2)

میں نے کوئی قیدی خبیبؓ سے بہتر نہیں دیکھا میں نے انہیں انگور کھاتے دیکھا حالانکہ ان دنوں مکہ مکرمہ میں پھل کا نام و نشان نہ تھا۔ اور وہ بیڑیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ کہیں جا کر ابھی نہیں سکتے تھے۔ یہ رزق انہیں اللہ کی طرف سے آتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابو محمد، سیر قاتلین ہشام، ص 172/2

(2) البیہقی، دلائل النبوة للبیہقی، بعث رسول اللہ ﷺ، الرقم 1222، ص 398/3

ابن حجر، فتح الباری، غزوة الرجیع، ص 420/11

حضرت خیبؓ کی شہادت

ایک وقت آیا کہ حارث کے بیٹوں نے سیدنا خیبؓ کے قتل کا فیصلہ کر لیا کہ اپنے باپ حارث بن عامر کا بدلہ لے سکیں۔ آپ کو حرم سے باہر تنعم میں لایا گیا دیکھنے والوں کی کمی نہ تھی آپ نے کفار سے فرمایا مجھے تھوڑی سی مہلت دو تا کہ میں نماز ادا کر سکوں۔ وقت ملنے پر آپ نے نہایت مختصر وقت میں دو رکعت ادا کیں اور کفار سے فرمایا کہ میں نے نماز جلدی اس لئے پڑھی کہ تم یہ خیال نہ کرو کہ میں قتل سے ڈر کر نماز لمبی پڑھ رہا ہوں۔ نماز کے بعد آپ نے یہ دعا فرمائی۔

اللهم احصهم عدداً واقتلهم بدداً ولا تبق منهم احداً۔ (1)

اے اللہ انہیں ایک ایک کر کے مار اور کسی کو باقی نہ چھوڑ۔

بوقت شہادت حضرت خیبؓ کی زبان پر یہ الفاظ موجود تھے۔

مالی ابالی حین اقتل مسلماً علی ائی شق کان لله مصرعی

جب مسلمان مارا جاؤں تو مجھے کسی قسم کی پرواہ نہیں۔ خواہ کسی کروٹ پر مروں۔ جبکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

وذلك في ذات الله وان يشاء يبارك على اوصال شلو ممزع (2)

اور یہ محض اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میرے جسم کے پارہ پارہ کئے ہوئے جوڑوں پر برکت نازل فرمادے۔

اس کے بعد سیدنا خیبؓ کو سولی پر لٹکا دیا گیا اور آپ شہید ہو گئے۔

موسیٰ بن عقبہ لکھتے ہیں حضرت زیدؓ اور حضرت خیبؓ کو ایک ہی دن شہید کیا گیا تھا۔ اسی دن حضورؐ نے فرمایا تھا۔

وعليكما وعليك السلام خبيب قتلته قريش (3)

(1) ابن حجر، فتح الباسری، غزوة الرجيع، ص 420/11

(2) ابن کثیر، السيرة النبوية، ص 124/3

(3) البيهقي، دلائل النبوة، عليهما وعليك السلام، الرقم 1224، ص 400/3

ابن حجر، فتح الباسری، غزوة الرجيع، ص 420/11

تم دونوں پر یا اے خبیث تجھ پر سلام ہو خبیث کو قریش نے قتل کر دیا۔
آپ کو شہید کرنے کے بعد ایک لکڑی پر لٹکا دیا گیا۔ آپ کافی عرصہ اس کے ساتھ لٹکے
رہے۔ چالیس آدمی پہرہ دیتے رہے۔ مسلمان لاش لے نہ جائیں۔ حضور ﷺ نے حضرت زبیرؓ اور
مقداد کو روانہ کیا کہ لاش لائیں۔ ان دونوں نے موقعہ پا کر لاش حاصل کر لی۔ اور گھوڑے پر رکھ کر گھر
لے آئے۔ چالیس دن گزر جانے کے بعد بھی لاش تروتازہ تھی اور کسی قسم کا نقص پیدا نہیں ہوا تھا۔
مشرکین جاگے تو لاش تلاش کرنے لگے بھاگ دوڑ کی۔ صحابہ کو لاش لیجاتے پکڑ لیا۔ حضرت زبیرؓ نے
لاش مبارک کو زمین پر رکھا تو زمین شک ہوئی اور لاش نگل لی۔ اسی وجہ سے حضرت خبیثؓ بلیع الارض
کہلائے۔ (1)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ عمر بن امیہ ضمری کو بھیجنا کہ خبیثؓ کے جسم
کو لکڑی سے نیچے اتار لائیں۔ مطابقت یوں ہو سکتی ہے۔ کہ تینوں کو حکم دیا گیا۔ حضرت خبیثؓ کی شہادت
کے وقت تماش بینوں میں ایک سعید بن عامر بھی تھے۔ جو بعد میں اسلام لائے اور در فاروقی میں حمص
کے گورنر بنادیے گئے تھے۔ (2)

سعید بن عامر کی غشی

سیدنا فاروق اعظمؓ کے خلیفہ مقرر ہونے پر سعید بن عامر نے انہیں خط لکھا جس میں ہدایات و
گزارشات تھیں۔ آپ نے اس تحریر سے متاثر ہو کر انہیں علاقہ حمص کا گورنر بنادیا۔ ایک موقعہ پر حمص
سے ملاقات کے لئے وفد آیا تو آپ نے پوچھا تمہارا حکمران کیسا ہے۔ تو انہوں نے کہا ہمیں ان سے
چار شکایات ہیں۔ آپ نے گورنر حمص سعید بن عامر کو بلا لیا اور وفد سے فرمایا تمہاری کون سی شکایت
ہے اور سعید بن عامر سے فرمایا ان کے جوابات دو۔

وفد: دفتر میں دیر سے آتے ہیں۔

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 131/3

السہیلی، الروض الانف، ص 366/3

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 131/3

سعید: میرے پاس کوئی خادم نہیں جو ناشتہ تیار کرے بچوں کو کھلاتے ہی دیر ہو جاتی ہے۔
وفد: رات کو کسی سے ملنا پسند نہیں کرتے ضرورت مند پریشان ہوتے ہیں۔
سعید: دن قوم کی خدمت کیلئے اور رات کو عبادت کے لئے وقف کر رکھا ہے۔
وفد: ہفتہ میں ایک دن پورا چھٹی کرتے ہیں۔ دفتر نہیں آتے۔
سعید: کپڑے صاف کرنے کیلئے کوئی خادم نہیں خود صاف کرتا ہوں۔ دوسرا جوڑا نہیں ہے کہ پہن کر آیا کروں۔ صاف کر کے خشک کر کے کام لیتا ہوں۔
وفد: انہیں غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ آئیو الے لوگ پریشان ہوتے ہیں یہ علاج کروائیں۔
سعید: خبیثؓ کے قتل کے دن میں مکہ مکرمہ میں تھا۔ میں نے یہ منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ان سے پوچھا گیا تھا۔

اتحب ان محمداً مکانک - (1)

تو اسے پسند کرتا ہے۔ محمد ﷺ تیری جگہ قتل کر دیئے جائیں
تو انہوں نے فرمایا ہر گز نہیں میں تو ان کے پاؤں میں کانٹا چبھنا بھی پسند نہیں کرتا۔
حضرت زیدؓ کے الفاظ بھی ایسے ہی ہیں۔ حضرت خبیثؓ نے اس وقت نعرہ لگایا تھا۔ میں اس دن ان کی مدد نہ کر سکتا تھا۔ کہ اس وقت مشرک تھا۔ جب یہ خیال آتا ہے کہ میرا یہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائے گا تو غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

حضرت خبیثؓ کی آخری اشعار

قد جمع الاحزاب حولی والبوا

قبائلہم واستجمعو کل جمع

کفار کے تمام گروہ میرے ارد گرد اکٹھے ہو گئے ہیں انہوں نے اپنے

تمام قبائل کو یہاں اکٹھا کر لیا ہے۔

وقد جمعوا أبناء ہم و نساء ہم

وقربت من جذع طویل مہنوع

انہوں نے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی جمع کر لیا ہے۔ اور مجھے سولی پر چڑھانے کیلئے ایک مضبوط تنے کے پاس لے آئے ہیں۔

الی اللہ اشکوا غربتی ثم کریتی

وما ارمصد الاحزاب لی عند مصرعی

میں اپنی غربت و مصیبت کا شکوہ صرف اللہ کے حضور کرتا ہوں اور جب یہ میری لاش سولی سے گر پڑے گی تو اس کے ساتھ یہ کیا سلوک کریں گے۔ یہ صورتحال بھی اپنے رب کے سپرد کرتا ہوں۔

فذا العرش صبرنی علی ما یرادبی

قد بضعوا لحمی وقد یأش مطمعی

اے عرش کے مالک ان مشکلات پر مجھے صبر عطا فرما انہوں نے میرے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے اور میری امید مایوسی میں بدل گئی۔

وذلك فی ذات الالہ وان یشاء

یبارک علی اوصال شلو مہنوع

یہ معاملہ اللہ کے ذمے ہے اگر وہ کرم فرمائے تو میرے کئے اعضاء پر درجات نازل فرمادے۔

فلست ابالی حین اقتل مسلماً

علی ابی جنب کان فی اللہ مضجعی

اگر میں مسلمان ہونے کی پاداش میں قتل کیا گیا تو کوئی پرواہ نہیں لاش کس بھی پہلو پر گرے۔

فلست ببيدٍ للعدو تخشعاً

ولا جزعاً اَنِى الى الله مرجعى (1)

میں دشمن کے سامنے کسی پریشانی کا اظہار ہرگز نہیں کرونگا۔ مجھے

پریشانی کا ہے کی میں تو اپنے رب کے پاس جا رہا ہوں۔

حق و صداقت پر ثناء ہونے کا ایسا جذبہ صرف اور صرف خدام اسلام میں ہی پایا جاسکتا ہے۔ سیدنا خبیبؓ کی شہادت سے یہ بھی استدلال کیا جاسکتا ہے کہ قتل کے وقت نماز پڑھنا اس عظیم شہید کی اتباع ہے۔

☆ سیدنا خبیبؓ کو قید میں انگو رکھاتے دیکھا گیا۔ آپ کی یہ کرامت سیدہ مریمؑ کی کرامت کے مشابہہ ہے کہ انہیں محراب میں بے موسما رزق دیا جاتا ہے۔ جب آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کہاں سے تو آپ نے جواب دیا اللہ کی طرف سے ہے۔

☆ آپ کی شہادت سے یہ بھی سبق ملتا ہے اگر کوئی مسلمان کافروں کی قید میں ہو اور اس کے پاس کفار کے بچے کسی طرح ان کے قریب ہوں تو اپنی قید کی پاداش میں ان کے بچوں کو قتل نہ کریں۔ جیسے حضرت خبیبؓ نے عملاً کیا۔ بچہ قریب آیا تیز دھار آلہ موجود تھا۔ بچے کی ماں گھبرا گئی تو آپ نے فرمایا پریشان نہ ہوں بچے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

زید بن حارثہؓ کی شہادت

سیدنا خبیبؓ کی سی شہادت کا واقعہ زید بن حارثہؓ کا بھی ہے جیسے سیدنا خبیبؓ نے قتل کے موقعہ پر کفار سے نماز کی مہلت مانگی ویسے ہی حضرت زید بن حارثہؓ طائف سے واپس ہوئے تو آپ نے سفر کیلئے کرایہ پر خنجر حاصل کی۔ مالک بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں ایک ویرانے سے گزرے تو مالک کی نیت خراب ہو گئی اور حضرت زید کے قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے فرمایا جو چاہو کر لینا مگر مجھے دو رکعت نماز

(1) ابو محمد، سیر قابین ہشام، ص 176/2

السہیلی، الروض الانف، ص 372/3

ادا کرنے دو۔ نجر کے مالک نے کہا پہلے بھی کئی لوگوں نے نمازیں پڑھیں ہیں۔ انہیں تو نمازوں کا کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ تمہیں کیا پہنچے گا۔ اس نے مہلت دے دی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو نجر کا مالک قتل کیلئے آگے بڑھا۔ حضرت زیدؓ نے اسے آگے بڑھتے دیکھا تو کہا

یا ارحم الراحمین

اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے

حضرت زیدؓ کی زبان سے جو نبی الفاظ نکلے تو دشمن نے غائب س ایک آواز سنی۔

لا تقتله

اسے قتل نہ کرو۔

کافر اس آواز پر حیرت زدہ ہو گیا کہ یہ ناگہانی آواز کہاں سے آئی ہے۔ دائیں بائیں دیکھا جب کوئی نظر نہ آیا تو اس نے دوبارہ قتل کا ارادہ کیا۔ حضرت زیدؓ نے پھر وہی وظیفہ پڑھا اس شخص نے پھر اسی طرح کی آواز سنی کہ اسے قتل نہ کرو۔ یہ صورتحال تین مرتبہ پیش آئی۔ تیسری مرتبہ جب زیدؓ نے پڑھا

یا ارحم الراحمین

تو ایک شخص غائب سے نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں نیزہ تھا۔ اس نے حضرت زیدؓ سے کہا جب تم نے پہلی بار

یا ارحم الراحمین

کہا تو میں ساتویں آسمان پر تھا۔ جب دوسری مرتبہ کہا تو میں آسمان دنیا پر تھا۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو تمہارے پاس پہنچ گیا اور تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) السہیلی، الروض الأنف، ص 366/3

النشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 47/6

ابو معلق انصاریؓ کی حفاظت

جیسے حضرت زید بن حارثہؓ کی قدرت نے حفاظت کی حضرت عاصمؓ کی لاش کی حفاظت شہد کی مکھیوں سے کروائی۔ ایسے ہی حضرت ابو معلق انصاریؓ کی کرامت کا واقعہ بھی کتب سیرت میں درج ہے۔ آپ بڑے عابد و زاہد تاجر تھے۔ ایک موقع پر سفر میں مسلح چور سے واسطہ پڑ گیا اس نے سارا مال سپرد کر دینے کی دھمکی دی اور کہا مال رکھ دو۔ میں تمہیں قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا! تجھے مال کی ضرورت ہے مال لے لو۔ وہ نہ مانا اور کہا بس میں نے تجھے قتل کرنا ہے۔ ابو معلق فرماتے ہیں۔ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے دو چور نے کہا جتنی چاہو نماز پڑھ لو۔ ابو معلق نے وضو کیا۔ نماز پڑھ کر یہ دعا مانگی۔

يَا دُودُ يَا ذَا الْعَرْشِ الْعَظِيمِ يَا فَعَالَ لِمَا يُرِيدُ اسْتَثْلِكَ بِعِزَّتِكَ التَّي لَا تَرَامُ

وَمَلِكِكَ الَّذِي لَا يَضَامُ وَبَنُو الَّذِي مَلَأَ أَمْرَكَانَ عَرْشَكَ أَنْ تَكْفِينِي

شَرَّ هَذَا اللَّصِ يَا مَغِيثَ اغْشِي۔ (1)

آپ نے یہ دعا متعدد مرتبہ پڑھی اچانک ایک جوان نیزہ لیے چور کی طرف بڑھا اور اسے قتل کر دیا۔ جناب ابو معلق اس سوار سے پوچھتے ہیں تم کون ہو۔ تو اس نے جواب دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیری مدد کیلئے بھیجا ہے۔ میں چوتھے آسمان کا فرشتہ ہوں تیری دعا پر تیری مدد کو آیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قتل پر مامور کیا ہے۔ تجھے خوشخبری ہو جو آدمی وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا مانگے اس کی دعا قبول ہوگی۔

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى حَبِيبِهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ بَعْدَ خَلْقِهِ

دھوکہ دہی کا دوسرا واقعہ

اسی سن ۴ ہجری میں کفار کی طرف سے دھوکہ دہی کا دوسرا واقعہ پیش آیا۔ جو قصہ بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے یہاں ابو براء نے درخواست کی آپ چند مبلغین اہل نجد کی طرف روانہ فرمائیں تو امید ہے کہ اسلام مزید پھیل جائے گا۔ آپ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے خطرہ ہے۔ ابو براء نے کہا کوئی

(1) ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 248/3

ابن حجر العسقلانی، الاصابة في معرفة الصحابة، ص 402/3

خطر نہیں میں ضامن ہوں۔ تو حضور ﷺ نے مبلغین روانہ فرمادئے۔ منذر بن ساعدی کو ان پر امیر مقرر فرمایا۔ یہ صحابہ اصحاب صفہ کی خدمات انجام دیتے تھے۔ رات درس قرآن اور تہجد میں گزارتے تھے۔ عامر بن طفیل نے ان مبلغین کو شہید کرنے کی غرض سے بغیہ سلیم سے امداد مانگی۔ عصیہ رحل اور زکوان قبائل کی مدد سے ان اصحاب کو بلا وجہ شہید کر دیا گیا۔ ان میں سے صرف کعب بن زید انصاری بچ نکلے کہ کفار انہیں مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے۔ آپ میں حیات باقی تھی۔ ہوش میں آگئے اور یر تک زندہ رہے۔ یہ غزوہ خندق میں شہید ہوئے۔ منذر بن محمد اور عمر بن امیہ ضمری بھی بچ گئے تھے کہ یہ موقعہ پر موجود نہ تھے۔ یہ سیدنا صدیق اکبر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کا جنازہ آسمان پر اٹھایا گیا تھا۔ (1)

عامر بن طفیل نے لوگوں سے پوچھا۔

من الرجل منهم مقاتل مرأته رفع بين السماء الأرض۔

بتاؤ مسلمانوں میں وہ آدمی کون ہے جو قتل ہوا تو میں نے اس کا جنازہ زمین

آسمان کے درمیان دیکھا

لوگوں نے کہا

هو عامر بن فہیرہ (2)

وہ عامر بن فہیرہ تھے۔

جبار بن سلمی جس نے عامر بن فہیرہ کو قتل کیا وہ خود کہتے ہیں۔ جب میں نے عامر بن فہیرہ کو قتل کیا تو اس کی زبان سے یہ لفظ نکلے۔

فوت واللہ۔

اللہ کی قسم مراد کو پہنچ گیا۔

یہ کہتے ہیں میں حیران ہوا کہ یہ کس مراد کو پہنچے ہیں۔ تو میں نے یہ واقعہ ضحاک بن سفیان سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ جنت کو پالیا ہے۔ میں یہ سن کر مسلمان ہو گیا۔

(1) الطبری، التاریخ، ص 219/2

ابن الاثیر، اسد الغابہ، ص 47/3

(2) الطبری، التاریخ، ص 221/2

ودعاني الي ذالك مأمريت من عامر بن فبيرة من مرقعه الى السماء۔ (1)
اور میرے اسلام لانے کے باعث یہ ہوا کہ میں نے عامر بن فہیرہ کو دیکھا کہ وہ
آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔

حضرت ضحاکؓ نے یہ واقعہ لکھ کر حضور ﷺ کے ہاں بھیج دیا تو آپؐ نے ارشاد فرمایا!

ان الملائكة وامرات جثة و انزل في عليين (2)

فرشتوں نے ان کے جسم کو چھپالیا اور وہ مقام علیین میں اتارے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ ان کی لاش کو فرشتوں کو چھپالیا اور مشرکین نہ دیکھ سکے کہ وہ لاش
کہاں ہے۔ حضرت موسیٰ بن عقبہ راوی ہیں کہ عروہ بن زبیر یہ کہتے تھے کہ عامر بن فہیرہ کی لاش کہیں
نہیں ملی۔ لوگوں کا خیال ہے فرشتوں نے ان کی لاش کو آسمانوں پر چھپالیا۔ (3)

ان مبلغین کی شہادت کی خبر سے حضور ﷺ کو بے حد صدمہ ہوا۔ آپ مسلسل ایک مہینہ یا
چالیس دن تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے جس میں ان کیلئے ہلاکت کی دعا فرماتے رہے۔ صحابہ
کرام سے فرمایا تمہارے بھائیوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ہمارے بھائیوں کو یہ پیغام
پہنچا دیا جائے کہ ہم اپنے رب سے ملے ہیں ہم اس سے راضی ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہے۔ (4)
نوٹ:- بعض کتب سیر کے انداز تحریر سے محسوس ہوتا ہے کہ واقعہ رجب اور واقعہ بیر معونہ ایک ہی
ہے۔ مگر ایسا نہیں البتہ یہ دونوں واقعات اسی ۴ ہجری میں پیش آئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ بنی نضیر

یہ غزوہ بھی اسی ۴ ہجری میں پیش آیا واقعہ یوں ہوا حضرت عمر بن امیہ ضمری جب بیر معونہ

(2،1) ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 52/2

(3) ابن سعد، الطبقات الكبرى، ص 231/3

(4) البخاری، صحيح البخاری، غزوة الرجب، الرقم 3718، ص 493/12

امام مسلم، صحيح مسلم، استحباب القنوت في جميع الصلوة، الرقم 1085، ص 436/3

امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالك، الرقم 11621، ص 167/24

البيهقي، دلائل النبوة، ما وجد مرسل اللہ ﷺ، الرقم 1239، ص 418/3

سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں دو مشرکین سے ملاقات ہو گئی۔ اکٹھا سفر جاری رکھا ایک باغ میں آرام کیلئے ٹھہر گئے۔ جب دونوں مشرک سو گئے تو آپ نے اپنے شہید بھائیوں کا بدلہ لینے کیلئے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ یہ دونوں مشرک قبیلہ بنو عامر کے تھے۔ اور قبیلہ بنی عامر کے سردار عامر بن طفیل نے ستر (۷۰) مبلغین کو شہید کیا تھا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے ان لوگوں سے عہد و پیمان کر رکھا تھا۔ مگر اس عہد و پیمان کا عمر بن امیہ کو علم نہ تھا۔ مدینہ منورہ حاضر ہو کر یہ سارا واقعہ حضور ﷺ کو سنایا تو آپ نے فرمایا ان لوگوں سے تو ہمارا عہد و پیمان تھا۔ اب خون بہادیں گے۔ چنانچہ آپ نے دونوں کا خون بہا دیا۔ چونکہ بنی نضیر بھی بنی عامر کے حلیف تھے اسی باعث دیت کا کچھ حصہ بنی نضیر کے ذمہ بھی آتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضور ﷺ بنی نضیر کے ہاں تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ سیدنا ابوبکرؓ، سیدنا عمرؓ، سیدنا عثمانؓ، سیدنا زبیرؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا عبدالرحمان بن عوفؓ، سیدنا سعد بن معاذؓ، سیدنا اسید بن حضیرؓ، اور سیدنا سعد بن معاذؓ بھی تھے۔ آپ جا کر ایک دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ بنو نضیر نے خون بہا میں شرکت کا وعدہ تو کیا مگر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ بھی کیا۔ ایک شقی نے کہا کہ دیوار کے اوپر سے پتھر گراؤ تا کہ آپ کو لگے اور زندگی ختم ہو جائے۔ سلام بن مشکم نے کہا۔

لا تفعلوا واللہ لیخبرہ مرہ۔ (1)

ایسا ہرگز نہ کرو اللہ کی قسم اس کا رب اسے اطلاع دے دے گا۔

چنانچہ جبریلؑ حاضر ہوئے اور بنو نضیر کی خفیہ سازش کی خبر حضور ﷺ کو دے دی اور آپ وہاں سے اٹھ کر مدینہ منورہ آ گئے اور یہود اپنی اس خفیہ سازش کی ناکامی پر شرمسار ہوئے۔ کنانہ بن حویرا یہودی نے کہا تمہیں پتا ہے وہ کیوں چلے گئے اس کے رب نے اسے بتا دیا تھا کہ تم نے ان سے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔

☆ جب آپ کی واپسی میں تاخیر ہوئی تو صحابہ پریشان ہو گئے۔ حضور ﷺ سے جب صحابہ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے یہود کی غداری کا واقعہ سنایا اور بنو نضیر پر حملہ کرنے کا حکم دیا، حضور ﷺ نے عبداللہ بن ام مکتومؓ کو مدینہ منورہ کا ناظم مقرر فرمایا اور خود فوج لیکر بنو نضیر کے ہاں تشریف لے گئے جب

اسلامی فوج نے محاصرہ کیا تو بنو نضیر نے بھاگ کر اپنے دروازے بند کر کے اپنی جان بچائی۔ بنو نضیر کو اپنے مضبوط قلعہ پر فخر تھا۔ عبد اللہ ابن ابی کی خفیہ حمایت پر ناز تھا۔ بایں ہمہ انہیں مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ بنو نضیر نے یہاں پر ایک اور خفیہ سازش کی۔ حضور ﷺ سے پیغام دیا آپ ہمارے تین علماء کو مطمئن کر دیں تو ہم ایمان لے آئیں گے اور علماء سے کہا تم اپنے کپڑوں میں خنجر چھپا کر جانا اور جاتے ہی حملہ کر دینا۔ حضور ﷺ کو ان کی سازش کی خبر ہو گئی کفار کی ان غداریوں کی وجہ سے ان پر حملہ کا فیصلہ ہوا تھا۔ صحابہ نے مسلسل پندرہ دن تک قلعہ کا محاصرہ کیے رکھا۔ ان کے باغات کو کاٹنے اور درختوں کو جلانے کا حکم دیا۔ اس آدھے ماہ میں انہیں جرأت نہ ہو سکی کہ وہ مقابلہ کیلئے آئیں۔ آخر بنو نضیر نے ناکام ہو کر امن کی درخواست کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں دس دن کی مہلت ہے۔ مدینہ منورہ خالی کر دو۔ بال بچے اور سامان جتنا چاہو لے جاؤ کوئی رکاوٹ نہیں اس کھلی اجازت پر بنو نضیر نے جی بھر کر سامان اٹھایا یہاں تک کہ دروازے بھی اکھاڑ کر ساتھ لیکے۔ ان میں سے کچھ شام چلے گئے اور کچھ خیبر جا کر آباد ہوئے۔ ان یہود کے امراء سلام بن ابی حقیق، کنانہ بن ربیع، جی ابن اخطب خیبر میں مقیم ہو گئے ان کے مدینہ منورہ چھوڑ جانے کے بعد یہود کا بچا کھچا مال سامان اکٹھا کروایا۔ انصار کو جمع فرما کر ان کے احسانات کا ذکر کیا جو انہوں نے مہاجرین سے کیے تھے اور فرمایا اے گروہ انصار اگر تم چاہو تو میں یہ سارا مال انصار اور مہاجرین میں برابر تقسیم کر دوں اور حسب سابق مہاجرین تمہارے ساتھ رہیں اور اگر چاہو تو سارا مہاجرین میں تقسیم کر دوں۔ انصار نے بڑی خوشدلی سے عرض کی حضور ﷺ سارا سامان مہاجرین میں تقسیم کر دیں۔ اور مہاجرین حسب سابق ہمارے ساتھ رہیں۔ (1)

حضور ﷺ نے انصار کا یہ محبت بھرا جواب سن کر فرمایا!

اللهم ارحم الانصار، وابتاء الانصار، -

اے اللہ انصار پر اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا!

جزاكم الله خيرا يا معشر الانصار مثلنا و مثلکم کما قال الغنوی۔

ہماری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے غنویٰ شاعر نے کہا!

م جزى الله عنا جعفر حين ازلفت

بنا نعلنا في المواطين فزلت

اللہ تعالیٰ جعفر کو جزا دے جب ہمارا قدم پھسلا اور اس کو لغزش ہوئی۔

م ابواں يملونا ولوان آمنأ

تلاقي الذي يلقون منالملت (1)

تو ہماری اعانت اور مدد سے اکتا تے نہیں اگر ہماری ماں کو بھی ایسی صورت پیش ہوتی تو شاید وہ بھی اکتا جاتی۔ حضور ﷺ نے بنو نضیر کا سارا مال مہاجرین میں تقسیم فرمادیا۔ انصار میں سے صرف دو شخصوں ابو دجانہ اور سہل کو دیا گیا۔ ان کی مالی حالت بہتر نہ تھی۔ بنو نضیر سے یامین بن عمیر ابوسعید بن رہب اسلام لے آئے تھے۔ ان کے مال کو نہیں چھیڑا گیا۔ وہ بدستور اپنے مال کے مالک رہے۔ سورۃ الحشر اسی غزوہ بنو نضیر میں نازل ہوئی۔ سیدنا عبداللہ ابن عباس اس سورت کو سورۃ بنی نضیر کہا کرتے تھے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

قریش مکہ کا بنو نضیر کو خط

قریش نے یہودیوں کی اسلام دشمنی سے فائدہ اٹھانے کیلئے انہیں مسلمانوں سے جنگ پر اکسایا اور دھمکیاں دیں صاحب سبل الہدی نے اپنی کتاب میں قریش کے خط کا اقتباس نقل کیا ہے۔

انکم اهل الحلقة والحصون وانکم لتقاتلن صاحبنا اولن فعلن کذا وکذا

ولا يحول بين خدم نساء کم شی۔ (2)

اے بنو نضیر تم اپنے پاس وافر اسلحہ رکھتے ہو اور تم مضبوط قلعوں کے

(1) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 325/4

ابوالفتح، عیون الاثر، ص 27/2

(2) الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 317/4

مالک ہو۔ ہمارا ایک آدمی حضور ﷺ تمہارے پاس آ گیا ہے اس کے ساتھ جنگ کرو اور وہاں سے نکال دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ہم تمہیں ہلاک کر دیں گے۔ اور تمہاری عورتوں کو لونڈیاں بنانے میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہو سکے گی۔ بنو نضیر نے قریش کے اس دھمکی آمیز خط کے پیش نظر ہی جنگ لڑنے کا منصوبہ بنایا تھا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سلام بن مشکم کی حق گوئی

عبداللہ بن ابی منافق نے بھی بنو نضیر کو اسلام کے خلاف لڑنے پر آمادہ کیا اور انہیں پیغام بھیجا کہ ڈٹے رہو مسلمان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے وہ حملہ کی کوشش کریں گے۔ تم اپنے مورچوں میں رہو۔ میں اور میری قوم کے دو ہزار جوان تمہارے شانہ شانہ لڑیں گے قبیلہ غطفان کے لوگوں سے بھی بات ہو چکی ہے وہ بھی تمہاری مدد کو پہنچ رہے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے بنو قریظہ کے سردار کعب بن اسد قرظی کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی مدد کریں۔ مگر اس نے دو ٹوک جواب دیدیا۔

لن ینقض مرجل والامن العہد۔

ہم میں سے کوئی آدمی عہد نہیں توڑے گا۔

سلام بن مشکم نے جی سے کہا اے جی عبداللہ بن ابی کے جھوٹے وعدوں پر اعتماد نہ کرو۔ وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے۔ وقت پر نہیں پہنچے گا۔ تمہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں بلا کر خود پیچھے بیٹھ جائے گا۔ اس نے پہلے بنو قریظہ کے ساتھ ایسا کیا ہے۔ جی بچو عبداللہ کے چکے میں نہ آؤ۔

فواللہ انک تعلم و نعلم معک انہ لرسول اللہ وان صفته عدنا وانا لن

تبعہ و حسدنا فتعال فلنقبل ما اعطانا من الامن و نخرج من

بلادہ۔ (1)

اللہ کی قسم تو بھی جانتا ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ان کی صفات ہماری کتاب میں موجود ہیں ہم محض حسد کی وجہ سے ان کی پیروی

نہیں کر رہے۔ آؤ ہم ان کی امن و سلامتی کی پیشکش قبول کر لیں اور ان کے شہر سے چلے جائیں۔
سلام بن مشکم نے حتی سے کہا عبداللہ کا دو ہزار جوانوں کے ساتھ ہماری مدد کو آنا محض دھوکہ ہے۔ حتی نے کہا۔

تأبى نفسى الاعدوة محمد -

میرا نفس تو انکار کرتا ہے کہ محمد ﷺ سے صلح کروں۔

میں تو عداوت کرتا رہوں گا اور ان سے جنگ لڑوں گا۔ سلام بن مشکم نے جواباً کہا
فہو واللہ جلاء نافی امرضنا وزہاب اموالنا و شرفا وسبی زمریائنا مع قتل
مقاتلتنا۔ (1)

اللہ کی قسم تمہاری یہ روش اپنے شہر سے جلا وطنی کا سبب بنی اور ہماری
عزت ہمارے مال تباہ ہونے کا باعث ہوگی۔ ہماری اولاد کو قید کر دیا جائیگا۔
ہمارے نوجوان قتل کر دیے جائیں گے۔

سلام کی کوششوں کے باوجود حتی پر کسی قسم کا اثر نہ ہوا اور جنگ کے لئے ہی اڑا رہا۔ بنی نضیر
کے ایک اور سردار ابی الحقیق کے بیٹے ساموک نے کہا اے حتی تم بڑے منحوس ہو تم سارے قبیلے کا بیڑا
غرق کرو گے۔ حتی کے بعض حامیوں نے ساموک کو تھپڑ رسید کئے اور حتی کی حمایت کا اعلان کیا۔ بنو نضیر
نے اپنی جاہلانہ ضد پر اڑ کر مار کھائی اور جلا وطنی قبول کر لی۔ اور آخر حتی کا تکبر و غرور خاک میں مل گیا۔
یہود کی جلا وطنی پر اسلام کا یہ عظیم مرکز مدینہ منورہ بدکرداروں عہد شکنوں، دھوکے بازوں اور غداروں
سے پاک ہو گیا۔ ان کے چھوڑے ہوئے اسلحہ میں پچاس زرہیں، پچاس خود، تین سو چالیس تلواریں
تھیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

مالِ فتنی اور مالِ غنیمت

کفار سے لشکر اسلام کو ملنے والے مال کی دو صورتیں ہیں۔

- 1۔ جو مال کفار سے بغیر جنگ کے حاصل ہو کفار نے شکست تسلیم کر لی ہو وہ مال فتنی کہلاتا ہے۔
مال کی اس قسم کا ذکر رب قدوس جل مجدہ نے سورۃ الحشر کی اس آیت کریمہ میں فرمایا ہے۔

مَا آفَاءَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ (1)

جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر بستی والوں سے پلٹا دیا ہے وہ اللہ کا ہے
اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ اور رشتے داروں یتیموں، مسکینوں، اور مسافروں
کیلئے ہے۔

فتنی کا مال مجاہدین میں تقسیم نہیں ہوگا۔ بلکہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے حکم
کے مطابق تقسیم فرمائیں گے۔

- 2۔ جو مال کفار سے جنگ کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ وہ مال غنیمت کہلاتا ہے۔ جیسا کہ
قرآن مقدس کی اصطلاح میں موجود ہے۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ (2)

جان لو جو کوئی چیز تم غنیمت میں حاصل کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اس کا پانچواں
حصہ رسول کیلئے رشتہ داروں کیلئے اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کیلئے ہے۔
اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہونگے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایفاء عہد صفت الہی ہے

بنی نضیر نے عہد شکنی کر کے باغیانہ راستہ اختیار کر لیا تھا۔ انکی یہی قبیح حرکت انکی رسوائی کا
سبب بن گئی۔ جیسے گذشتہ سطور میں آپ نے پڑھا بنی نضیر کے اچھے انسانوں نے انہیں عہد شکنی سے روکا

(1) الحشر، 59:7

(2) الانفال، 41:8

تھا کہ یہ بری عادت ہے۔ مگر وہ باز نہ آئے۔ جیسے عہد شکنی بغاوت ہے ایسے ہی ایفاء عہد بلند پایہ سعادت ہے۔ عہد کی پابندی صفت الہی ہے۔ قرآن مقدس نے فرمایا!

(لا ینخلف اللہ المیعاد (1)

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

قرآن مقدس نے سورۃ الرعد، سورۃ الروم، سورۃ الحج، سورۃ آل عمران سورۃ البقرہ میں اسی عنوان کو متعدد مرتبہ بیان فرمایا ہے تاکہ انسان بھی اپنے اندر اس عظیم صفت کو پیدا کرے اور اس کے ذہن میں حساب کے دن جزا سزا کا تصور بھی پنپتے رہے۔ وہ لوگ جو اپنے عہدوں کو پورا کرتے ہیں۔ قرآن مقدس نے ان کی اس خوبی کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

والموفون بعہد ہم اذا عاہدو۔ (2)

پسندیدہ لوگ وہ ہیں جو عہد کریں تو اسے پورا کریں۔

ایمانداروں کی خاص صفات میں اس صفت کو نمایاں طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔

الذین ہم لاماً نأتہم وعہدہم مراعون۔ (3)

وہ جو اپنی امانتوں اور عہد کا پاس رکھتے ہیں۔

سورۃ بقیٰ اسرائیل میں اس عنوان کو اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے۔

او فبأ لعہد ان العہد کان مسئلوا۔ (4)

عہد کو پورا کرو کہ روز محشر عہد کی باز پرس ہوگی۔

سورۃ الرعد شریف میں یہی عنوان اس طرح ملتا ہے۔

الذین یوفون بعہد اللہ ولا ینقضون المیثاق۔ (5)

اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا عہد پورا کرتے ہیں اور مضبوط کرنے کے بعد

(1) الزمر، 20:39

(2) البقرہ، 2:177

(3) المومنون، 8:23

(4) الاسراء، 17:34

(5) الرعد، 13:20

توڑتے نہیں۔

یہود اگرچہ اسلام سے بہت دور تھے تاہم ان کے پسندیدہ لوگوں میں یہی صفت پائی جاتی تھی جو نقض عہد سے روکتے رہے مگر بنی نضیر باز نہ آئے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

ایفاء عہد اور نبوت

اس عنوان پر کچھ لکھتے یا کہتے ہوئے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں عہد کی پابندی کو کیا اسلوب بخشا ایفاء عہد، دیانت، امانت حضور ﷺ کی وہ صفات تھیں جو اس عظیم رعنائی سے جلوہ گر ہوئیں کہ کفار کو بھی "الصادق الامین" کہنا پڑا امام حافظ ابن حجر نے بیہقی کے حوالہ سے روایت کی ہے۔ ایک بوڑھی خاتون بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی تو حضور ﷺ نے اس سے ازراہ کرم اسکی صحت اس کے حالات کا پوچھا وہ چلی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کی حضور ﷺ آپ نے اس بڑھیا کی طرف بڑی توجہ فرمائی فرمایا عائشہ صدیقہ یہ بوڑھی خاتون خدیجہ الکبریٰ کے زمانہ میں ہمارے ہاں آیا کرتی تھیں اور حسن عہد ایمان سے ہے۔ یعنی اپنے میل ملاپ والوں سے حسن سلوک ایمان کی نشانی ہے۔ (1)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ اپنے ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے۔

لا دین لمن لا عہد لہ۔ (2)

جس میں عہد نہیں اسمیں ایمان نہیں

حضور ﷺ کی اس صفت ایفاء کے دشمن بھی معترف تھے۔ قیصر روم نے اپنے دربار میں ابو سفیان سے کئی سوالات کئے تھے جن میں ایک یہ بھی تھا کہ کبھی محمد نے بد عہدی بھی کی ہے۔ ابوسفیان کو

(1) اللبیہقی، شعب الایمان، فی المکافأ بالصنائع، الرقم 8826، ص 123/19

(2) امام احمد، مسند احمد، مسند انس بن مالک، الرقم 11935، ص 481/24

للبیہقی، شعب الایمان، لا ایمان عن لا امانة له، الرقم 4184، ص 383/9

الطبرانی، المعجم الكبير، باب 3، الرقم 11367، ص 413/9

مجبوراً کہنا پڑا تھا۔ کبھی نہیں کی۔ (1)

وحشی جنہوں نے حضرت حمزہؓ کو شہید کیا تھا۔ خوف زدہ رہتے تھے۔ اہل طائف نے مدینہ منورہ بھیجنے کیلئے ایک وفد ترتیب دیا۔ جس میں ان کا نام بھی تھا۔ گھبرار ہے تھے کہ میں نہیں جاؤں گا۔ خطرہ ہے خود کفار نے یقین دلایا کہ وحشی بے خطر جاؤ کام کرو۔ محمد ﷺ سفیروں کو قتل نہیں کرتے چنانچہ وہ اس اعتماد پر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب نوشی کی حرمت

ابن اُطح کہتے ہیں کہ تحریم خمر (حرمت شراب) کا حکم بھی اسی سن ۴ ہجری میں اسی غزوہ میں نازل ہوا۔ (3)

قرآن مقدس کے اسلوب بیان سے محسوس ہوتا ہے۔ شراب کے سلسلہ میں کئی دور ہیں۔ پہلا دور یہ ہے جس میں شراب کے استعمال کی عام اجازت تھی۔ اور اس پر قطعی کوئی پابندی نہ تھی۔ اس دور میں شراب کو بھی ایک نعمت الہیہ سمجھ کے استعمال کیا جاتا تھا۔ قرآن مقدس کی اس آیت کریمہ میں بھی اسی دور کی نشاندہی پائی جاتی ہے۔

ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون منه سكراً ومزقاً حسناً۔ (4)

تم پر اللہ کے احسانات اور انعامات میں سے ایک یہ ہے کہ تم کھجور اور انگور سے اپنے لئے شراب اور عمدہ رزق بناتے ہو۔

اس دور میں چونکہ شراب کی حرمت نہ تھی اس لئے مسلمانوں میں اس کا استعمال عام تھا۔ دوسری مباح اشیاء کی طرح اس کے استعمال پر بھی کوئی قدغن نہ تھی۔ یہ استعمال حالات اوقات کی قیود سے بالکل آزاد تھا۔ اس کیلئے نہ کوئی خاص وقت مقرر تھا نہ کوئی حالت اس کیلئے مخصوص تھی۔ جو کوئی جس

(1) البخاری، صحیح البخاری، دعا النبی ﷺ، الرقم 2723، ص 93/10

(2) السہیلی، الروض الانف، ص 253/3

(3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص

(4) النحل، 67:16

وقت چاہتا تھا استعمال کر لیتا تھا۔ اس پر کسی قسم کی کوئی سرزنش نہ تھی۔

دوسرا دور یہ ہے چونکہ شراب میں نشہ ہے۔ اور نشہ کی حالت میں کبھی کسی وقت ایسی صورت کا ہو جانا بھی ممکن ہے کہ اپنی دینی بنیادی متاثر ہوں۔ خدا پناہ کہیں معاشرہ میں بگاڑ ہو جائے یا کبھی کسی حالت میں دین کے ضروری اعمال مختل ہونے شروع ہو جائیں جن پر دین کی عمارت استوار کیجا سکتی ہے۔ چنانچہ اس دور کا ایک واقعہ یہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰؑ کسی تقریب میں شامل ہوئے اور شراب نوشی کے بعد نماز مغرب پڑھی۔ چونکہ سکر کی حالت پیدا ہو چکی تھی۔ اسلئے قراۃ میں ان سے فرو گزاشت ہو گئی۔ جس میں نماز کا فاسد ہونا یقینی تھا۔ لہذا ضرورت تھی کہ اوقات نماز میں شراب نوشی پر پابندی عائد ہوتا کہ دین کے بنیادی عمل میں خلل واقع نہ ہو۔ یہاں سے دوسرے دور کی ابتداء ہوئی اور نماز کے اوقات میں شراب نوشی کو ممنوع قرار دیا گیا۔ (1)

ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَىٰ حَتَّىٰ تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ

(2)

اے ایمان والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ تمہیں یہ علم نہ ہو کہ تم نماز میں کیا پڑھ رہے ہو۔

اس واقعہ کو ابو داؤد و شریف میں سیدنا علی المرتضیٰؑ کی نسبت سے اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

عن علي بن ابي طالب ان رجلاً من الانصار دعاه و

عبدالرحمان ابن عوف فسقاها قبل ان تحرم الخمر فامسأ علي في

المغرب فقراء قل يا ايها الكافرون فخلط فيها فزلت لا تقربوا الصلوة۔ (3)

سیدنا علی المرتضیٰؑ فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے اور میرے ساتھی عبدالرحمان بن عوف کو ایک

انصاری نے دعوت پر بلایا اور شراب پلائی اس وقت تک شراب کی حرمت کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔ میں

(1) ابی داؤد، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3186، ص 92/10

(2) النساء، 4: 43

(3) الحاكم، المستدرک علی الصحیحین، شاهدة حدیث هشام، الرقم 7328، ص 56/17

نے شراب پی کر نماز مغرب پڑھی اور

قل یا ایہا الکافرون

کی تلاوت کی اس میں سکر کی وجہ سے مجھ سے غلطی ہوئی۔ اس پر یہ آیہ نازل ہوئی کہ مسلمانو! ایسی حالت میں نماز نہ پڑھا کرو۔ جب تک تمہیں یہ پتہ نہ ہو کہ تم کیا پڑھ رہے ہو۔ اس آیہ مبارکہ کے بعد نماز کے علاوہ باقی اوقات میں شراب کا استعمال جائز رہا صرف نماز کے وقت ممنوع قرار دیا گیا۔ اس ممانعت کا مطلب یہ تھا کہ یا تو نماز کے اوقات میں شراب کا استعمال ہی نہ کیا جائے اگر کیا جائے تو نشے کی حالت میں نماز نہ پڑھی جائے۔ اس کے بعد نماز پڑھنے کے وقت حضور ﷺ اعلان فرماتے ہیں۔

فكان مرسل الله ﷺ اذا اقيمت الصلوة يادى الا لا يقربن الصلوة

سکران۔ (1)

جب آپ نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اعلان فرما دیتے جو لوگ سکر یا نشے کی حالت میں ہوں وہ ہرگز نماز نہ پڑھیں۔

اس دور میں شراب نوشی کا دروازہ ایک خاص وقت کے لئے بند کر دیا گیا۔ یہاں تک وہ کہ دونوں دور گزر گئے۔

تیسرا دور۔ چونکہ شراب نوشی فساد اور خباثت پر مشتمل ہے اس لئے بے شمار خرابیوں کو جنم دیتی ہے۔ اسی وجہ سے حدیث شریف میں شراب کو ام الخبائث قرار دیا گیا ہے۔ (2)

اس لئے کہ اگر برائیوں سے بچنے اور فواحش و منکرات سے الگ تھلگ رہنے کیلئے ان کے پاس کوئی شے ہے تو وہ عقل سلیم ہے اور شراب کے استعمال سے عقل سلیم کا بہترین ہتھیار متاثر ہو جاتا

(1) ابی داؤد، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3185، ص 91/10

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 389/1

اصامہ احمد، مسند احمد، مسند عمر بن خطاب، الرقم 355، ص 359/1

(2) ابن حبان، الصحيح، آداب الشرب، الرقم 5438، ص 232/22

النسائی، السنن النسائی، ذکر الاثام، الرقم 5572، ص 144/17

عبد الرزاق، المصنف، الرقم 17060، ص 236/9

ہے۔ پھر یہ جوہر باقی نہ رہا تو قوائے عقلیہ یقیناً بے کار ہو جاتی ہیں۔ حیوانی اور بھیمی قوتیں غلبہ پا جاتی ہیں۔ ملکیت کے اثرات ناپید ہو جاتے ہیں اور انسانیت کی صفات حمیدہ مردہ ہو جاتی ہیں۔ نماز کے وقت تو ممنوع تھا مگر علاوہ ازیں استعمال عام تھا۔ چنانچہ عام محافل و مجالس میں چند ایک ایسے واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے لوگوں نے حضور ﷺ سے اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ چاہا۔ چونکہ ان واقعات کے ظہور سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو رہا تھا۔ حضور ﷺ نے بارگاہ قدس میں عرض کی۔

اللهم بين لنا في الخمر بياناً شافياً - (1)

اے اللہ شراب کے بارہ میں کوئی جامع حکم نازل فرما۔

اس سے شراب نوشی کے تیسرے دور کا آغاز ہوتا ہے۔ چنانچہ شراب کے مفید اور مضردونوں پہلوؤں کو واضح کرنے کیلئے یہ حکم نازل فرمایا گیا۔

ويسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير و منافع للناس

والثما اكبر من نفعهما - (2)

شراب اور جوئے کے بارے میں لوگ آپ سے پوچھتے ہیں آپ فرمائیں ان دونوں میں لوگوں کے لئے ایک عظیم گناہ بھی ہے اور چند فائدے بھی مگر فائدے کی نسبت گناہ بہت بڑا ہے۔

معنی یہ ہے کہ فوری طور پر اگرچہ شراب نوشی میں کچھ لذت حاصل ہوتی ہے۔ یا جوئے میں چند روپے مل جاتے ہیں مگر یہ فائدے حقیر ہیں ناپائیدار ہیں۔ یہ سبھی کو معلوم ہے کہ شرب نوشی اور خمار بازی میں وہ ساری خرابیاں موجود ہیں جو شرف انسانیت کو تباہ کر دیتی ہیں۔ غور کیا جائے تو تمام فسادات کی جڑ یہی قبیح عادت ہے۔ اس آیت کریمہ میں اگرچہ جوئے اور شراب نوشی کو گناہ فرمایا گیا ہے نفع کا بھی ذکر ہے اور نقصان کا بھی۔ مگر پھر بھی اس میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں ملتا۔ بعض لوگ عارضی نفع کو دیکھ کر

(1) امام احمد، مسند احمد، مسند عمر بن خطاب، الرقم 355، ص 359/1

ابو داؤد، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3185، ص 91/10

النسائی، السنن النسائی، تحریم الخمر، الرقم 5445، ص 473/16

(2) البقرة، 2: 219

شراب نوشی کو عار نہ سمجھتے۔ اس طرح شراب نوشی سے معاشرہ قطعی طور پر پاک نہ ہو سکا اور اس کا رواج بدستور رہا۔ چنانچہ اسی دور میں ایک واقعہ پیش آیا کہ سیدنا عثمان بن مالک نے سعد بن ابی وقاص اور چند دوسرے ساتھیوں کو بلا کر شراب پلائی جب ان پر نشہ کی حالت طاری ہو گئی تو ایک صاحب نے زمانہ جاہلیت کے وہ اشعار پڑھنے شروع کر دیے جو کبھی ان کے جھگڑوں کے دوران کہے گئے تھے۔ اس پر فریقین آپس میں الجھ گئے۔ جھگڑا ہو جانے پر سیدنا سعد ابن وقاص کا سر مبارک زخمی ہو گیا۔ جب یہ خبر حضور ﷺ کی بارگاہ میں پہنچی تو آپؐ نے ایک مبلغ خطبہ فرمایا کہ لوگو! اللہ تعالیٰ کو شراب نوشی ناپسند ہے۔ اس کا قطعی حکم نازل ہو چکا ہے۔ لہذا جس کے پاس شراب ہے وہ ختم کر دے اس کے بعد سورۃ المائدہ شریف کی یہ آیت نازل ہوئی جس میں شراب کے بارہ میں حتمی فیصلہ فرما دیا گیا ہے۔ (1)

ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ مَرْجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوا لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ۔ (2)

اے ایمان والو! شراب نوشی جوہ بازی یہ بت اور پانسے یہ سب گندے شیطانی کام ہیں۔ ان سے پرہیز کرو۔ امید ہے تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔

شراب نوشی کے بارے میں یہ آخری حکم ہے۔ اس کے نزول سے شراب کے سابقہ تمام احکام منسوخ ہو گئے اور تمام امت مسلمہ پر شراب نوشی قیامت تک حرام قرار دے دی گئی۔ سیدنا عبداللہ بن ابن عباسؓ فرماتے ہیں سورۃ المائدہ کی اس آیت مبارکہ نے تمام پہلے حکم منسوخ کر دیئے۔ (3)

یہ ہے وہ آخری فتویٰ جو قرآن مقدس نے صادر فرمایا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) امام مسلم، صحیح مسلم، سعد بن ابی وقاص، الرقم 4432، ص 142/12

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 285/8

(2) المائدہ: 90:5

(3) ابی داؤد، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3187، ص 93/10

حرمت شراب کا حکیمانہ انداز

شراب کی حرمت کے سلسلہ میں ایسا حکیمانہ انداز اختیار کیا گیا ہے۔ پہلے سورۃ البقرہ کی آیت نازل ہوئی جس میں شراب نوشی کے بارہ میں اظہارِ ناپسندیدگی کر کے چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ لوگوں کے ذہن اس کی حرمت قبول کرنے کیلئے تیار ہو جائیں۔ اس کے بعد شراب کے مفسد کو عملی زندگی میں واقعات کی صورت میں ظاہر کیا گیا۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا ہو گئی اور رفتہ رفتہ بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ عام ذہنوں میں یہ بات آنے لگی کہ شراب کو حرام اور اس کا استعمال ممنوع قرار دے دیا جائے۔ اس پر جب سورۃ المائدہ کی آخری آیت نازل ہوئی اور مسلمانوں سے پوچھا گیا۔

فهل انتم منتهون۔ (1)

کیا شراب نوشی سے باز رہو گے
تو سب نے ایک آواز میں کہا۔

انتهینا یا ربنا۔ (2)

اے ہمارے رب ہم رک گئے۔

ویسے تو اسلام کے ہر قانون میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ مگر تحریم شراب کا جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔ وہ انتہائی حکیمانہ ہے قانون بننے والا تھا۔ وہ اپنی تدریجی شان ارتقاء کے ساتھ آخری مرحلہ پر پہنچ کر مکمل ہو گیا۔ شرعی قوانین کے نفاذ کا اصل مقصد تو یہی ہے کہ ان کے نفاذ سے لوگوں کی اصلاح ہو اور معاشرہ ہر قسم کے خسارے سے پاک ہو جائے اور یہ مقصد جب ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ کہ قانون کے نفاذ کیلئے ایسا راستہ اختیار کیا جائے جس سے قانون پر آسانی سے عمل کیا جاسکے۔ خدا نخواستہ اگر پہلے ہی دن جنگ سے شراب نوشی پر پابندی عائد کر دی جاتی۔ جو آخری دن عائد کی گئی تو نامعلوم اس حکم کی

(1) المائدة، 91:5

(2) امام احمد، مسند احمد، مسند عمر بن خطاب، الرقم 355، ص 359/1

النسائی، السنن النسائی، تحریم الخمر، الرقم 5445، ص 473/16

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، والوحد الثالث، الرقم 7332، ص 62/17

تکمیل میں کس قدر دشواریاں پیدا ہوتیں اور کتنے ہی لوگ وفاداری کی بجائے درپردہ خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے۔ اس قانون میں یہی تدریجی ارتقاء ہی مفید تدبیر تھی۔ جس کی بدولت سب کچھ چھوڑنا آسان ہو گیا۔ جیسے سیدنا انسؓ فرماتے ہیں میں ابو عبیدہؓ، ابو طلحہؓ، اور ابی بن کعب کو شراب پلا رہا تھا کہ اچانک آواز آئی کہ شراب حرام ہو گئی ہے۔ یہ سن کر ابو طلحہؓ نے فوراً کہا کہ انسؓ اٹھو اور شراب کے سارے مٹکے توڑ دو۔ (1)

میں اٹھا اور شراب کے سارے مٹکے توڑ دیئے۔ اس کے بعد شراب کے بارے میں معاشرے کو قطعی طور پر پاک رکھنے کی غرض سے کسی قسم کی نرمی نہیں برتی گئی۔ بلکہ سختی کیساتھ حکم امتناعی پر قائم رہے۔ ایسے انتظامات ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ ان برتنوں کا استعمال بھی ناجائز قرار دے دیا گیا۔ جن میں شراب بنائی جاتی تھی۔ (2)

اس موقع پر بعض لوگوں نے سوال کیا حضور ﷺ ہم یہ شراب یہودیوں کو تحفہ کیوں نہ دیدیں۔ آپؐ نے فرمایا! جس نے یہ چیز حرام کی ہے اس کے تحفہ دینے سے بھی روک دیا ہے۔ بعض نے پوچھا حضور ﷺ ہم شراب کو سرکہ میں کیوں نہ بدل دیں۔ آپؐ نے اس سے بھی منع فرما دیا اور حکم یہ دیا کہ شراب کو بہا دو۔ (3)

ایک نے عرض کی حضور ﷺ شراب کو بطور دوائی تو استعمال کر لیں فرمایا ہرگز نہیں وہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔ (4)

(1) البخاری، صحیح البخاری، صلب الخمر فی الطریق، الرقم 2284، ص 349/8

ابی دائود، السنن، فی تحریم الخمر، الرقم 3188، ص 94/10

الدارمی، السنن الدارمی، فی تحریم الخمر، الرقم 2142، ص 299/6

(2) ابی دائود، السنن، فی الاوعیہ، الرقم 3207، ص 119/10

امام مسلم، صحیح مسلم، التہی عن الانتیاء، الرقم 3697، ص 221/10

النسائی، السنن النسائی، تحریم کل شراب السکر، الرقم 5496، ص 46/17

(3) ابی دائود، السنن ابی دائود، ما جاء فی الخمر تخیلاً، الرقم 3190، ص 98/10

(4) ابی دائود، السنن ابی دائود، فی الرجل یتداوی، الرقم 3357، ص 342/10

الترمذی، سنن الترمذی، ما جاء فی الدواء، الرقم 1961، ص 349/7

ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ، ما انزل اللہ داء، الرقم 3429، ص 236/10

غرضیکہ شراب کے سلسلہ میں جس قدر سوال پیش ہوتے رہے۔ حضور ﷺ نے ان سب میں سختی سے کام لیا۔ درج ذیل ارشادات سے آپ اندازہ لگالیں کہ حضور ﷺ کو اس سے کس قدر نفرت تھی اور آپ ﷺ نے کیسے سخت الفاظ کیساتھ اس کے استعمال سے منع فرمایا۔ اس کا اندازہ آپ درج ذیل احادیث طیبہ سے لگا سکتے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب کی تجارت بھی حرام ہے

شریعت مطہرہ کی نظر میں شراب اس قدر قابل نفرت تھی کہ اسکی تجارت بھی حرام قرار دیدی گئی ہے۔ جو شخص تجارت کرے وہ حرام کا مرتکب ہو رہا ہے۔ خدا کی طرف سے اس پر لعنت برسی ہے۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں سیدنا حضرت انسؓ کے حوالہ سے یہ روایت ذکر کی گئی ہے۔

لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة عاصر ها و معتصر ها و شاربها و حملها و المحمولة اليه و ساقيا و بائعها و اكل ثمنها و المشتري لها و المشتري له (1)

حضور ﷺ نے شراب کے معاملہ میں دس آدمیوں پر لعنت فرمائی ہے۔ شراب کشید کرنے والے پر شراب کشید کروانے والے پر پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اٹھانے والے پر اور جس کیلئے اٹھا کر لیجائی جا رہی ہے۔ بیچنے والے پر اور اس کی قیمت اٹھانے والے پر خریدنے والے پر اور جس کیلئے خرید کی جا رہی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الترمذی، سنن الترمذی، النہی ان یتخذ الخمر، الرقم 1216، ص 108/5

ابن ماجہ، السنن، لعنة الخمر علی عشرة، الرقم 3372، ص 10/156

البیہقی، شعب الایمان، فی لمطاعم و المشارب، الرقم 5326، ص 12/49

شرابی جنت سے محروم ہے



عن ابن عمرؓ ”قال قال رسول الله ﷺ من مات وهو يشرب الخمر لم يشرب بها في الآخرة“ (1)

عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص شراب نوشی کی حالت میں مر گیا تو آخر میں اسے شراب (طہور) جنت میں نہیں ملے گی۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شرابی کی نماز مقبول نہیں



عن ابن عباسؓ عن النبی ﷺ من شرب مسکراً لم تقبل له صلوٰۃ و فی مروایۃ صلوٰۃ اربعین صباحاً۔ (2)

ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نشہ آور چیز پی لی تو اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔
دوسری روایت میں ہے اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔



عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ ثلثة قد حرم الله

-
- (1) الترمذی، السنن، ما جاء فی شارب الخمر، الرقم 1784، ص 61/7
ابن ماجہ، السنن ابن ماجہ، من شرب الخمر فی الدنیا، الرقم 3365، ص 145/10
امام مسلم، صحیح مسلم، عقوبۃ من شرب الخمر، الرقم 3738، ص 264/10
- (2) امام احمد، مسند احمد، مسند عبداللہ بن عمر، الرقم 6355، ص 393/13
ابن ماجہ، السنن، من شرب الخمر لم تقبل الصلوٰۃ، الرقم 3368، ص 150/10
البیہقی، شعب الایمان، فی لمطاعم والمشارب، الرقم 5338، ص 61/12

عليهم الجنة من الخمر والعاق والديوث الذي يقر في اهله الخبث (1)
ابن عمرؓ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا تین آدمیوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کیا
ہے۔ شراب نوشی پر ماں باپ کے نافرمان پر بے غیرت آدمی پر جو اپنی بیوی کو
زنا کاری میں مبتلا دیکھ کر نہ روکے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

شراب اور بت پرست



عن ابن عباسؓ ان رسول اللہ ﷺ قال مد من الخمر ان مات
لقى الله كعادوثن (2)

ابن عباسؓ سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے کی
ملاقات اللہ تعالیٰ سے ایسے ہی ہوگی جیسے بت پرست آدمی کی انتہائی تہر و غضب
کی صورت ہے۔



عن ابی موسیٰؓ انه كان يقول ما ابالي شربت الخمر عبت هذه
السامرية من دون الله تعالى (3)

ابو موسیؓ فرماتے ہیں میرے نزدیک اس میں کوئی فرق نہیں کہ میں شراب پیوں یا

(1) اصمہ احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، الرقم 5904، ص 441/12

النسائی، سنن النسائی، المنان، بھا اعطی، الرقم 2515، ص 342/8

الطبری، تہذیب الآثار، ثلثہ لا ینظر اللہ الیہم، الرقم 1551، ص 290/4

(2) اصمہ احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عباس، الرقم 2325، ص 357/5

ابن ماجہ، السنن، مد من الخمر، الرقم 3366، ص 147/10

الاصمہانی، معرفة الصحابة لابی نعیم، اسمہ عبد اللہ، الرقم 4206، ص 278/13

(3) النسائی، السنن، الروایات المغلطات، الرقم 5569، ص 139/17

ابی شیبہ، المصنف، ص 509/5

النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 5173، ص 228/3

خدا کے سوا اس ستون (درخت) کی پرستش کروں۔

یعنی یہ دونوں کام میرے نزدیک ایک جیسے ہیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

الخمر

خمر کا لفظ عرب میں انگوری شراب کیلئے استعمال ہوتا تھا۔ اور مجازاً گندم، جو، کشمش، کھجور اور شہد کی شرابوں کے لئے بولا جاتا تھا۔ مگر حضور ﷺ نے حرمت کے اس حکم میں تمام ان چیزوں کو بھی حرام فرمایا ہے جن سے نشہ پیدا ہو۔ چنانچہ مختلف احادیث طیبہ میں ارشادات موجود ہیں۔

کل مسکر خمر و کل مسکر حرام (1)

ہر نشہ آور چیز خمر ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔

ایک اور انداز میں بھی یہی مضمون ملتا ہے۔

ما اسکر کثیرہ قلیلہ حرام (2)

جس چیز کی کثیر مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔

حضور ﷺ کے ان ارشادات عالیہ پر ذرا غور کیا جائے تو پتہ چل جاتا ہے کہ دینی نقطہ نگاہ سے مومن کے لئے شراب نوشی کا انجام کس قدر خطرناک ہے اور اس سے مومن اپنے لئے کس قدر تباہی کا سامان بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے پناہ دے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابی داؤد، السنن، النہی عن المسکر، الرقم 3194، ص 104/10

النسائی، السنن، اثبات اسم الخمر لكل مسکر، الرقم 5488، ص 37/17

امام مسلم، صحیح مسلم، بیان ان کل مسکر خمر، الرقم 3734، ص 259/10

الترمذی، السنن، ما جاء في الشارب الخمر، الرقم 1784، ص 61/7

(2) ابی داؤد، السنن، النہی عن المسکر، الرقم 3196، ص 106/10

الترمذی، السنن، ما اسکر کثیرہ قلیلہ، الرقم 1788، ص 67/7

النسائی، السنن، تحریم کل شراب اسکر، الرقم 5513، ص 65/17

ابن ماجہ، السنن، ما اسکر کثیرہ قلیلہ حرام، الرقم 3383، ص 171/10

امام احمد، مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمر، الرقم 5390، ص 427/11

فاطمہ بنت اسد کا وصال

اسی سن ۴ ہجری میں سیدنا علی المرتضیٰ کی والدہ ماجدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم نے وفات پائی۔

☆ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں جب حضور ﷺ کو حضرت فاطمہ بنت اسد کی موت کی اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ ہم اپنی ماں کے پاس چلتے ہیں۔ صحابہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب آپ گھر کے دروازہ پر پہنچے تو اپنی قمیص دے کر فرمایا۔ اس کو غسل کے بعد یہ کفن پہنا دینا۔ جنازہ باہر آیا تو آپ ﷺ نے کندھا دیا اور سارے راستے پر کندھا دیتے رہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ابو طالبؓ کے بعد مجھ سے ان جیسا کسی نے سلوک نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان کی وفات پر مجھے اطلاع دی جائے۔ وصال پر اطلاع عرض کی گئی تو آپ نے حکم دیا بقیع میں قبر کھودی جائے لحد بنائی جائے۔ قبر تیار ہو جانے پر حضور ﷺ قبر شریف میں خود اترے اور لحد میں لیٹے قرآن پاک کی تلاوت فرمائی۔ کس قدر خوش نصیب ہیں۔ فاطمہ بنت اسدؓ جن کی قبر میں محبوب پاک ﷺ لیٹے اور قرآن پاک پڑھا۔ سب سے پہلی خوش قسمت قبر حضور ﷺ کی قبر مبارک ہے۔ جسے یہ شرف حاصل ہے کہ حضور ﷺ نے اس میں آرام فرمایا۔ (594)

دوسری قبر سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کی ہے۔ جس میں حضور ﷺ اترے۔

تیسری قبر سیدہ خدیجہؓ کے صاحبزادہ کی ہے جو حضور ﷺ کے زیر تربیت تھے۔

چوتھی قبر سیدہ فاطمہ بنت اسدؓ کی ہے۔ جس میں حضور ﷺ اترے اور لحد میں لیٹ کر دیکھا۔

پانچویں قبر عبد اللہ مرنی کی ہے جس میں حضور ﷺ اترے انہیں ذوالجبارین بھی کہتے ہیں۔

چھٹی قبر ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی والدہ ماجدہ ام رومان کی ہے جس میں حضور ﷺ

اترے۔ (1)

☆ حضور ﷺ کے نواسہ حضرت عبداللہ، عثمان بن عفانؓ کے صاحبزادہ کا وصال بھی اسی سن ۴ ہجری میں ہوا۔

☆ ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ بھی اسی ۴ ہجری میں دنیا سے رخصت ہوئیں۔ اسی سال سن ۴ ہجری کو سیدنا ابو عبداللہ امام حسین ابن علیؓ پیدا ہوئے تھے۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

سیدہ ام سلمہؓ کا نکاح

اسی سال ۴ھ سیدہ ام سلمہؓ حضور ﷺ کے نکاح میں آئیں۔ (3)

آپ ﷺ کا پہلا نکاح ابوسلمہ مخزومیؓ سے تھا۔ انہیں ہجرت حبشہ کا شرف بھی حاصل ہے اور ہجرت مدینہ کا بھی۔ آپ کے پہلے شوہر ابوسلمہؓ حضور ﷺ کے رضاعی بھائی بھی تھے۔ آپ کے شوہر ابو سلمہؓ کو غزوہ بدر اور غزوہ احد میں شمولیت کا شرف بھی حاصل ہے۔ غزوہ احد میں ان کے بازو پر زخم آیا۔ ایک مرتبہ تو یہ زخم اچھا ہو گیا۔ مگر پھر ہرا ہو گیا۔ اسی زخم کے صدمہ سے انتقال فرمایا۔ (4)

آپ فرماتی ہیں ایک مرتبہ میرے شوہر ابوسلمہؓ نے گھر آ کر حضور ﷺ کا ارشاد مجھے سنایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں جس شخص کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ

انا لله وانا اليه راجعون

پڑھے اور اس کے بعد یہ دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو نعم البدل عطا فرمائے گا۔ دعا یہ ہے۔

اللهم عندك احتسب مصيبتى هذه اللهم اخلفني فيها بخير منها (5)

اے اللہ میں تجھ سے اس مصیبت میں جزا کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے اس سے بہتر

(1) السہودی، خلاصۃ الوفاً بأخبار دار مصطفیٰ ﷺ، ص 257/1

(2،3) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 356/2

(4) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 386/2

(5) اصمٰء احمد، مسند احمد، ام سلمہ زوج النبی ﷺ، الرقم 25474، ص 136/54

الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، ام المومنین ام سلمہ، الرقم 6841، ص 493/15
النسائی، السنن الکبریٰ، الرقم 10909، ص 264/6

عطا فرمادے۔

ام سلمہؓ فرماتی ہیں میں نے اپنے شوہر ابو سلمہؓ کی وفات کے بعد کثرت سے یہی دعا پڑھنا شروع کر دی مگر ساتھ ہی ذہن میں یہ بات بھی آ جاتی کہ ابو سلمہؓ سے بہتر شوہر کیسے مل سکے گا۔ مگر حضور ﷺ کے ارشاد گرامی کو نہ چھوڑا۔ پڑھتی رہی کہ عقیدہ تو یہی تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے منہ سے نکلے الفاظ غلط ثابت نہیں ہو سکتے۔ عدت گزرتے ہی مجھے حضور ﷺ کی طرف سے پیغام نکاح مل گیا جو پوری کائنات میں سب سے بہتر ہیں۔ افضل ہیں سب سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے برتر ہیں۔ نکاح سے پہلے حضور ﷺ اور حضرت ام سلمہؓ کے درمیان گفتگو بھی ہوئی۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ میری عمر زیادہ ہے۔

حضور ﷺ: میری عمر تم سے بھی زیادہ ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: میں عیال دار ہوں۔ یتیم بچے بھی میرے ساتھ ہیں۔

حضور ﷺ: تمہاری عیال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی عیال ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ میں کچھ غیور سی ہوں۔ کہیں کوئی بات نہ ہو جائے جو آپ

ﷺ کے ملال کا باعث بنے۔

حضور ﷺ: میں دعا کروں گا ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوگی۔ (1)

اسی سن ۴ ہجری میں نکاح میں آئیں۔ 84 برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے

نماز جنازہ پڑھائی۔ (2)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) اسامہ احمد، مسند احمد، ام سلمہ زوج النبی ﷺ، الرقم 25474، ص 136/54

ابی یعلیٰ، المسند، از اصابت احد کم، الرقم 6756، ص 191/14

(2) ابن حجر العسقلانی، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، ص 71/4

سعید ایوب، زوجات النبی ﷺ، ص 64/1

غزوہ بدر صغریٰ

اسی سن ۴ ہجری میں غزوہ بدر صغریٰ واقعہ ہوا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ ابوسفیان نے جنگ احد سے واپسی پر مسلمانوں سے کہا تھا کہ ہم آئندہ سال بدر میں تم سے ملیں گے۔ کفار چاہتے تھے کہ جس طرح انہیں جنگ بدر میں شکست ہوئی تھی۔ وہ بھی مسلمانوں کو اسی میدان میں اسی طرح شکست دیں۔ ابوسفیان کو صحابہ نے ہاں میں جواب دیدیا۔ چنانچہ ابوسفیان نے آئندہ سال کیلئے کام شروع کر دیا اور قریش کو جنگ کی ترغیب دی۔ مگر ابوسفیان کا سارا کام بددلی سے تھا۔ اندر سے ڈر چکا تھا۔ مگر شرم کے مارے ہاتھ پاؤں مارتا تھا کہ لوگ بزدل نہ کہیں۔ نعیم بن مسعود اٹھیں مدینہ منورہ سے مکہ آئے اور قریش کو شوکت اسلام سے آگاہ کیا اور کہا اے قریش تمہارے ساتھ لڑنے کیلئے پورا مدینہ منورہ فوج سے بھرا پڑا ہے۔ ابوسفیان نے نعیم بن مسعود سے کہا کہ ہم نے احد میں محمد ﷺ سے بدر کا وعدہ کیا تھا۔ مگر ان دنوں سخت قحط سالی ہے۔ جانوروں کو چارہ نہیں مل رہا۔ تم واپس جا کر مسلمانوں کو مرعوب کر دو کہ وہ میدان چھوڑ جائیں۔ اور ہم شرمسار نہ ہوں تھے اس خدمت کے بدلہ میں ۳۰ اونٹ انعام دیں گے۔ نعیم مدینہ پہنچا اور غلط بیانی سے صحابہ میں خوف پیدا کیا۔ کفار کی بزدلی پر پردہ ڈالا اور ان کی بہادری کے گن گائے۔ مسلمانوں نے اس کی غلط بیانی سے کچھ پستی کا مظاہرہ کیا۔ اور باہر نہ نکلنے کا سوچنے لگے۔ صحابہ کے اس سوچ بچار کی خبر جب حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ صحابہ باہر جانا نہیں چاہتے صدیق اکبر نے حاضری پر عرض کی حضور ﷺ ہم سب باہر نکلیں گے تو آپ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ میں جنگ کیلئے ضرور نکلوں گا۔ خواہ اس غزوہ میں میرے ساتھ کوئی بھی نہ جائے۔ حضور ﷺ کے اس ارشاد پر صحابہ کے حوصلے بلند ہو گئے۔ وسوسہ چلا گیا۔ شوکت غالب ہو گئی۔ پھر حضور ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرمایا اور علم سیدنا علی المرتضیٰ کو دیا اور آپ پندرہ سو جوانوں کیساتھ روانہ ہوئے۔ بدر میں جاتے آتے آٹھ روز تک وہاں قیام فرمایا کفار آئے ہی نہیں۔ ابوسفیان دو ہزار فوجیوں کیساتھ جنگ کیلئے مکہ سے روانہ ہوا تھا۔ مگر مرالظہر ان پر پہنچ کر یہ بہانا بناتے ہوئے واپس ہو گیا کہ قحط سالی ہے۔ جانوروں کیلئے چارہ نہیں۔ لوگوں کیلئے دودھ میسر نہیں۔ دراصل اس پر اسلام کا رعب و دبدبہ چھا

چکا تھا اور وہیں سے ہی واپس مکہ چلا گیا۔ صفوان ابن امیہ نے ابوسفیان سے کہا یہ کیا کر رہے ہو۔ تم نے محمد ﷺ اور ان کے اصحاب سے جنگ کا وعدہ کیا ہے اور اگر جنگ نہ لڑو گے تو مسلمان دلیر ہو جائیں گے۔ (1)

اس موقع پر سیدنا عبداللہ بن رواح نے اس غزوہ کے بارے میں چند اشعار فرمائے جو یہ ہیں۔

وعدنا ابا سفیان بدرأ ولم نجد
سبيعاً وصدقا وما كان وافيأ
ہم نے ابوسفیان کے ساتھ بدر میں آنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن ہم نے اسے سچانہ پایا۔ وہ وعدہ پورا کرنے والا تھا ہی نہیں۔

واقسم لو وافيئنا فلقيتنا
لابت زميماً وافتقدت المواليا
اللہ کی قسم اگر تو اس دن ہمارے سامنے آتا اور جنگ کرتا تو وطن لوٹنے پر تیری خدمت کی جاتی۔

عصيتم مرسلو الله اف لديكم
وامركم السنئ الذي كان عادياً
تم نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ تف ہے تمہارے دین پر اور تمہاری سرکشی پر۔

مالى فان عنفتمونى لقائل
فدى لرسول الله اهلى و مالياً (2)
مجھے کہا اگر تم مجھے برا کہو بے شک میں کہوں گا میرا مال، عیال سب کچھ اللہ کے رسول پر قربان ہوں۔

اس کے بعد وہ خندق کی جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) الشامی، سبل الہدی والرشاد، ص 337/14

الواقدي، المغازی، ص 384/1

(2) السہیلی، الروض الأنف، ص 411/3

ابو محمد، سیر قلابن ہشام، ص 210/2

غزوہ ذات الرقاع

یہ غزوہ بھی اسی سال سن ۴ ہجری میں پیش آیا۔ تفصیل یہ ہے۔ غزوہ بنو نضیر کے بعد حضور ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم رہے۔ آپ کو یہ خبر دے دی گئی کہ بنی محارب اور بنی ثعلبہ (جو قبیلہ غطفان کی دو شاخیں ہیں)۔ جنگ لڑنے کیلئے لشکر جمع کر رہے ہیں۔ تو ان کے جواب کیلئے حضور ﷺ ۴۰۰ چار سو صحابہ کو لیکر نجد پہنچے۔ کپڑے کا وہ ٹکڑا جس سے پیوند لگایا جائے اسے رقعہ کہتے ہیں۔ اس غزوہ کو ذات الرقاع کہنے کی وجہ یہ ہیں۔

1- اس وادی کے پہاڑ میں سیاہ و سفید دھاریاں تھیں۔ محسوس ہوتا کہ مختلف رنگوں کے کپڑے جوڑے گئے ہیں۔ اس سے شہرت ہو گئی۔

2- اس علاقہ کی پتھریلی زمین میں صحابہ کے پاؤں زخمی ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑے کے چیتھڑے لپیٹ لئے تھے۔ اس لئے اسے اس نام سے شہرت ہو گئی۔ بعض کتب سیرت نے اس غزوہ کو سن ۶ ہجری میں بتایا ہے۔ میں نے اپنی معلومات کے پیش نظر سن ۴ ہجری کا ذکر کیا ہے۔

3- بعض نے کہا کہ اس وادی میں ایک درخت تھا جس کا نام ”ذات الرقاع“ تھا۔ اس کے باعث اس کا نام مشہور ہو گیا۔

4- مسلمانوں نے اپنے جھنڈوں پر پیوند لگائے ہوئے تھے۔ اسی باعث اس کا یہ نام مشہور ہو گیا تھا۔

صحابہ کی چار سو ۴۰۰ افراد پر مشتمل جماعت یہاں پہنچ تو گئی مگر حکیمانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے انہوں نے حملہ میں پہل نہ کی کہ مدینہ منورہ یہاں سے دور تھا۔ لوگوں کے کمک کے پہنچنے میں دشواری ہو سکتی تھی۔ دشمن نے بھی حملہ کرنا مناسب نہ جانا کہ وہ صحابہ کی ایمانی قوت کا اندازہ کر چکا تھا۔ اس کے بعد خود حضور ﷺ یہاں تشریف لے آئے۔ جنگ تک نوبت نہ پہنچی۔ حضور ﷺ نے صلوة الخوف یہاں پڑھائی۔ (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابوالفتح، عیون الاثر، ص 29/2

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 160/3

ہیبت نبوی ﷺ

اسی دوران ایک حیرت انگیز واقعہ رونما ہوا جس سے نبوت کی ہیبت اور دشمن کی بزدلی کا پتہ چلتا ہے۔ قبیلہ بنی محارب کے ایک شخص غورث نامی نے اپنی قوم کے سرداروں سے کہا کہ میں اپنی ہمت و قوت کے بل بوتے پر محمد ﷺ کا کام تمام کر سکتا ہوں۔ سب نے اس پیشکش پر خوشی کا اظہار کیا اور کئی قسم کے انعامات کا ذکر کیا۔ چنانچہ یہ متکبر مغرور سرکش بد بخت غورث رسول اللہ ﷺ کے قتل کے ارادہ سے روانہ ہوا اور مسلمانوں کی قیام گاہ تک پہنچا۔ دیکھا حضور ﷺ تشریف فرما ہیں۔ اور تلوار آپ کے پہلو میں رکھی ہوئی ہے۔ غورث نے منافقانہ رنگ ڈھنگ اختیار کرتے ہوئے بڑے ادب و احترام کا مظاہرہ کیا اور ادب سے بیٹھ گیا عرض کی حضور ﷺ یہ تلوار دیکھ سکتا ہوں فرمایا کیوں نہیں ضرور دیکھو۔ چنانچہ اس نے تلوار اٹھائی اور نیام سے نکال کر لہرائی اور قتل کا ارادہ کیا اور کہا

”امّا تخافى“

اے محمد ﷺ آپ کو مجھ سے ڈرنے لگ رہا۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھ سے ہرگز خائف نہیں ہوں۔ میرا اللہ میرا حافظ ہے۔

اس نے پھر پوچھ

امّا تخافى وفى یدى السيف

کیا آپ اب بھی خوف زدہ نہیں۔ حالانکہ میرے ہاتھ میں ننگی تلوار ہے۔

حضور ﷺ نے بڑے پراعتماد لہجہ میں ارشاد فرمایا۔

بل يمنعنى الله منك (1)

میرا اللہ مجھے تیرے شر سے بچائے گا۔

حضور ﷺ کے اس پراعتماد جواب پر وہ اس قدر ہیبت زدہ ہوا اور مرعوب ہوا کہ چپکے سے

(1) السہیلی، الروض الانف، ص 402/3

ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 162/3

تلوار آپ کے سامنے رکھ دی اور چلا گیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

نماز میں عجیب حالت

اس سفر کا ایک اور اہم واقعہ بھی سنیں واپسی پر ایک جگہ اسلامی لشکر نے پڑاؤ کیا۔ حضور ﷺ نے رات پہرہ دینے کیلئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر کی ڈیوٹی لگائی۔ پہلے حصہ میں حضرت عباد بن بشر نے ڈیوٹی دی۔ آپ نے وضو کر کے نماز شروع کر دی دشمن نے آپ کو تیر مارا جو نشانہ پر لگا۔ آپ نے وہ تیر نکال کر پھینک دیا اور نماز جاری رکھی۔ دوسرا تیر لگا جسم میں پیوست ہوا۔ وہ بھی نکال دیا اور نماز جاری رکھی۔ تیسرا تیر لگنے پر آپ نے رکوع و سجدہ کر کے نماز مکمل کر لی اور حضرت عمارؓ کو جگایا حضرت عمارؓ حیران ہو گئے کہ آپ خون سے لت پت ہیں۔ بشیر بن عباد نے پورا واقعہ سنا دیا۔ عمارؓ فرماتے ہیں تو نے مجھے پہلے تیر لگنے کے وقت کیوں نہ جگایا تو جواباً کہا مجھے نماز میں تلاوت قرآن پاک سے ایسا سرور آ رہا تھا کہ میں کسی قیمت اس سرور کو ختم کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اب میں نے آپ کو اس لئے جگایا ہے کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ میں زیادہ خون بہہ جانے سے میری موت واقعہ ہو جائے اور مورچہ خالی رہ جائے۔ اس لئے میں نے نماز مختصر کر کے آپ سے کہا ہے مورچہ سنبھال لیں حضرت بشیر بن عبادؓ کی یہ بہادرانہ صورت دیکھ کر دشمن پر ایسا ڈر طاری ہوا کہ وہ بھاگ گیا۔ (606)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

اونٹ کی تیز رفتاری

اس غزوہ ذات الرقاع کا ایک اور عجیب واقعہ کتب سیرت میں ملتا ہے۔ سیدنا جابرؓ فرماتے ہیں۔ میں بھی اس غزوہ میں شامل ہوا واپسی پر میرا اونٹ کمزور و لاغر اور سست ہو گیا تھا۔ میں سب سے پیچھے آہستہ آہستہ چل رہا تھا۔ اچانک حضور ﷺ پیچھے سے تشریف لائے اور میرے اونٹ کی سست رفتاری کی وجہ پوچھی میں نے عرض کی حضور ﷺ تھکاوٹ کی وجہ سے سست چل رہا ہے۔ حضور ﷺ نے

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 164/3

ابو محمد، سیر قانین هشام، ص 207/2

فرمایا اسے بٹھاؤ میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا۔ حضور ﷺ نے بھی اپنا اونٹ بٹھا دیا اور میرے ہاتھ سے چھڑی لی جس سے میں اونٹ چلا رہا تھا۔ آپؐ نے دو تین مرتبہ اس چھڑی سے میرے اونٹ کو کچوکے دیے اور پھر فرمایا لو اب سوار ہو جاؤ میں سوار ہو گیا۔ اب وہی اونٹ تھا جو ہوا سے باتیں کرنے لگا اس کی تیز رفتاری کا مقابلہ کرنے کیلئے پورے قافلہ میں کوئی اونٹ نہ تھا۔ اب وہی میرا اونٹ حضور ﷺ کے تیز رفتار اونٹ کے ساتھ ساتھ چلنے لگا اور ہم آپس میں باتیں کرنے لگے۔

حضور ﷺ۔ جابر تم نے شادی کر لی ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ جی حضور ﷺ شادی کر لی ہے۔

حضور ﷺ۔ کسی کنواری سے کی ہے یا بیوہ سے۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ یا رسول اللہ بیوہ سے شادی کی ہے۔ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے تھے۔ میری چھوٹی چھوٹی بہنیں تھیں۔ میں نے پسند کیا کہ کوئی ایسی بیوی لاؤں جو تجربہ بھی رکھتی ہو اور میری بہنوں کی سرپرستی بھی کر سکے۔

حضور ﷺ۔ تو نے بہت اچھا کیا تیرا فیصلہ درست ہے اور فرمایا جب ہم صرار (گاؤں) ٹھہریں گے۔ تو قیام کے دوران گھر تیری اطلاع ہو جائے گی تیری بیوی پردے بستر غلاف تکیے صاف کرے گی اور وہاں تمہارا استقبال کریگی۔

جابر رضی اللہ عنہ۔ غریب آدمی ہوں بستر پردے کہاں سے آئے۔

حضور ﷺ۔ فرمایا فکر نہ کر سب کچھ ہوگا۔ غربت کوچ کر جائے گی حالات بہتر ہوں گے۔

حضرت جابرؓ نے گھر پہنچ کر یہ باتیں بیوی کو بتائیں تو وہ خوش ہوئیں (1)

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) اصمٰ احمد، مسند احمد، جابر بن عبد اللہ، الرقم 14495، ص 44/30

البیہقی، دلائل النبوة، خرچنا مع رسول اللہ ﷺ، الرقم 1279، ص 464/3

رجم کا حکم

اسی سال ایک مرد نے یہودی عورت سے زنا کیا۔ اس پر حضور ﷺ نے اپنی شریعت کے مطابق دونوں کو رجم (پتھر مار مار کر ہلاک کرنے کا حکم) فرمایا انہوں نے کہا ہم یہودی ہیں تو ریت میں حکم یہ نہیں ہے۔ ہمیں تورات کے مطابق سزا دی جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم غلط کہہ رہے ہو تو ریت میں بھی زانی کی سزا رجم ہے۔ عبد اللہ بن سلام جو یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ اسلام لا چکے تھے انہوں نے انہیں جھٹلایا اور حضور ﷺ کی تصدیق کی حضور ﷺ کے حکم سے تو ریت لائی گئی تو آپ نے تو ریت سے رجم کرنے کا حکم دکھا دیا۔ عبد اللہ بن سلام نے یہ حکم پڑھ کر سنایا اور وہ مرد و عورت سنگسار کئے گئے۔ اسی واقعہ کی بنا پر حضور ﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو حکم فرمایا کہ وہ تو ریت کے خط کے سیکیں ایسا نہ ہو یہودی اپنے رسائل و کتب میں تبدیلی پیدا کر لیں۔ (1)

بعض لوگوں کو اس حکم پر اعتراض ہے کہ رجم اسلامی تعزیرات سے نہیں۔ (معاذ اللہ) کہ قرآن شریف میں اس کا صراحہ حکم نہیں ملتا۔ یہ استدلال کمزور ہے بلکہ اس کے برعکس رجم کے اسلامی حکم ہونے پر واضح دلائل ملتے ہیں۔ اگرچہ قرآن مقدس کی صریح آیات میں اس کا ذکر نہیں ملتا مگر بہت احادیث صحیحہ میں اس کا ذکر موجود ہے۔ نفس رجم کے بارہ میں وہ احادیث متواتر ہیں۔ خود حضور ﷺ نے رجم کی سزا دی ہے۔ (2)

پھر خلفاء راشدین نے اس پر عمل کیا ہے۔ تمام صحابہ کرام کا اس پر اجماع ہے۔ تابعین، آئمہ مجتہدین اور امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رجم اسلامی سزا ہے اور کتاب سنت کے خلاف نہیں چند افراد کا اعتراض کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

☆ حضور ﷺ کی پوری زندگی ”واجب الطاعۃ“ ہے اور حضور ﷺ نے رجم کیا ہے جیسے مندرجہ بالا طور میں گزر کیا۔ قانون کا سرچشمہ صرف حضور ﷺ کی ذات ہے۔ مرکز اطاعت آپ کا وجود ہے۔

(1) البیہقی، دلائل النبوة، اسئلة اليهود، الرقم 2528، ص 16/7

عبدالرزاق، المصنف، الرقم 13330، ص 316/3

(2) الترمذی، السنن، فی درہ الحد عن المعتبر، الرقم 1348، ص 329/5

البیہقی، السنن الکبریٰ، ص 228/8

قرآن مقدس فرماتا ہے۔

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ - (1)

جو کچھ تمہیں حضور ﷺ دیں اسے لے لو جس سے روکیں رک جاؤ۔

نبوت و رسالت کے منصب کا تقاضا یہی ہے کہ نبی و رسول کے ہر قول و عمل کو شرعی دلیل قرار دیا جائے۔ اس کے بغیر کتاب و حکمت کا سمجھنا اور اس پر عمل کرنا کسی طرح ممکن ہی نہیں۔ قرآن مقدس میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا حکم ملتا ہے۔ مگر اس پر عمل ارشادات نبوت کے بغیر ناممکن ہے۔

☆ عمر فاروقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا میں تمہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو شخص سمجھ لے اسے یاد رکھے اور جہاں تک ہو سکے آگے پہنچائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اور ان پر کتاب نازل فرمائی ہے۔ اس میں رجم کی آیہ بھی تھی۔ ہم نے وہ آیہ پڑھی اور اسے سمجھا اور اسے یاد رکھا۔ رسول ﷺ اور پھر ہم نے بھی رجم کیا مجھے خوف ہے زمانہ گزر جانے کے بعد کوئی کہہ دے کہ قرآن میں رجم کا ذکر نہیں تو اللہ کے فریضہ کو ترک کر کے گنہگار ہو جائے۔ اللہ کی کتاب میں رجم حق ہے۔ ہر اس آزاد مرد عورت پر جس نے شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کیا بشرطیکہ شرعی گواہ قائم ہو جائیں۔ (2)

آیت رجم کا نزول اور اس کا منسوخ التلاوة ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ رجم کے معنی تو اتر اور قطعیت کے ساتھ موجود ہیں۔ سیدنا ابو بکر صدیقؓ عمر فاروقؓ، نے محسن کو زنا کی سزا میں رجم کیا ہے کوڑے نہیں مارے۔ ابراہیمؑ زہری، اوزاعی، سفیان ثوری، امام ابو حنیفہ، امام مالک امام شافعی احمد بن حنبل نے سبھی کا یہی موقف ہے سیدنا ابو ذرؓ سے منقول ہے شادی شدہ بوڑھے کی سزا سو کوڑے اور رجم ہے۔ اگر وہ جوان ہے تو کوڑے نہیں صرف رجم ہے۔

☆ حضرت سلمہ بن سہیل نے کہا میں نے شععی سے سنا ہے وہ حضرت علی المرتضیٰؓ سے حدیث بیان کرتے تھے۔ جب انہوں نے جمعہ کے دن شراحہ نامی عورت کو رجم کیا تو فرمایا میں نے اس کے

(1) الحشر، 59:7

(2) البخاری، صحیح البخاری، الاعتراف بالزنا، الرقم 6327، ص 104/4

بارے میں رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کیا ہے۔ (1)
بہر حال رجم کو غیر اسلامی سزا کہنا حکم رسالت سے روگردانی ہے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

غزوہ دومۃ الجندل ۵ھ

اس غزوہ کے واقع ہونے کا پس منظر یہ ہے کہ دومۃ الجندل اور اس کے گرد نواح میں ڈاکوؤں نے قبضہ جمایا ہوا تھا ہر آنے جانے والے کو لوٹ لیتے۔ تجارتی قافلوں پر حملہ کر کے لوٹ لیتے۔ ان کے مقابلہ کی کسی کوشش نہ تھی۔ ان رہزنوں کے حوصلے اتنے بلند ہو چکے تھے کہ وہ مدینہ منورہ پر بھی حملہ کرنے کی باتیں کرنے لگے تھے۔ قبل اس کے کہ وہ مدینہ منورہ پر یلغار کر کے اپنا مقصد حاصل کریں۔ حضور ﷺ نے ایک ہزار افراد پر مشتمل لشکر دومۃ الجندل کی طرف روانہ کیا۔ حضور ﷺ نے سبا ابن عرفہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ مدینہ منورہ سے یہ جگہ پندرہ دن کی مسافت پر ہے۔ (2)

کفار اس لشکر کی خبر سنتے ہی بکھر گئے اور میدان چھوڑ گئے۔ دومۃ الجندل سے دمشق پانچ دن کا راستہ ہے۔ (3)

☆ اس غزوہ کے وقوع کا ایک باعث یہ تھا کہ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ قیصر روم کو بھی عرب میں ہونے والے اسلامی حالات سے کسی نہ کسی طرح آگاہ کیا جائے۔ اس سفر میں بنو عذرہ قبیلہ کا ایک شخص اسلامی لشکر کی نمائندگی کر رہا تھا۔ حضور ﷺ دن کو آرام کرتے اور سفر رات کو فرماتے غالباً اس لئے کہ گرمی کا موسم تھا دن کی دھوپ لوٹش سے بچ کر آرام کرتے۔ ٹھنڈی رات سفر کیلئے مفید ہوتی ہے۔ پھر دشمن سے بچ کر چلنا بھی جنگی حربہ ہے کہ دشمن کو اپنے معاملات سے بے خبر رکھا جائے۔ جب حضور ﷺ قریب پہنچ گئے تو خادم نے عرض کی حضور (ﷺ) آپ رک جائیں میں جا کر خبر لاتا ہوں۔

(1) امام احمد، مسند احمد، علی بن ابی طالب، الرقم 931، ص 437/2

(2) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 223/3

(3) الجوزیہ، زاد المعاد، ص 223/3

وہ تنہا آگے گیا تو اس قبیلہ کی بھیڑ بکریاں تنہا پھر رہی تھیں۔ صحابہ نے ان پر قبضہ کر لیا اور حضور ﷺ بیس ربیع الثانی کو واپس مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ (1)

☆ اس سفر کے دوران حضرت سعد بن عبادہ کی والدہ نے وفات پائی۔ حضور ﷺ نے ان کی قبر پر نماز پڑھی۔ (2)

حضرت سعد نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ اچانک فوت ہو گئیں۔ میرا خیال ہے کہ وہ مہلت پاتیں تو کچھ مال صدقہ کرتیں۔ اگر میں صدقہ کروں تو ثواب پہنچے گا۔ فرمایا یقیناً پہنچے گا پھر عرض کی صدقہ کون سا اچھا ہے۔ فرمایا پانی اس پر حضرت سعد نے ایک کنواں بنوایا اس پر اپنی ماں کا نام تحریر کر کے وقف کر دیا۔ فرمایا

هذه لام سعد (3)

یہ کنواں ام سعد کیلئے ہے۔

معلوم ہوا صدقہ و خیرات کا ثواب پہنچتا ہے۔ بعض نے شیخ عزالدین کو موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا صدقہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے تو فرمایا دنیا میں تو فتویٰ اس کے خلاف تھا۔ مگر آج پتہ چلا ثواب پہنچتا ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ بعدد خلقہ

(1) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 177/3

الشامی، سبیل الہدی والرشاد، ص 342/4

(2) ابن کثیر، السیرۃ النبویہ، ص 178/3

(3) امام احمد، مسند احمد، سعد بن عبادہ، الرقم 22725، ص 367/48

النسائی، السنن، الاختلاف علی سفیان، الرقم 3606، ص 440/11

ابی داؤد، السنن، فی فضل سقی الماء، الرقم 1431، ص 497/4